"صد سالہ عرسِ رضوی" کے موقع پر امام اہلِ سنت کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت
چہل حدیث
تصنیفِ لطیف
نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ حجۃ الاسلام مفسرِ اعظم ہند حضرت علامہ
مفتی محمد ابراہیم رضا خان عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ
حسبِ ارشاد
حضور صاحبِ سجادہ حضرت مولانا الحاج محمد سبحان رضا خان سبحانی میاں مدظلہ العالی
تخریج، ترجمہ، تقدیم، ترتیبِ جدید اور اضافۂ متنِ حدیث
محمد سلیم بریلوی
استاذ جامعہ رضویہ منظرِ اسلام درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف
ناشر
مفسرِ اعظم ہند اکیڈمی
منظرِ اسلام بریلی شریف

"صد سالہ عرس رضوی" کے موقع پر امام اہل سنت کی بارگاہ میں خراج عقیدت

تدوین حدیث کی مختصر تاریخ، اربعین نویسی کے تعارف، حدیث اربعین کی تخریج، فنی و اسنادی حیثیت اور چند مشہور اربعینات کے تعارف پر مشتمل مرتب کی تقدیم کے ساتھ حضرت مفسر اعظم ہند کی "الاربعینة الجیلانیة" نامی چالیس احادیث کریمہ کا ایک حسین و دلکش گلدستہ

بنام

چہل حدیث

تصنیف لطیف

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ حجۃ الاسلام، مفسر اعظم ہند

حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ

حسب ارشاد

حضور صاحب سجادہ حضرت مولانا الحاج محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ

☆

تخریج، ترجمہ، تقدیم، ترتیب جدید او راضافۂ متن حدیث

محمد سلیم بریلوی

استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام، درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف۔

ناشر : مفسر اعظم ہند اکیڈمی، منظر اسلام، بریلی شریف

تقسیم کار : امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر، بریلی شریف

﴿سلسلۂ اشاعت نمبر ۵﴾

نام کتاب : "الاربعینۃ الجیلانیۃ" بنام "چہل حدیث"

تخریج، ترجمہ، تقدیم ترتیب جدید
اور اضافۂ متن حدیث : **محمد سلیم بریلوی**، استاذ منظر اسلام
درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف

تصحیح ونظر ثانی : مفتی محمد ریاض الحسن منظری
خطیب وامام مسجد خدمت اسلام، ریم پارٹ موریشس

پروف ریڈنگ : حافظ وقاری محمد علیم رضا برکاتی استاذ امام احمد رضا ایجوکیشن
انسٹی ٹیوٹ، پری ٹوریا ساؤتھ افریقہ

کمپوزنگ وتزئین کاری : محمد محمود عالم فاروقی منظری مسجد بی بی جی، مرزا توحید
بیگ رضوی بریلی شریف

ناشر : مفسر اعظم ہند اکیڈمی، جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف

سن اشاعت : ۲۵ رصفر المظفر ۱۴۴۰ھ/۵ رنومبر ۲۰۱۸ء بروز پیر
(بموقع صد سالہ عرس رضوی)

باہتمام: مولانا محمد ذیشان رضا منظری، لاوینیر، موریشس

ملنے کے پتے

مفسر اعظم ہند اکیڈمی، جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف، موبائل نمبر: 9235703585

امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر، بریلی شریف، موبائل نمبر: 8273600651

مکتبۂ رحمانیہ، درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

برکاتی بک ڈپو، اسلامیہ مارکیٹ، نومحلّہ مسجد، بریلی شریف موبائل نمبر: 9412605880

مکتبۃ المصطفیٰ اسلامیہ مارکیٹ، نومحلّہ مسجد، بریلی شریف موبائل نمبر: 9453327717

فہرست عناوین

نذرِ عقیدت

سرکاران مارہرہ مطہرہ، مجدد اعظم سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خاں، تاجدار اہل سنت سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خان عرف جیلانی میاں، ریحان ملت حضرت علامہ ریحان رضا خاں عرف رحمانی میاں، حافظ ملت حضرت علامہ عبد العزیز محدث مرادآبادی، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری علیہم الرحمۃ والرضوان، اپنے پیر و مرشد امین ملت حضرت سید امین میاں قادری برکاتی حفظہ اللہ تعالیٰ، اپنے والدین کریمین غفر لھما اللہ تعالیٰ کی بافیض بارگاہوں میں نذر کرتا ہوں۔

اللہ رب العزت "الاربعینۃ البرکاتیہ" کا ثواب میرے والد ماجد الحاج ابرار احمد قادری مرحوم (انتقال ۴/رجب المرجب ۱۴۳۸ھ/ ۲/اپریل ۲۰۱۷ء بروز اتوار بوقت۔ ۱۱:۴۵/رات) اور میری والدہ ماجدہ خورشیدہ بیگم مرحومہ (۲۹/جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ/ ۲۱/اپریل ۲۰۱۲ء بروز ہفتہ بوقت ۵/بجے صبح) کی روحوں کو عطا فرمائے اور ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

عقیدت کیش

محمد سلیم بریلوی غفرلہ

عرض ناشر

حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی کی سرپرستی، آپ کے لخت جگر حضرت مولانا الحاج الشاہ محمد احسن رضا قادری مدظلہ النورانی کی صدارت وقیادت اور منظر اسلام کے صدر المدرسین حضرت مفتی محمد عاقل صاحب کی نگرانی میں مؤرخہ ۱۱/صفر المظفر ۱۴۳۷ھ/۲۴/نومبر ۲۰۱۵ء بروز منگل مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ کے ۵۲/ویں عرس مفسر اعظم ہند کے موقع پر ''مفسر اعظم ہند اکیڈمی'' کا قیام عمل میں آیا۔

ہر طبقہ اور ہر حلقہ کی ضرورت کے پیش نظر، عوام کی تربیت واصلاح کے لیے سادہ، سہل اور آسان انداز میں مذہبی ومسلکی کتابوں کی تصنیف وتالیف، باطل افکار ونظریات کے ردّ وابطال، ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کے اثبات میں قدیم وجدید رسائل خصوصاً معتقدات ومعمولات اہل سنت کے دلائل وبراہین پر مشتمل کتابوں کو تحقیق و تخریج ،تصنیف وتالیف اور تراجم کے مراحل سے گزار کر ان کی جدید انداز میں نشر و اشاعت کرنا، اکابر خانوادۂ رضویہ، اکابر جماعت اہل سنت کی تصانیف کو احسن انداز میں شائع کرنا ،اپنے بزرگوں کے تذکروں کو منظر عام پر لانا اس اکیڈمی ہی کا بنیادی ہدف ومقصد ہے۔ یہ اکیڈمی اس مقصد کی تکمیل کے لئے اب عزم محکم اور عمل پیہم کے ساتھ تحقیق ،تصنیف ،تالیف ،جمع وترتیب ،تدوین وترجمہ اور نشر واشاعت کے میدان میں سرگرم عمل ہو چکی ہے۔ مفسر اعظم ہند اکیڈمی کے قیام کے بعد راقم الحروف کی مرتب کردہ اب تک مندرجہ ذیل کتابیں شائع ہو چکی ہیں:

(۱) ''خانقاہ رضویہ کے پانچویں سجادہ ارباب علم ودانش کی نظر میں'' عرفی نام ضیاء احسن۔

(۲) ''جواہر البیان فی ترجمۃ الخیرات الحسان'' عرفی نام ''سیرت امام اعظم''۔

(۳)''مسائل دارالقرار مع تذکرۂ حاجی ابرار''۔

نوٹ:۔ مذکورہ بالا ان تینوں کتابوں کو کسی دوسرے کے مالی تعاون کے بغیر حضور صاحب سجادہ اور راقم نے اپنے ذاتی روپئے سے چھپوا کر علماء، طلبہ اور عوام اہلسنت میں مفت تقسیم کیا۔

ان تینوں کتابوں کی اشاعت کے بعد راقم کی مرتب کردہ کتاب ''نجوم ہدایت'' کی اشاعت ''جماعت رضائے مصطفیٰ''، یو۔کے، کے تعاون سے اب عمل میں آرہی ہے اور یہ کتاب دہلی چھپنے جا چکی ہے۔''نجوم ہدایت'' کے بعد راقم نے حضرت مفسر اعظم ہند کی ''**چہل حدیث**'' کی تخریج، ترتیب جدید اور عربی متن حدیث کے اضافہ جدیدہ پر کام شروع کیا جو الحمد للہ پانچ دن میں مکمل ہوگیا اب یہ کتاب طباعت کے لئے پریس بھیجی جارہی ہے۔ان شاءاللہ یہ کتاب بھی صد سالہ عرس رضوی کے موقع پر منظر عام پر آئے گی۔اس کی طباعت کے اخراجات حضرت صاحب سجادہ مدظلہ النورانی نے برداشت کئے ہیں اور حضرت ہی کی طرف سے ''نجوم ہدایت'' کے ساتھ یہ کتاب بھی علمائے کرام کو صد سالہ عرس رضوی کے موقع پر بطور تحفہ پیش کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ اکیڈمی کو عروج و استحکام بخشے، اس کے ذریعہ ہمارے اشاعتی منصوبوں کی تکمیل میں آسانیاں پیدا فرمائے اور حضرت صاحب سجادہ مدظلہ العالی کو جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

محمد سلیم بریلوی غفرلہ

خادم مفسر اعظم ہند اکیڈمی

درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

۱۱؍صفر المظفر ۱۴۴۰ھ/۲۱؍اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز اتوار

بموقع عرس مفسر اعظم ہند

دعائیہ کلمات

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ العالی
ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ منظر اسلام، درگاہ اعلیٰ حضرت، سوداگران بریلی شریف

حامدا و مصلیا و مسلما!

ہمارے دادا حضور، مفسر اعظم ہند، حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ دیگر علوم وفنون میں مہارت رکھنے کے ساتھ فن تفسیر اور فن حدیث میں خاص ملکہ رکھتے تھے۔ آپ کی کتابیں اور آپ کے مضامین سلیس، عام فہم اور علمی وفنی نکات سے بھرپور ہوتے تھے۔ قرآن وحدیث اور تفسیر قرآن وتشریح حدیث کے ضمن میں آپ انتہائی جامع، مختصر اور خوش اسلوبی بھرے سادہ سے انداز میں اہل سنت و جماعت کے عقائد حقہ اور معمولات ثابتہ کو مدلل ومبرہن کرنے کے ساتھ وہابیہ ودیابنہ اور باطل فرقوں کا ردوابطال فرماتے تھے۔ آپ کی انہیں خوبیوں سے مزین وآراستہ کتب ورسائل اور مضامین ومقالات عرصہ دراز سے ماضی کی دبیز تہہ میں روپوش ہیں۔ انہیں روپوش علمی وفنی شاہکاروں میں سے ایک بہترین شاہکار ''چہل حدیث'' نامی چالیس احادیث کریمہ کا حسین ومعطر گلدستہ بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ جامعہ رضویہ منظر اسلام کے ایک متحرک وفعال استاذ، عزیز القدر ''مفتی محمد سلیم بریلوی'' ۔زیـد مـجـدہ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ وہ نہایت کم وقت میں ہمارے دادا جان کے اس علمی وفنی شاہکار کو اپنی علمی وفنی صلاحیتوں کی جلوہ سامانیوں کے ساتھ کمال آراستگی اور جمال مشاطگی کے ساتھ صد سالہ عرس رضوی کے موقع پر منظر عام پر لا رہے ہیں۔ موصوف انتہائی محنتی، جفاکش اور لکھنے پڑھنے کا ستھرا ذوق رکھنے والے ایک مخلص عالم دین ہیں۔ وہ مرکز ومسلک کے ایک وفادار سپاہی ہیں۔ وہ تضییع اوقات سے دور رہ کر اپنے کام سے کام رکھنے والے آدمی ہیں۔ مسلکی خدمات

کا سچا جذبہ رکھنے والے قلم کار ہیں۔ان کا قلم کافی سرعت و تیز گامی کے ساتھ چلتا ہے۔ان خوبیوں کے ساتھ ساتھ وہ ہمارے بزرگوں خاص کر ہمارے دادا جان حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ سے بے حد محبت وعقیدت رکھتے ہیں۔انہوں نے اپنی خاص دلچسپی سے خوب تلاش وجستجو اور محنت کے بعد ہمارے دادا جان کے اکثر رسائل و مقالات جمع کر کے ان پر علمی وفنی حیثیت سے کام شروع کر دیا ہے۔اللہ تعالیٰ موصوف کے علم وفضل میں برکتیں عطا فرمائے۔''چہل حدیث'' نامی یہ رسالہ موصوف کی تحقیق، تخریج، ترتیب جدید اور فن اربعین نویسی کی مکمل و جامع تاریخ پر مشتمل شاندار علمی وفنی خاص کر علم حدیث اور فن تخریج حدیث کے موتیوں پر مشتمل اہم تقدیم کے ساتھ آپ حضرات کے سامنے ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے، ہمارے بزرگوں کے فیضان کرم سے انہیں مالا مال فرمائے اور انہیں حاسدوں کے حسد سے محفوظ فرمائے۔آمین۔بجاہ سید المرسلین علیه افضل الصلوٰۃ و التسلیم

فقیر قادری محمد سبحان رضا خاں سبحانی غفرلہ

خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

مؤرخہ ۷ر صفر المظفر ۱۴۴۰ھ / ۱۸ر اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز جمعرات

اللہ زور قلم اور پیدا فرمائے

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، پیر طریقت، خطیب اعظم، توصیف ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد توصیف رضا خاں قادری مدظلہ النورانی درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما
نحن عباد محمد صلی علیہ و سلما

مذکورہ بالا درود پاک کا جس عظیم شخصیت نے استخراج فرمایا ہے اسے پوری دنیائے سنیت مفسر اعظم ہند کے نام سے جانتی ہے۔ وہ ہمارے دادا حضور ہیں جنہوں نے اپنی تحریروں، تقریروں اور تبلیغی خدمات کے ذریعہ مرکز اہل سنت کو خوب استحکام اور فروغ عطا فرمایا۔ افسوس کہ ان کی ذات پر تحریری شکل میں زیادہ کام نہ ہوسکا جس کی وجہ سے اتنی عظیم ذات پردۂ خفا میں چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ عزیزم مفتی محمد سلیم صاحب بریلوی زید مجدہ وفضلہ کے علم وعمل میں خوب خوب برکتیں عطا فرمائے کہ انہوں نے اپنی تصنیف وتالیف اور تحریری کاموں کا محور ومرکز ہمارے دادا حضور حضرت مفسر اعظم ہند کی ذات کو بنایا۔ ہمارے دادا حضور کی کتابوں، رسالوں اور مقالات ومضامین کو ترتیب جدید کے ساتھ منظر عام پر لانے کے لئے انہوں نے اپنے آپ کو آمادہ کیا۔ موصوف نہایت سنجیدہ، ذی علم، ذی استعداد، درس وتدریس کے ماہر اور نہایت مؤدب شخصیت کے مالک ہیں۔ وہ خانوادۂ رضویہ کے ہر چھوٹے بڑے فرد کی بے حد تعظیم وتوقیر کرتے ہیں۔ ہر ایک سے خوب محبت و عقیدت رکھتے ہیں۔

موصوف نے ہمارے دادا جان کی ''چہل حدیث'' کو اپنی علمی اور فنی تقدیم کے ساتھ از سر نو مرتب کیا جسے صد سالہ عرس رضوی کے موقع پر وہ شائع کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور انہیں ہمارے مشائخ کرام، اجداد کرام خاص کر سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علمی وروحانی فیضان عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

فقیر محمد توصیف رضا خاں قادری
خادم مرکز اہل سنت، بریلی شریف

کلمات تبریک

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، پیر طریقت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد احسن رضا قادری مدظلہٗ
سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

حامدا و مصلیاً و مسلما!

میرے جد امجد سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قائم کردہ ادارہ ''جامعہ رضویہ منظر اسلام'' محض ایک علمی دانش کدہ ہی نہیں بلکہ عقائد اہل سنت کی ترویج و اشاعت اور معمولات اہل سنت کی حفاظت و پاسبانی کی یہ ایک عظیم تحریک بھی ہے۔ اس کا ماضی مذکورہ مقصد کی تکمیل کے حوالے سے نہایت شاندار و جاندار رہا ہے۔ اس ادارے کے اساتذہ اور طلبہ نے ہر دور میں جماعت اہل سنت کی مذہبی، شرعی، مسلکی اور علمی و ادبی ضرورتوں کو تدریس، تصنیف، تالیف، تبلیغ اور بیعت و ارشاد کے ذریعہ پورا کیا ہے۔ ماضی قریب میں ہمارے پردادا، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمۃ و الرضوان اس سلسلہ میں بہت کوشاں رہے ہیں۔ وہ خود بھی کتابیں تصنیف فرماتے اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی کتابوں کو بھی مرتب و مزین کرکے شائع کراکر دنیائے سنیت کے خطے خطے تک پہنچاتے۔ ان کی کتابوں میں بہت سے علوم و فنون کے موتی انتہائی جامعیت کے ساتھ پروئے ہوئے انداز میں پائے جاتے ہیں۔ ضرورت تھی کہ حضرت مفسر اعظم ہند کے ان علمی جواہر پاروں کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق آراستہ و پیراستہ کرکے ترتیب جدید کے ساتھ منظر عام پر لایا جاتا۔

بہت ساری دعاؤں کے مستحق ہیں رفیق گرامی مفتی محمد سلیم صاحب بریلوی، استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف کہ انہوں نے انتہائی عرق ریزی اور سرعت کے ساتھ مختصر سی مدت میں ''نجوم ہدایت'' نامی کتاب کی ترتیب کے بعد حضرت مفسر اعظم ہند کے نایاب و روپوش رسالۂ اربعین بنام ''چہل

حدیث'' کو عصر حاضر کے تقاضوں سے آراستہ کر کے منظر عام پر لانے اور عوام و خواص کی دسترس تک پہونچانے کا قابل مبارک باد کارنامہ انجام دیا۔اس کتاب میں جہاں انہوں نے مفسر اعظم ہند کی مرتب کردہ حدیثوں کے اردو ترجمہ کو از سر نو مرتب کیا، تشریحی اور توضیحی عبارات کا اضافہ کیا، پیرا بندی کی، سرخیوں اور عناوین کا انتخاب کیا، متن حدیث کا اضافہ کیا، وہیں انہوں نے حدیث اربعین کی تخریج بھی کی، اس کی فنی حیثیت بھی اجاگر کی، اسنادی مقام و مرتبہ بھی واضح کیا اور سب سے بڑی خوبی تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنی تقدیم میں ''اربعین نویسی'' کی مکمل تاریخ کو نہایت جامع اور مربوط انداز میں اس طرح بیان کیا ہے کہ جس سے فن حدیث سے دلچسپی رکھنے والے طالبان علوم حدیث کو بہت کم صفحات کے مطالعہ ہی سے ''اربعین نویسی'' کا مکمل تعارف حاصل ہو جاتا ہے۔موصوف کی اس تقدیم کو پڑھ کر ان کی گوناگوں خوبیوں میں سے پہلی بار اس اہم خوبی کا بھی علم ہوا۔ یہ تقدیم اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ موصوف دیگر علوم وفنون کے ساتھ علم حدیث، فن تخریج حدیث، فن اسناد اور تاریخ تدوین حدیث میں ملکہ کی حد تک مہارت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے اعلیٰ حضرت کی یادگار منظر اسلام کو ایسے جید و ماہر فن اساتذہ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ مفتی محمد سلیم بریلوی صاحب کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور زمانہ کے شر و فساد سے انہیں محفوظ رکھے۔آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

سگ بارگاہ غوث وخواجہ ورضا
محمد احسن رضا قادری
سجادہ نشین
درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف
مؤرخہ ۷ ؍صفر المظفر ۱۴۴۰ھ
۱۸؍اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز جمعرات

تأثراتِ گرامی

ناشرِ رضویات، شیرِ قادریت حضرت علامہ الحاج مختار احمد صاحب قادری، بہیڑوی

حامدا و مصلیاً و مسلما!

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، مفسرِ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان خانوادۂ رضویہ کے اس گل شگفتہ کا نام ہے کہ جس نے اپنی دینی، مذہبی، مسلکی، علمی، ادبی اور روحانی خدمات کی بھینی بھینی خوشبو سے اپنے پورے عہد کو معطر و سرشار کیا۔ آج بھی ان کی اس علمی و روحانی خوشبو سے جماعت اہل سنت کے مشام جاں معطر و سرشار ہیں۔ مرکز و مسلک کو ان کی ذات سے کافی تقویت حاصل ہوئی، بہت فروغ ملا، مسلک اعلیٰ حضرت کی خوب سے خوب تر ترویج و اشاعت ہوئی۔ ساری خوبیوں کے ساتھ ان کی سب سے بڑی خوبی تو یہ ہے کہ انہوں نے حضرت ریحان ملت، حضرت تاج الشریعہ، حضرت قمر ملت علیہم الرحمہ اور منانی میاں صاحب مدظلہ جیسے شہزادگان کی مثالی تربیت فرما کر مسلک و مرکز اور جماعت اہل سنت کو مخلص مبلغین کی ایک ایسی ''کمک'' عطا فرمائی کہ جنھوں نے مرکز و مسلک اور جماعت اہل سنت کو تاریخ ساز قوت و استحکام عطا فرمایا۔ حضرت جیلانی میاں علیہ الرحمہ کے شاہزادگان اور ان کی کتابیں بلا شبہ جماعت اہل سنت کا ایک عظیم سرمایہ ہیں۔ ان کی کتابوں کو عوام و خواص تک پہنچانا منظر اسلام کے علما کا دینی، مسلکی اور اخلاقی فریضہ ہے۔ منظر اسلام پر جیلانی میاں کے احسانات ناقابل فراموش ہیں۔

عزیزم مفتی محمد سلیم صاحب بریلوی زید مجدہ نے اپنے اس فریضہ کو محسوس کرتے ہوئے نہایت عالمانہ، فاضلانہ، اور محدثانہ انداز میں حضرت مفسر اعظم ہند کی چالیس حدیثوں کے مجموعہ کو از سرِ نو مرتب کر کے منظر عام پر لانے کا قابل تبریک کارنامہ انجام دیا ہے۔ قارئین جہاں حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کے علمی و فنی نکات اور ان کے بے مثال علمی جواہر پاروں سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائیں گے وہیں عزیزم مفتی محمد سلیم بریلوی کی فن حدیث میں مہارت کا بھی اعتراف کریں گے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو ہمیشہ مرکز و مسلک کا بے لوث خادم رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

مختار احمد قادری بہیڑوی

تہنیت

ناشر رضویات، فخر بریلی حضرت علامہ مفتی محمد حنیف خاں صاحب رضوی بریلوی
بانی وناظم امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر بریلی شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چہل حدیث کی فضیلت کے تعلق سے خود احادیث کریمہ میں وضاحت کے ساتھ وارد ہوا ہے، ان احادیث کو تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے عزیز مکرم حضرت مولانا محترم مفتی محمد سلیم صاحب بریلوی نے نبیرۂ اعلیٰ حضرت، مفسر اعظم ہند، حضرت علامہ الشاہ محمد ابراہیم رضا خاں صاحب جیلانی میاں علیہ الرحمہ کی اس اہم تصنیف ''چہل حدیث'' کے مقدمہ میں بہت کچھ لکھ دیا ہے، دراصل یہ مقدمہ علم حدیث کے موضوع پر دریا کو کوزے میں سمونے کی مثال ہے۔ مولانا موصوف نے مختلف زاویوں سے علم حدیث پر وشنی ڈالی ہے اور ضرورت حدیث کے ساتھ تدوین حدیث اور حفاظت حدیث کے سلسلہ میں بھی جامع انداز میں گفتگو کی ہے۔ پھر کتاب کے موضوع ''اربعین نویسی'' پر آپ نے نہایت معلوماتی چیزیں رقم کی ہیں جو شایان مطالعہ ہیں اور مولانا موصوف کی فن حدیث میں وسعت نظر پر دال ہیں۔ حدیثِ اربعین پر جن لوگوں نے کلام کیا تھا ان کے جوابات، پھر اربعین نویسی کی ایجاد اور اربعینات کے تعلق سے تفصیلات کے بعد سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی دو اربعین کا ذکر کر کے آپ کے شہزادے حضرت مفسر اعظم کی موضوع سخن کتاب ''چہل حدیث'' کا اجمالی تعارف پیش کیا ہے۔

کتاب کا موضوع چہل احادیث کے ضمن میں اہل سنت و جماعت کے عقائد حقہ کا بیان ہے، انہی کو موضوع بنا کر آپ نے احادیث کریمہ سے اہل سنت کے مذہبِ حق کی تائید وتوثیق پیش کی ہے۔مصنف کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ احادیث کو نقل فرمانے کے بعد ان کی تشریحات مراجعت کتب کے بغیر صرف دو دن میں قلم برداشتہ رقم فرمائی ہیں جو آپ کے تبحر علمی کی واضح مثال ہے۔

مولیٰ تبارک وتعالیٰ حضرت مصنف علیہ الرحمہ اور مولانا مفتی محمد سلیم صاحب کی اس دینی خدمت کو شرف قبولیت سے مشرف فرما کر مقبول انام بنائے اور متلاشیان حق کے لیے ہدایت کا ذریعہ۔آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف
مؤرخہ ۱۱ر صفر المظفر ۱۴۴۰ھ
۲۲ر اکتوبر ۲۰۱۸ء

بہت نرالے مہتمم تھے مفسر اعظم

از: حضرت علامہ محمد شمیم اشرف ازہری مدظلہ، خطیب اعظم موریشس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مفسر اعظم ہند سے ہم نے صرف کتابیں ہی نہیں پڑھیں بلکہ تربیت کے انمول موتی بھی ان کی بافیض بارگاہ سے چنے ہیں۔ وہ مکتب کی کرامت کے ساتھ فیضان نظر سے بھی مستفیض فرماتے۔ رات میں مطالعہ فرماتے، ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے مضامین دیکھتے، معارف قرآن اور معارف حدیث کے عنوان پر ماہنامہ کے لئے مضامین تحریر فرماتے۔ دن میں طلبہ کو درس حدیث اور درس قرآن دیتے۔ منظر اسلام کے انتظامی اور قانونی معاملات نپٹاتے۔ منظر اسلام کے لئے تعاون کے راستے اور ذرائع آمدنی کے لئے سرگرداں رہتے۔ خانقاہی ذمہ داریوں کو نبھاتے۔ بزرگوں کے اعراس کے انتظامات سنبھالتے۔ بیعت و ارشاد اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کے لئے دورے کرتے۔ کتابیں لکھتے۔ اعلیٰ حضرت کی کتابیں مرتب کر کے چھپواتے۔ غرض کہ ایسا نرالہ مہتمم ہم نے آج تک نہ دیکھا۔ طلبہ کا خیر خواہ، مدرسین کا ہمدرد اور معاونین کے لئے سراپا دعا۔ ان کی ذات کے قیمتی گوشوں کو دنیا کے سامنے لانے کی ضرورت ہے۔ ان کی تصانیف کو چھاپنے کی ضرورت ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے حضرت سبحانی میاں صاحب کو کام کی مشین کی شکل میں ایک بلند ہمت نوجوان عالم و فاضل اور مفتی و مفکر دیدیا جسے ہم مفتی سلیم کہہ کر پکارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے استاذ گرامی کی اس ''چہل حدیث'' کو قبول عام عطا فرمائے اور مرتب موصوف کو جزائے خیر۔ آمین

بندۂ اثیم

محمد شمیم اشرف ازہری، موریشس

مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج میں مفسر اعظم ہند کی خدمات تاریخ ساز ہیں

جامع معقولات ومنقولات، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی محمد عاقل صاحب رضوی
شیخ الحدیث وصدر المدرسین جامعہ رضویہ منظر اسلام درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

حامدا و مصلیاًو مسلما!

قرآن کریم سرچشمۂ رشد وہدایت اور آفتاب حق وصداقت ہے جسے رب قدیر جل جلالہ نے اپنی حکمت بالغہ سے تئیس سال کی مدت میں اپنے پیارے حبیب ﷺ پر نازل فرمایا جو اپنے بیان اعجاز، بے مثال تعبیر مفاہیم، کمال فصاحت و بلاغت جیسے لا جواب اوصافِ کمال کی وجہ سے قدرت الٰہی کی روشن نشانی، مصطفیٰ جان رحمت کا دائمی معجزہ اور کلام الٰہی ہونے پر بے مثال دلیل ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن ہر شئی کا روشن بیان ہے، ھادی عالم ہے۔ لیکن قرآن اصول بیان کرتا ہے۔ اس کی تشریح وتوضیح کے لئے اللہ رب العزت جل جلالہ نے مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کو مبعوث فرمایا تاکہ لوگ اپنے طور پر نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی تشریح وتوضیح کی روشنی میں قرآن کریم سمجھیں اور اس کے مطابق عمل پیرا ہوں۔ اللہ رب العزت جل جلالہ نے قرآن کے ساتھ رسول کے اس تعلق کو بڑی صراحت ووضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے" وانزلنا اليك الذكر لتبين للناس مانزل اليهم " ہم نے یہ قرآن آپ پر اس لئے نازل فرمایا تاکہ آپ خوب کھول کھول بیان کردیں اس کو جو، ان کی طرف نازل کیا گیا۔

اس آیت سے صراحۃً معلوم ہوا کہ رسول ﷺ شارح قرآن ہیں، ان کا فرض

نبوت ہے کہ وہ قرآن کی خوب تشریح وتوضیح کریں اور امت کا فرض ہے کہ وہ رسول کی اتباع کرے، ان کے اسوہ حسنہ پر چلے۔

"لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة" تمہارے لئے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔

یہی وجہ کہ استنادی حیثیت سے قرآن کریم کے بعد حدیث رسول کا مرتبہ ہے۔ عہد رسالت سے ہی قرآن کے حفظ و کتابت کے ساتھ احادیث مصطفیٰ کی جمع و تحریر کا آغاز ہو چکا تھا اور خود نبی کریم ﷺ نے گاہ بگاہ کتابت احادیث کا حکم دیا۔ اسی کا لازمی نتیجہ کہیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور بعد کے محدثین کرام نے بڑی محنت و جانفشانی سے احادیث کی جمع وترتیب کا فریضہ انجام دیا۔ اس مبارک جماعت پر ہزاروں رحمتیں نازل ہوں جن کی عظیم دینی وعلمی خدمت کی وجہ سے امتداد زمانہ کے باوجود حدیث مصطفیٰ کا جلیل القدر دینی سرمایہ اپنی اصل شکل میں امت مسلمہ کے پاس محفوظ ہے جو قابل افتخار ہونے کے ساتھ امت مسلمہ کی امتیازی حیثیت ومقام کو نمایاں کرتا ہے۔

احادیث مصطفیٰ پر مشتمل دینی وعلمی ذخیرہ اتنی کتابوں میں محفوظ ہے جن کا شمار آسان نہیں۔ صحاح ستہ کے علاوہ جن کتابوں کو شہرت دوام کا اعزاز حاصل ہوا ان میں ''مشکوٰۃ المصابیح'' کا نام روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ یہ کتاب تمام عالم اسلام میں مقبول ومعروف ہے اور تمام مدارس کے درس حدیث میں شامل ہے۔ یہی وجہ رہی کہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ حجۃ الاسلام، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی

محمد ابراہیم رضا خاں صاحب جیلانی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب چالیس احادیث کا مجموعہ مرتب فرمایا تو ''مشکوٰۃ المصابیح'' سے احادیث کا انتخاب فرمایا جو ''چہل حدیث'' کے نام سے مشہور ہے۔حضور مفسر اعظم ہند اپنے زمانہ کے نامور عالم دین، مشہور مبلغ اسلام، شیخ طریقت ، مفسر قرآن اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کے مہتمم تھے۔آپ نے ملکی سطح پر مذہب اہلسنت مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں جو گراں قدر تاریخ ساز خدمت انجام دی وہ تاریخ اسلام کا زریں باب ہے۔آپ کے مریدین ومتوسلین اور نامور تلامذہ وخلفاء کی تعداد بے شمار ہے۔

حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی ''چہل حدیث'' عرصۂ دراز سے نایاب تھی۔ خدا بھلا کرے محبّ گرامی ذی وقار حضرت مولانا مفتی محمد سلیم صاحب مدظلہ العالی، استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام و مدیر اعزازی ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا جنہوں نے اس خزانۂ عامرہ کو ترتیب جدید، تخریج وتوضیح اور مزید خوبیوں سے آراستہ کر کے شائع کرنے کا شرف حاصل کیا بلکہ مزید خوبی اور خوشی کی بات یہ ہے کہ انہوں نے سعادت مندی سے مزید چالیس احادیث کریمہ جمع کردیں جو''اربعینات'' کے باب میں حسین اضافہ ہے اور اس کے ساتھ مبسوط جامع مقدمہ بھی تحریر فرمایا اور یہ سب کچھ چند ایام میں کردیا۔

مفتی صاحب نہایت متحرک وفعال علمی شخصیت کے مالک ہیں۔ان کی فکر مستقیم اور ان کا قلم سیال ہے۔نہایت ذی استعداد، قابل ترین کامیاب استاذ ہونے کے ساتھ کئی علمی کتابوں کے مصنف ہیں۔تحریر و تدریس دونوں پر یکساں قدرت

ہے۔حفظ اوقات میں ان کی شخصیت نوجوان علماء کے لئے مشعل راہ ہے۔

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، مخدوم ذی وقار، قائد ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں صاحب سبحانی میاں دامت برکاتہم العالیہ، سرپرست خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ کے اہتمام وانصرام میں جامعہ رضویہ منظر اسلام نہایت تیزی سے عروج و ارتقا کی منزلیں طے کررہا ہے۔حضرت صاحب سجادہ کی قیادت ونگرانی میں اساتذہ منظر اسلام گراں قدر دینی وعلمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

اللہ رب العزت جل جلالہ حضرت مفتی صاحب کی تمام دینی وعلمی کاوشوں کو شرف قبولیت کا اعزاز بخشے اور حضرت صاحب سجادہ دامت برکاتہم العالیہ اور شہزادۂ حضور صاحب سجادہ، نبیرۂ ریحان ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد احسن رضا احسن میاں مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ کی عمر اور صحت وسلامتی میں بے شمار برکتیں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ نبیك الكريم عليه افضل الصلوٰة و التسليم۔

محمد عاقل رضوی غفرلہ القوی

خادم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

۱۹/اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز جمعہ مبارکہ

مفسر اعظم ہند خانوادہ رضویہ کے ایک بطل جلیل

استاذ گرامی، خلیفۂ تاج الشریعہ، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، تلمیذ حافظ ملت
حضرت مولانا حافظ وقاری محمد احترام عالم خان عزیزی مدظلہ
بانی وناظم اعلیٰ دار العلوم فیضان الاولیاء ومدرسۃ البنات، آمیر، جے پور راجستھان

حامدا و مصلیاً و مسلما!

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان خانوادۂ رضویہ کے اس ''بطل جلیل'' کا نام ہے کہ جن کی ذات سے مسلک ومرکز اور جماعت اہل سنت کو خوب سے خوب تر طاقت و قوت اور فروغ ملا۔ ان کی تحریروں میں رد دیابنہ، رد وہابیہ اور رد فرقہائے باطلہ کا عنصر نمایاں رہتا تھا۔ ان کی کتاب ''چہل حدیث'' اور ان چالیس حدیثوں کے ذیل میں ان کے فوائد وتشریح عوام وخواص کے لئے نہایت مفید خاص کر وہابیہ و دیابنہ کا رد و ابطال کرنے والے علما، خطباء، ائمہ، طلبہ اور مناظرین اہل سنت کے لئے نہایت نفع بخش ہیں۔

شاگرد رشید عزیزم مفتی محمد سلیم صاحب بریلوی زید مجدہ بھی کمال کے عالم وفاضل ہیں۔ بے پناہ مصروفیات کے باوجود نہ جانے کب اور کیسے وہ تصنیف وتالیف کے لئے وقت نکال لیتے ہیں۔ بچپن ہی سے موصوف محنتی اور تحقیقی ذوق رکھنے والے طالب علم رہے ہیں۔ فن حدیث میں تو انہیں شروع ہی سے بہت دلچسپی رہی ہے۔ ان کی ترتیب جدید کے ساتھ شائع ہونے والا مفسر اعظم ہند کا یہ عظیم شاہکار آپ کے سامنے ہے خود ہی فیصلہ کرلیں کہ موصوف کو اللہ تعالیٰ نے علم حدیث سے کس قدر وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں علم حدیث کے خادموں میں رکھے اور قیامت کے روز زمرۂ علما وفقہا میں ان کا حشر فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

دعا گو

احترام عالم خان عزیزی

منظر اسلام مرکزی حیثیت رکھنے والا ایک عظیم ادارہ

زینت مسند فقہ وافتاء، آل رسول حضرت علامہ مفتی سید کفیل احمد صاحب ہاشمی مدظلہ

استاذ و مفتی جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف

ایسی ذات و شخصیت اور موتی ہماری انجمن میں اور ہوں جن کے اخلاص و عمل سے دوسری شخصیات کی زندگی میں بہار آجاتی ہو، جن کی دینی، ملی، شرعی خدمات سے ملت اسلامیہ کے شجر علم سرسبز وشاداب رہتے ہوں، جن کی زندگی کے نقوش دوسروں کے لئے سرچشمۂ ہدایت اور فلاح دارین کا سبب ہوں، جن کے ذریعہ لوگ رشد و ہدایت پاتے ہوں، جن کے علوم معارف کبھی غبار آلود نہیں ہوتے، جن کے نقوش علم و عمل دھندلاتے نہیں، وہ ہمیشہ صاف و شفاف اور پاکیزہ خصلتوں کے حامل اور اخلاص وعمل سے آراستہ و پیراستہ ہوتے ہیں۔

بریلی شریف جو جماعت اہل سنت کا محض مرکز عقیدت ہی نہیں بلکہ مرکز علم و عرفان بھی ہے اس بریلی شریف میں مرکزی حیثیت رکھنے والا عظیم ادارہ جسے دنیائے سنیت جامعہ منظر اسلام کے نام سے جانتی اور مانتی ہے، جسے مجدد اعظم حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے ۱۹۰۴ء میں قائم فرمایا۔ جہاں کے اساتذہ کرام ہر دور میں ایک سے بڑھ کر ایک جلیل القدر اور علوم وفنون کے کوہ ہمالیہ کہے جاتے رہے ہیں۔ جسے انہوں نے ثابت بھی کر دیا ہے۔ جس سے علمائے اہل سنت واقف اور آشناں ہیں۔ اسی منظر اسلام کے اساتذہ ہر دور میں آفاقی حیثیت کے حامل رہے ہیں۔ دور حاضر میں بھی اساتذہ کرام کی جو فہرست ہے ان کے علمی اور فنی کارناموں کا جواب نہیں اور یہ سب محسن قوم وملت، شیخ اعظم رضویت، صاحب سجادہ آستانہ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں صاحب قبلہ سبحانی میاں مدظلہ النورانی کی نظر انتخاب کا جلوہ ہے۔

انہیں میں سے ایک بہت نایاب اور قیمتی ہیرا جو نہایت ذہین و فطین، ذی استعداد، ہرفن میں مہارت رکھنے والی ذات، میدان تدریس وصحافت کے شہنشاہ، ذی علم و بالغ نظر، ان کی دینی، علمی، قلمی خدمات نا قابل فراموش ہیں یعنی حضرت علامہ الحاج مفتی محمد سلیم بریلوی صاحب جو عظیم علمی شخصیت کے مالک، اور امتیازی حیثیت کے حامل ہیں، ان کے تبحر علمی سے اکثر و بیشتر علما، وفضلا اور مفتیان کرام واقف ہیں۔ سیکڑوں طالبان علوم دینیہ کو اپنے علوم ومعارف کے ذریعہ سیراب فرماتے رہتے ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ وہ صاحب سجادہ کی نظر عنایت اور ان کے فیضان کرم سے بریلی شریف کے مرکزی ادارہ جامعہ رضویہ منظر اسلام کے بہت عمدہ اور لائق وفائق استاذ ہیں۔ان کے نوک قلم سے ہزاروں فرزندان اسلام اپنی علمی تشنگی کو بجھا رہے ہیں۔ان کے جذبہ دینی ،علمی اور جماعتی سرگرمیوں کے سبھی قائل ومعترف ہیں۔ان کی ذات میں جہاں دین و سنیت کی اشاعت کا جذبہ وافر طور پر موجود ہے وہیں شرعی مسائل سے متعلق حزم واحتیاط کا پہلو بھی پیش نظر ہوتا ہے۔ مفتی صاحب قبلہ جہاں پیکر علم و استقامت ہیں وہیں شریعت اسلامیہ کے پاسدار بھی ہیں۔اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وہ سنی احباب کے لئے موم سے بھی زیادہ نرم اور غداران اسلام وسنیت بالخصوص دشمنان رضویت کے لئے بہت زیادہ سخت نظر آتے ہیں گویا ڈاکٹر اقبال کے اس شعر کے مصداق نظر آتے ہیں ؎

ہو حلقۂ یاراں تو ریشم کی طرح نرم
رزم حق وباطل ہو تو فولاد ہے مومن

مفتی صاحب قبلہ کی سرگرم علم وعمل شخصیت کو کئی جہتوں میں سمیٹا جا سکتا ہے، دین وسنیت پر استقامت ،قومی، ملی ،سماجی فلاحی، جماعتی خدمات جو اظہر من الشّمس ہیں مزید فروغ رضویات اور اس کی ترویج واشاعت کیلئے جدوجہد اور انتھک کوشش ان

کی زندگی کا عظیم سرمایہ ہے۔ وہیں ملک و بیرون ملک کے علماء، فضلا و مفتیان کرام اور مشائخ عظام سے مستحکم روابط و تعلقات وہ بھی سنیت و بریلویت کی افادیت و ترقی کے لئے ہوتے ہیں خواہ وہ بذریعہ تحریر ہوں یا پھر بذریعہ دورۂ تبلیغ گویا کہ ہر طور پر اہلسنت و جماعت کی سربلندی کیلئے وہ مثبت سے مثبت اقدام فرما کر خوب سے خوب تر خدمت اہلسنت فرماتے رہتے ہیں، جوان کی زندگی کا مقصد اصلی ہے۔

مفتی صاحب قبلہ کے علم کی گہرائی و گیرائی کا پتہ حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کی اس کتاب جس کا نام ''چہل حدیث'' ہے اس پر ان کی تقدیم سے ملتا ہے۔ کتب میں چالیس احادیث کریمہ کے یاد کرنے اور اس کی اشاعت و تقسیم پر بہت ثبوت ملتے ہیں، اکثر علمائے کرام اس کے فضائل بیان فرماتے ہیں، مگر اس کی استنادی و اسنادی حیثیت کو جس طرح موصوف نے اپنی تقدیم میں بیان فرمایا ہے ایسی بحث میری معلومات کے مطابق اردو زبان میں اب تک سامنے نہیں آئی۔ بلا دغدغہ فقیر کی معلومات کے مطابق ان کی یہ تقدیم اپنی نوعیت کے اعتبار سے انفرادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں جہاں انہوں نے ''اربعین'' کے فضائل و کمالات پر اسناد پیش کی ہیں وہیں دلائل کے انبار بھی موجود ہیں، یہاں تک کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی چالیس احادیث کریمہ کے فضائل پر مشتمل روایات کا ذکر مع جرح و تعدیل ہے وہیں تشریح و توضیح اور اس کے ثبوت وہ بھی مع تعارف ''اربعین'' کے بیان فرمائے ہیں۔ موصوف نے اربعین نویسی کا ایک مربوط خاکہ جامع انداز میں پیش فرمایا ہے جو علم دوست حضرات کے لئے بہت نافع ثابت ہوگا۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اپنے پیارے حبیب اکرم ﷺ کے صدقے و طفیل میں اسے مقبول خاص و عام فرمائے۔ مفتی صاحب قبلہ کے علم و عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے۔ انہیں خوب خوب زور قلم بخشے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ و آلہ و صحبہ اجمعین۔

فقیر قادری سید کفیل احمد غفرلہ
دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

تفسیر وحدیث اورفقہ کے ماہر تھے مفسر اعظم ہند

ماہرفن تدریس وافتاءحضرت علامہ مفتی محمدافروز عالم صاحب نوری مدظلہ

استاذ ومفتی جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف

بسم الله الرحمن الرحیم
والصلوٰۃ والسلا م علی رسولہ الکریم

امابعد!

شہزادۂ حجۃ الاسلام، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی شخصیت اہل سنت کے عوام وخواص میں محتاج تعارف نہیں۔ علم و فضل کے اس کوہ گراں کو جہاں عالم سنیت مفسر اعظم ہند بالاتفاق تسلیم کرتا ہے وہیں ان کی فقہ وحدیث میں مہارت اور تقریر وتحریر کی جلالت بھی اہل علم ودانش پر مخفی نہیں۔ اس میں بھی شبہ نہیں کہ حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ اپنے جد کریم مجدد اعظم اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ کی تعلیمات کے مطابق مذہب اہلسنت کی ترویج و اشاعت کے لئے شب وروز مصروف کار رہتے اور انتھک جذبۂ ایثار رکھتے تھے۔ اس عظیم جذبہ کی وجہ سے درس وتدریس اور جامعہ رضویہ منظر اسلام اور خانقاہ رضویہ کے اہتمام وانتظام کی بیش تر مسئولیات ومصروفیات کے ہوتے ہوئے بھی قوم مسلم کی صلاح وفلاح کیلئے حسب ضرورت تبلیغی دوروں، تصنیف وتالیف اور ماہنامہ اعلیٰ حضرت وغیرہ تحریری وقلمی خدمات میں ہمہ تن مصروف رہتے۔ پیش نظر کتاب ''چہل حدیث'' حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کی تصنیف لطیف ہے جو ایمان وعقائد اور ذکر وشکر سے متعلق چالیس احادیث مبارکہ پر مشتمل ہے۔

اب مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے صد سالہ عرس پاک کے پر بہار موقع پر نبیرۂ اعلیٰ حضرت ذوالمجد والحشم مخدوم گرامی، قائد اہلسنت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں صاحب قبلہ سبحانی میاں دامت برکاتہم العالیہ کے حکم و ارشاد سے اس کتاب کی اشاعت ہو رہی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ حضور سبحانی میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کے اقبال کو بلند فرمائے اور صحت وسلامتی کے ساتھ عمر طویل عطا فرمائے۔

اس حسین گلدستۂ حدیث کی ترتیب جدید میں ہمارے جامعہ کے عظیم وموقر استاذ، ماہر علم وفن حضرت علامہ الحاج مفتی محمد سلیم صاحب بریلوی زید مجدہ نے عرس و ادارہ سے متعلق اہم مصروفیات کے باوجود اس کتاب مبارک کی تخریج و تحقیق کے ساتھ ساتھ فن حدیث واصول کے ایسے اہم ترین مضامین کا اضافہ فرمایا جو عوام اہل سنت بلکہ اہل علم حضرات کیلئے بھی نہایت مفید ہیں۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ کی اس سے قبل بھی متعدد کامیاب قلمی کاوشیں ہدیہ ناظرین ہو چکی ہیں بلاشبہ یہ کارنامہ بھی قابل ستائش ہے۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب قبلہ کی ہر کاوش کو قبول عام بخشے اور ان کے علم وقلم میں برکتیں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اٰلہ اجمعین

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

خادم تدریس وافتاء جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

۸/صفر المظفر ۱۴۴۰ھ

تقدیم

تدوین حدیث کی مختصر تاریخ، اربعین نویسی کا اجمالی تعارف، حدیث اربعین کی تخریج، فنی واسنادی حیثیت، چند مشہور اربعینات اور مفسر اعظم ہند کی ''چہل حدیث'' کے تعارف کا اجمالی خاکہ

از: محمد سلیم بریلوی، استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف

رسول اور احادیث رسول کی تشریعی حیثیت واہمیت:

اللہ تعالیٰ نے جب چاہا کہ وہ نیست کو ہست بنائے، عالم امکان کو ''وجودی قبا'' زیب تن کرائے اور کائنات کی تخلیق فرمائے تو اس نے سب سے پہلے اپنے نور سے ہمارے آقا، نبی آخر الزماں، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا۔ انہیں ''خلیفۂ اول'' اور ''نائب مطلق'' کا منصب جلیل عطا فرمایا۔ انہیں اپنا محبوب، ''عالم امکاں کا شاہ'' اور ''خلق کا آقا'' بنایا۔ مگر اس کے ساتھ ہی دنیا میں آپ کو سارے انبیائے کرام کے بعد مبعوث فرمایا۔

سرزمین مکہ پر اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو سارے عالموں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا تو آپ کو ایک ''جامع منشور''، بے مثل و بے مثال ''دستور'' اور زندگی کے ہر شعبہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا ایک ایسا کامل واکمل ''قانون'' بھی عطا فرمایا کہ جو ایک طرف تو کامیابی و کامرانی والی ''وسطی شاہراہ'' کی طرف انسانوں کی رہنمائی کرتا ہے تو دوسری طرف انہیں ہر طرح کی روحانی وجسمانی، اور ذہنی وقلبی شفا بھی عطا فرماتا ہے۔ یہ وہی دستور وآئین ہے جسے ''کلام الٰہی''، فرقان مجید، قرآن کریم اور کتاب اللہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ اللہ کا ایسا کلام ہے کہ جس کے

''مخاطب'' ہمارے آقا خاتم النبیین ﷺ ہیں۔ ظاہر ہے کہ متکلم کے کلام کے معانی و مفاہیم، رموز و اسرار، اشارات و مجملات، منشاء و مقتضیات اور اس کی حقیقی مراد ''مخاطب'' کے علاوہ کوئی اور نہیں سمجھ سکتا۔ اپنے کلام کے مجملات کی تفصیل، عام کی تخصیص، اطلاق کی تقیید، مشروط کی شرط، حکم منزل وموجود کا رفع ونسخ، کلیات، اصول کے جزئیات، کیفیات، احکام کے مکمل خدوخال، اوامر ونواہی کی مکمل کیفیات، معانی و مفاہیم کی تعیین، اس کی مراد کی تشریح وتفسیر اور اس کی توضیح وتبیین متکلم اپنے مخاطب ہی کو بتاتا ہے۔

وحی متلو اور وحی غیر متلو:۔

اصول وکلیات اور امثال وقصص وغیرہ کی صورت میں، فرشتہ کے واسطہ، لوح محفوظ سے براہ آسمان دنیا اللہ رب العزت کی جانب سے جو کلام الٰہی نازل ہوا اسے ''وحی متلو'' اور ''کتاب اللہ'' کہتے ہیں۔ من جانب اللہ، قلب رسول پر القا ہونے والے معانی ومفاہیم اور مضامین پر دلالت کرنے والے جو لعل وگہر آقا کریم ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے بصورت کلام جاری ہوئے، انہیں ''وحی غیر متلو'' کے نام سے جانا گیا لیکن اگر اس ''وحی غیر متلو'' کو آقا نے ''اللہ رب العزت'' کی جانب منسوب کر کے بیان کیا ہو تو اسے ''حدیث قدسی'' اور اللہ کی جانب اسناد کے بغیر یہ کلام فرمایا ہو تو اسے ''حدیث رسول'' کے نام سے جانا گیا۔

قرآن کریم کے معانی ومفاہیم بھی اللہ کے اور ان پر دلالت کرنے والے الفاظ وعبارات اور نظم قرآنی بھی اللہ ہی کی جانب سے آئی ہے۔ ایک کو کلامِ نفسی اور

دوسرے کوکلام لفظی کہتے ہیں۔کلام نفسی اللہ رب العزت کی صفت ازلی قدیم ہےاور کلام لفظی حادث ومخلوق ہے۔اس کے برخلاف حدیث رسول کے معانی و مفاہیم اگرچہ اللہ کی جانب سے القا فرمائے گئے مگر معانی ومفاہیم پر دلالت کرنے والے الفاظ وعبارات ہمارے نبی ﷺ کے ہوتے ہیں۔لہذا آقا کریم ﷺ نے جوفرمایا، جو کیا، یا جسے برقرار رکھا وہ سب حکم الٰہی ، منشائے خداوندی ، وحی ربانی اور القائے خداوندی سے کیا۔قرآن کریم اس کی طرف یوں اشارہ فرماتا ہے:

’’وما ینطق عن الھویٰ۔ ان ھو الا وحی یوحیٰ‘‘

(سورۂ نجم آیت ۳،۴ پارہ ۲۷)

اوروہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔وہ تونہیں مگروحی جوانہیں کی جاتی۔

(کنزالایمان)

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اسی مفہوم کواپنے ایک شعرمیں یوں ادافرماتے ہیں ؎

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا

چشمۂ علم وحکمت پہ لاکھوں سلام

حکمت کامفہوم:۔

جہاں آقا کریم ﷺ اللہ کی جانب سے نازل ہونے والے کلام الٰہی ، کتاب ربانی،قرآن مجیداورفرقان حمیدکی تلاوت بھی فرماتے ،صحابہ کوپڑھنابھی سکھاتے وہیں اس کے رموز واسرار،’’مرادِالٰہی‘‘ کی تشریح وتوضیح اورتبیین وتعیین کے لئے اپنی زبان اقدس سے’’حکمت‘‘ کے موتیوں کی’’بارانِ رحمت‘‘ بھی فرماتے۔لہذا کتاب ومتن

کو’’ قرآن‘‘اور شرح وحکمت کو’’حدیث‘‘ کہا گیا۔ پتہ چلا کہ احادیث کریمہ کی عبارات اور اس کے الفاظ اگرچہ رسول کے ہیں مگر ان کے مطالب ومعارف یہ اللہ کی جانب سے نازل کردہ ہیں جنہیں قرآنی زبان میں’’حکمت‘‘ سے تعبیر فرمایا گیا۔قرآن کریم میں ہے کہ:

”و انزل الله عليك الكتٰب والحكمة وعلمك مالم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيماً“۔

(سورۂ نساء آیت: ۱۱۳/ پارہ۵/ رکوع:۱٤)

ترجمہ:۔اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا افضل ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:

” واذكرن ما يتلى عليكن فى بيوتكن من اٰيٰت الله و الحكمة“

(سورۂ احزاب آیت/ ۳٤/ پارہ ۲۲/ رکوع:۱)

ترجمہ:اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت۔

احادیث کریمہ کی صورت میں یہ حکمت بھی اللہ ہی کی جانب سے عطا فرمائی گئی تھی اس کی تصریح ابوداؤد شریف کی اس حدیث میں بھی ملتی ہے:

”الا انی اوتيت القرآن و مثله معه “ (ابوداؤد شریف)

ترجمہ: معلوم ہونا چاہئے کہ مجھے قرآن بھی عطا کیا گیا اور اس کے ساتھ اس کا مثل بھی۔

اس حدیث میں واضح طور پر فرمایا کہ اللہ کی جانب سے قرآن کریم کی

صورت میں ''وحی متلو'' بھی نازل فرمائی گئی تھی اور احادیث کریمہ کی صورت میں ''وحی غیر متلو'' بھی۔ جسے آقا نے " مثله معه " سے تعبیر فرمایا۔

ان دونوں آیتوں اور مذکورہ بالا ابوداؤد کی حدیث پاک میں حکمت سے مراد احادیث کریمہ اور اقوال رسول کے وہی معانی و مفاہیم ہیں کہ جو نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے تفویض کئے جاتے اور کتاب اللہ کے علاوہ احادیث کریمہ کے یہ معانی و مفاہیم قرآن عظیم کی تشریح کے لئے اتارے جاتے۔ اسی وجہ سے کتاب کا ذکر الگ اور حکمت کا ذکر الگ کیا گیا۔ جہاں کتاب اللہ کو یاد کرنے کا حکم دیا گیا وہیں حکمت نامی ان احادیث رسول کو بھی یاد کرنے کا حکم جاری فرمایا گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ جس طرح کتاب اللہ پر عمل ضروری ہے اسی طرح احادیث کریمہ پر بھی عمل پیرا رہنا لازمی اور واجبی امر ہے۔

رسول بحیثیت شارحِ قرآن:۔

ہمارے نبی ﷺ قرآن کریم کے جہاں ''معلم'' ہیں وہیں ''شارح اور مبین'' بھی ہیں۔ قرآن کریم کو بغیر نبی ﷺ کے سمجھنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے احادیث کریمہ کی مدد حاصل کرنا ایک لازمی اور واجبی امر ہے۔ اسی وجہ سے جس طرح قرآن کریم کے احکام پر عمل لازم ہے اسی طرح احادیث کریمہ کو ماننا، تسلیم کرنا، ان پر عمل کرنا اور انہیں اپنی زندگی کے ہر شعبہ کے لئے ''دستور کامل'' بنانا لازم و ضروری ہے۔ اگرچہ قرآن کریم میں ہر چیز کا ''روشن بیان'' ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:

''تبیانا لکل شئ ''یعنی قرآن کریم میں ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں نہ ہو لیکن ان تمام روشن بیانوں کو آقا کی مدد کے بغیر سمجھنا ناممکن ہے کہ یہ ذمہ داری ہمارے نبی ﷺ کو عطا فرمائی گئی۔ اسی لیے قرآن کریم کے مجملات اور اس کے نصوص کے محمل و مراد کو جاننے اور سمجھنے کے لیے ہمیں آقا کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہوگا۔ ہمارے آقا کی اس حیثیت و اہمیت کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا:

''وانزلنا الیك الذكر لتبین للناس مانزل الیهم''

ترجمہ:- اے نبی! ہم نے یہ قرآن تیری طرف اس لیے اتارا کہ تو لوگوں سے شرح بیان فرمادے اس چیز کی جو ان کی طرف اتاری گئی۔

احادیث کریمہ اور اقوال رسول کی اسی دینی و مذہبی حیثیت کو بتانے کے لئے قرآن کریم میں بہت سی آیتیں نازل فرمائی گئیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ من یطع الرسول فقد اطاع الله ۔

(النساء آیت ۸۰)

ترجمہ:۔ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

۲۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن الله۔

(النساء آیت ٦٤)

ترجمہ:۔ ہم نے رسول کو اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے اذن سے اس کی اطاعت کی جائے۔

۳۔فلا و ربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا فى انفسهم حرجا مما قضيت و يسلموا تسليما۔

(النساء آیت ٦٥)

ترجمہ:۔تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جبتک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔ (کنزالایمان)

٤۔ وما كان لمومن و لا مؤمنة اذا قضى الله و رسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم۔ ومن يعص الله و رسوله فقد ضل ضلا لا مبينا۔

(الاحزاب آیت ٣٦)

ترجمہ: اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہونچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بیشک صریح گمراہی بہکا۔

(کنزالایمان)

رسول بحیثیت شارع اسلام:۔

ہمارے آقا ﷺ قرآن کریم کے صرف معلم و شارح ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں " تشریعی " اختیارات عطا فرما کر دین کا ’’شارع‘‘ بھی بنایا ہے۔چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

"ومآ اتاكم الرسول فخذوه ج وما نهٰكم عنه فانتهوا ج "۔

(حشر: آیت ۷)

ترجمہ:۔ اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (کنزالایمان)

"قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی"

(آل عمران: آیت ۳۱)

ترجمہ:۔ اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔ (کنزالایمان)

"لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة"۔

(احزاب: آیت ۲۱)

ترجمہ:۔ بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ (کنزالایمان)

"ویحل لهم الطیبٰت ویحرم علیهم الخبٰئث"

(اعراف: آیت ۱۵۷)

ترجمہ:۔ اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔ (کنزالایمان)

خود آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل کی پیروی کرنے کا یوں حکم دیا:

صلو کما رأیتمونی اصلی۔

(مسلم شریف)

ترجمہ:۔ جیسے میں نماز پڑھوں ایسے ہی تم پڑھو۔

حدیث کی حجیّت:۔

واضح ہوا کہ ہمارے آقا، قرآن کریم کے ایسے مبین اور شارح ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے "تشریعی" اختیارات کے ساتھ دنیا میں مبعوث فرمایا۔ آپ کی تشریح، توضیح، تبیین، تفسیر، مجمل کی تفصیل، مراد کی تعیین، مبہم کی تبیین، مقید کے اطلاق اور مطلق کی تقیید کے بغیر احکام الٰہیہ کا فہم وادراک ناممکن اور شریعت اسلامیہ پر عمل محال ہے۔ اس طرح محال ہے کہ احادیث رسول کے بغیر خدائی احکام اور ربانی اوامر ونواہی پر عمل کیا ہی نہیں جاسکتا کیونکہ بہت سے دینی احکام وہ ہیں کہ قرآن کریم میں مذکور نہیں مگر وہ دین کا حصہ ہیں۔ شریعت انہیں ''واجب الاعتقاد'' اور ''واجب العمل'' قرار دیتی ہے۔ کیونکہ وہ وحی متلو تو نہیں مگر وحی غیر متلو اور حکمت کا حصہ ہیں۔

ذرا غور فرمائیں کہ ''صلوٰۃ''، ''زکوٰۃ''، ''تیمّم''، ''حج'' اور ''عمرہ'' جیسے یہ الفاظ ''عربی زبان'' کے ہیں مگر ان کا ''لغوی معنیٰ'' کچھ اور ہے اور شرعی کچھ اور۔ ان کے ان مخصوص شرعی معانی کی تعیین کس نے کی؟ ظاہری بات ہے کہ ان الفاظ کے یہ مخصوص معانی ہمیں رسول ہی کی جانب سے ملے۔ اگر احادیث کریمہ نہ ہوتیں تو ان کے یہ مخصوص معانی ہمیں کیسے میسر ہوتے؟ ہمیں کیسے معلوم ہوتا کہ لفظ صلوٰۃ سے قیام، رکوع، سجدے کی یہ مخصوص ہیئت مراد ہے؟ اذان سے لے کر سلام پھیرنے تک نماز کی اس پوری ''ہیئت کذائیہ'' کی معرفت ہمیں قرآن سے نہیں بلکہ حدیث سے ہوتی ہے۔ اسی طرح حج، زکوٰۃ وغیرہ کی مکمل تفصیلات اور یہ معروف طریقہ ہمیں قرآن

نے نہیں بلکہ حدیث نے سکھایا ہے۔ نیز خود قرآن کریم میں بے شمار ایسی آیتیں ہیں کہ جن کے معانی و مفاہیم ان کے پس منظر اور ان کے شان نزول کے بغیر سمجھنا ناممکن ہیں۔ تو ان آیات کے شان نزول اور ان کے پس منظر کی بھی معرفت ہمیں احادیث کریمہ ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر احادیث کریمہ نہ ہوں تو قرآن کریم انسانوں کے لئے ایک ''چیستاں'' بن کر رہ جائے گا۔

اسی وجہ سے رسول اکرم ﷺ کے احکام کی اطاعت اور آپ کے افعال کی اتباع قیامت تک کے مسلمانوں پر واجب قرار دی گئیں۔ احادیث کریمہ کی اسی اہمیت کے پیش نظر اسے دین کا لازمی جزء بنا دیا گیا۔ جس طرح قرآن کریم دین و مذہب کی اساس، شریعت اسلامیہ کا مصدر، منبع و سرچشمہ، دلیل شرعی، واجب العمل اور واجب الاعتقاد ہے اسی طرح احادیث کریمہ بھی مذہب اسلام کی اساس و بنیاد، شریعت اسلامیہ کا مصدر، دلیل شرعی، منبع و سرچشمہ، واجب الاعتقاد اور واجب العمل ہیں۔

احادیث کریمہ کی حفاظت میں صحابہ کرام کے جذبہ واہتمام کے اسباب

صحابہ کرام جس طرح قرآن کریم کی جمع و تدوین، حفظ و کتابت، حفاظت و صیانت اور اس کے ادب و احترام میں کوشاں رہتے، دلچسپی رکھتے اور جد و جہد کرتے اسی طرح وہ احادیث کریمہ کو جمع کرنے، انہیں یاد کرنے، انہیں مرتب و مدون کرنے، انہیں لکھنے، ان کی ترویج و اشاعت کرنے، ان کی افہام و تفہیم، درس و تدریس اور نو پید مسائل میں ان سے استناد و استشہاد کے سلسلہ میں نہایت جد و جہد کرتے، کوشاں

رہتے، جانفشانی کرتے، ہر کام سے بڑھ کر اس کام کو اہمیت دیتے۔خود بھی اہتمام کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلاتے۔ایک دوسرے سے احادیث کریمہ کا دورہ و مذاکرہ کرتے، انہیں حاصل کرنے کے لئے تگ و دو کرتے اور ان کے حصول کے لئے دور دراز کا سفر کرتے۔

مثال کے طور پر حضرت جابر کہ جنہیں بے شمار احادیث کریمہ یاد تھیں۔آج ہمارے پاس ان کی مرویات ایک ہزار پانچ سو چالیس ہیں۔اس کے باوجود انہیں معلوم ہوا کہ ایک دور دراز کے خطہ میں کسی صاحب کے پاس ایک حدیث رسول ہے تو اس کی تحصیل کے لئے انہوں نے ایک مہینہ کی مسافت طے کی۔اس طرح کی بہت سی مثالے ملتی ہیں۔

عہدِ صحابہ میں حفظ حدیث:

احادیث کریمہ کو یاد رکھنے، ان کو جمع کرنے، ان کی ترویج و اشاعت اور ان کی تبلیغ و ترسیل میں صحابہ کرام کے شوق، جذبہ، ولولہ اور اہتمام و انتظام کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور ﷺ سے حدیثیں سنتے۔آپ کے مجلس سے تشریف لے جانے کے بعد ہم آپس میں حدیثوں کا دورہ کرتے۔اس کی صورت یہ ہوتی کہ ایک دفعہ ایک آدمی ساری حدیثیں بیان کرتا، پھر دوسرا پھر تیسرا۔کبھی کبھی تو ساٹھ ساٹھ آدمی ہماری محفل میں ہوتے اور سب باری باری ایک ایک کر کے یہ حدیثیں بیان کرتے۔اس طرح دورہ کرنے کے بعد جب ہم مجلس

سے اٹھتے تو یہ احادیث کریمہ ہمیں اس طرح یاد ہوتیں گویا کہ انہیں ہمارے دلوں میں جاگزیں کردیا گیا ہو۔

(مجمع الزوائد جلد ۱/صفحہ ۱۶۱ مفہوما)

☆ اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی بیان ہے کہ ہم فرض نمازوں کے بعد عہد نبوی میں مسجد میں بیٹھ جاتے پھر قرآن پاک اور احادیث کریمہ کا دورہ کرتے۔

(مستدرک للحاکم جلد ۱ صفحہ ۹۴ مفہوما)

☆ حضرت ابوسعید خدری کا بھی بیان اسی سے ملتا جلتا ہے کہ صحابہ کرام جب بھی کہیں آپس میں مل بیٹھتے تو ان کی گفتگو کا محور و موضوع اللہ کے رسول کی حادیث کریمہ ہوتیں یا قرآن پاک کی کسی سورۃ کی تلاوت کرتے یا تلاوت سنتے۔

(مستدرک للحاکم جلد ۱۔ صفحہ ۹۴/مفہوما)

اس طرح کے بے شمار واقعات اسلامی تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ احادیث کریمہ کو پڑھنے، پڑھانے، یاد کرنے، یاد کرانے، محفوظ رکھنے اور محفوظ کرانے میں صحابہ کرام غیر معمولی دلچسپی اور بے مثال جذبہ و لگن رکھتے تھے۔

عہد صحابہ میں کتابت حدیث:

صحابۂ کرام احادیث کریمہ کو صرف زبانی ہی یاد نہیں کرتے بلکہ لکھ کر بھی اپنے پاس انہیں محفوظ رکھتے۔ خود بھی یہ کام کرتے اور دوسروں سے بھی اس کام کی تلقین کرتے۔ کتابت حدیث بھی کرتے اور حفظ حدیث بھی۔ چند مثالیں مندرجہ ہیں:

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت عبداللہ ابن عمر کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے حلقہ درس میں آقا کے ارشادات لکھ رہے تھے۔ (مقدمہ فیض الباری)

فتح مکہ کے موقع پر آپ نے حقوق انسانی کے تعلق سے جو بے مثال اور تاریخ ساز خطبہ ارشاد فرمایا اس کو ایک یمنی شخص نے تحریری شکل میں عطا کرنے کی گزارش کی تو آپ نے ابوشاہ نامی ان صاحب کو حقوق انسانی پر مشتمل وہ خطبہ لکھ کر دینے کا صحابہ کرام کو حکم دیا۔ (مقدمہ نزہۃ القاری)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص نے حدیث لکھنے کی اجازت خود آقا کریم ﷺ سے حاصل فرمائی تھی اور انہوں نے یہ حدیثیں ایک مجموعہ میں جمع کر کے اس کا نام ''صادقہ'' رکھا تھا۔ اس میں ایک ہزار حدیثیں تھیں۔

(بخاری جلد دوم۔ اصابہ حرف العین۔)

☆ ابوداؤد میں ہے کہ آقا ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں مسائل زکوٰۃ سے متعلق جملہ احادیث کریمہ یکجا طور پر قلم بند کروادی تھیں۔ جس کا نام ''کتاب الصدقہ'' تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے عہد خلافت میں اسے نافذ فرمایا۔

(ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ صفحہ ۱۵۷)

☆ نبی کریم ﷺ نے احادیث کریمہ کا ایک ضخیم مجموعہ اہل یمن کے پاس حضرت عمرو بن حزم کی وساطت سے ارسال فرمایا تھا۔

(نسائی جلد دوم صفحہ ۲۴۷۔ مؤطا امام محمد)

☆ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثیں ہمام بن منبہ کے صحیفہ میں

درج ہیں جو شائع ہو چکا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس کی حدیثوں کو ان کے شاگردوں نے تحریری شکل میں جمع کیا۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عمر کی روایات کو حضرت نافع نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔

☆ حضرت جابر کی حدیثوں کو قتادہ نے تحریری شکل میں محفوظ کیا تھا۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ کی مرویات کو حضرت عروہ نے تحریری شکل میں نقل کیا تھا۔

☆ حضرت انس نے اپنے بیٹے سے احادیث کریمہ نقل فرمائیں۔

(مجمع الزوائد جلد ا صفحہ ۱۵۲۔ الکفایہ فی علم الروایہ صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ۔ طبقات ابن سعد جلد ۷ صفحہ ۲/۷ مطبوعہ بیروت، تدریب الراوی صفحہ ۳/۷ مطبوعہ مکتبہ علمیہ مفہوما واختصاراً)

اس طرح کے بے شمار واقعات ہمیں تاریخ میں ملتے ہیں جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عہد نبوی اور عہد صحابہ ہی میں احادیث کریمہ کی جمع و تدوین کا کام شروع ہو چکا تھا۔ ان احادیث کریمہ کی جمع و تدوین کی صورت اگرچہ اس طرح نہیں تھی جیسی ہمارے زمانے میں پائی جاتی ہے۔ ان احادیث کریمہ کی مخصوص موضوع کے اعتبار سے ترتیب نہیں تھی۔ نہ ہی اس وقت سند کے ساتھ نقل و روایت کا چلن تھا۔ نہ ہی اس کی اس وقت ضرورت تھی۔ بلکہ بغیر کسی ترتیب کے صحابہ کرام اور تابعین عظام نے اپنی اپنی مرویات کو اپنے سینوں اور صحیفوں میں محفوظ کر رکھا تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا بے مثال کارنامہ:۔

عہد تبع تابعین میں باقاعدہ تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس سلسلہ

میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احادیث کریمہ کی جمع وتدوین کے میدان میں نہایت ہی تاریخ ساز کارنامہ انجام دیا۔انہوں نے اپنے عہد خلافت میں اس بے مثال کام کے لئے معتمد اور مستند ائمہ وعلما کا ایک بورڈ تشکیل دیا جن میں حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم، قاسم بن محمد بن ابی بکر اور ابوبکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب زہری کے نام قابل ذکر ہیں۔آپ نے سارے اسلامی خطوں میں فرمان جاری کئے۔اس کام کے لئے ذمہ دار لوگوں کو ہر علاقہ اور ہر خطہ میں بھیجا گیا۔ ہر علاقے کے گورنروں اور امراء و حکام کو احکام جاری کئے گئے کہ جہاں جہاں احادیث کریمہ کے مجموعے تحریری شکل میں ہوں تو انہیں ارسال کیا جائے اور اگر لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہوں تو ان سے نقل کیا جائے۔

اس طرح احادیث کریمہ کا ایک عظیم ذخیرہ جمع ہوگیا۔پھر ابن شہاب زہری نے ان احادیث کریمہ کو مرتب، منظّم، منضبط اور مدون کرنے کا کام شروع کیا۔اس کے ساتھ ہی ابن شہاب زہری ہی نے ان تمام احادیث کریمہ کو پہلی بار ان کی اسناد کے ساتھ مدون کرنے کا التزام کیا۔یہی وجہ ہے کہ حضرت ابن شہاب زہری ہی کو "علم اسناد" کا "واضع" اور بانی قرار دیا گیا۔

احادیث کریمہ کے مجموعوں کی تدوین:۔

حضرت ابن شہاب زہری کے بعد ان کے قابل افتخار شاگردوں نے اس کام میں مزید نئے نئے آفاق تلاش کئے۔اس میں بے مثال اضافے کئے۔یہاں تک کہ دوسری صدی کے اخیر میں ان کے شاگرد رشید حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے احادیث کریمہ کو ابواب کی ترتیب کے ساتھ جمع کر کے اس حسین گلدستہ کا نام ''موطا'' رکھا جسے ہم موطا امام مالک کے نام سے جانتے ہیں۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ''کتاب الآثار'' بھی اسی دور کی عظیم یادگار ہے۔ ابو الولید (م۱۵۱ھ) کی سنن۔ امام سفیان ثوری (م۱۶۱ھ) کی جامع، ابوسلمہ (م۱۶۷ھ) کی مصنف، ابوسفیان (م۱۹۷ھ) کی جامع، عبداللہ ابن مبارک (م۱۸۱ھ) کی اربعین جیسے احادیث کریمہ کے ''رنگا رنگ گلدستے'' اسی دوسری صدی ہجری کی عظیم یادگاریں ہیں۔

تیسری صدی ہجری میں احادیث کریمہ کی جمع وتدوین کے میدان میں بے مثال وسعت اور تنوع پیدا ہوگیا۔ ''گلستانِ حدیث'' میں متعدد قسم کے ''خوشنما پھول'' کھلنے لگے۔ متعدد اقسام اور مختلف رنگ وبو کے ''بیل بوٹوں'' سے یہ ''گلستان حدیث'' سرسبز وشاداب ہوگیا۔ چنانچہ حضرت امام شافعی (م۲۰۴ھ) کی کتاب الام، احمد بن حنبل (م۲۴۱ھ) کی مسند، امام بخاری (م۲۵۶ھ) کی جامع صحیح، امام مسلم (م۲۶۱ھ) کی جامع صحیح۔ ابوداؤد (م۲۷۵ھ) کی سنن، ترمذی کی (م۲۸۹ھ) جامع، ابن ماجہ (م۲۷۳ھ) کی سنن جیسے احادیث کریمہ کے یہ خوشنما، معطر اور ''خوش رنگ گلدستے'' اسی تیسری صدی ہجری کی ایسی یادگاریں ہیں کہ جن سے امت مسلمہ آج بھی اپنے ایمانی وعرفانی ''گلشن'' کو تروتازگی اور جِلا بخش رہی ہے۔

احادیث کریمہ کی جمع وتدوین کی اس تاریخ میں احادیث کریمہ کے جو حسین ودلربا گلدستے وجود میں آئے انہیں مندرجہ ذیل ناموں سے ''تاریخ علم حدیث'' نے

اپنے اوراق میں محفوظ کر رکھا ہے۔

(۱) جامع (۲) سنن (۳) مسند (۴) معجم (۵) جز (۶) مفرد (۷) غریبہ (۸) مستدرک (۹) مستخرج (۱۰) رسالہ (۱۱) اربعین (۱۲) امالی (۱۳) اطراف۔

احادیث کریمہ کے معروف مجموعوں کا تعارف:۔

جامع: جامع وہ کتاب ہے جس میں مندرجہ ذیل یہ آٹھ مضامین ہوں۔

(۱) عقائد (۲) احکام (۳) تفسیر (۴) سیر و مغازی (۵) آداب (۶) مناقب (۷) فتن (۸) اشراط وعلامات قیامت۔ جیسے بخاری، مسلم، ترمذی۔

سنن: سنن اس کتاب کو کہتے ہیں کہ جس میں ابواب فقہ کی ترتیب پر احکام سے متعلق احادیث ہوں۔ جیسے سنن ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ۔

مسند: مسند احادیث کریمہ کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں کہ جس کی ترتیب صحابہ کرام کے مراتب کے اعتبار سے ہو۔ جیسے مسند امام احمد بن حنبل۔

معجم: معجم احادیث کریمہ کے اس گلدستہ کو کہتے ہیں کہ جس کی ترتیب میں اساتذہ کے مراتب کا لحاظ ہو۔ جیسے معجم صغیر۔

جزء: جزء احادیث کریمہ کا وہ یک رنگی گلدستہ ہے کہ جس میں کسی ایک مسئلہ سے متعلق احادیث کریمہ مذکور ہوں۔ جیسے "جزء قراءت"

مفرد: مفرد احادیث کریمہ کے اس حسین گلدستے کو کہتے ہیں کہ جس میں صرف ایک شیخ کی مرویات جمع ہوں۔ جیسے مفرد ابوراغب۔

غریبہ: غریب، احادیث کریمہ کا وہ مجموعہ ہوتا ہے جس میں صرف ایک تلمیذ کے مفردات مذکور ہوں۔

مستدرک: مستدرک حدیثوں کے اس مجموعہ کا نام ہے کہ جس میں ان احادیث کو درج کیا جائے جو کسی مصنف سے رہ گئی ہوں۔ جیسے حاکم کی مستدرک علی الشیخین۔

مستخرج: مستخرج حدیث پاک کے اس صحیفہ کو کہتے ہیں کہ جس میں کسی اور کتاب کی احادیث کے ثبوت کے لئے اس کتاب کے مصنف کے شیخ یا شیخ الشیخ کی دوسری سندوں کو ذکر کیا جائے۔ جیسے مستخرج لابی نعیم علی البخاری۔

رسالہ: رسالہ حدیث کی وہ کتاب ہے کہ جس میں جامع کے آٹھوں عنوانوں میں سے مخصوص عنوانوں سے متعلق احادیث مذکور ہوں جیسے امام احمد کی کتاب الزہد والادب۔

اربعین: اربعین احادیث کریمہ کا وہ خوشنما گلدستہ ہے کہ جس میں چالیس احادیث ہوں۔ جیسے اربعین نووی۔

امالی: امالی حدیث کے اس ذخیرہ کو کہتے ہیں کہ جس میں کسی شیخ کی لکھائی ہوئی احادیث یا فوائد حدیث ہوں۔ جیسے امالی امام محمد۔

اطراف: اطراف حدیث کی وہ کتاب ہے کہ جس میں حدیث کا کوئی ایسا جزء ذکر کیا جائے جو بقیہ حدیث پر دلالت کرتا ہو۔ پھر اس حدیث کی تمام سندوں کو ذکر کر دیا جائے یا اس میں کچھ مخصوص کتابوں کی سندیں ذکر کی جائیں جیسے اطراف الکتب الخمسہ لابی العباس اور اطراف المزیٰ۔

احادیث کریمہ کی جمع وتدوین میں غیر معمولی دلچسپی کے اسباب:

ہر دور میں احادیث کریمہ کی نشر واشاعت، جمع وتدوین اور زمانہ کے خرد برد سے ان کو محفوظ و مامون رکھنے کے لئے اس دور کے علما، صلحا، ائمہ، اہل نظر وفکر اور اہل فکر و دانش نے بے مثال خدمات بھی انجام دی ہیں اور نا قابل فراموش اہتمام، انتظام، شوق، جذبہ اور لگن کا ثبوت بھی پیش فرمایا ہے جس کے نتیجہ میں اس میدان کے اندر مختلف طریقوں کی جدت طرازیاں بھی پیدا ہوتی چلی گئیں پھر تو علم حدیث سے متعلق بہت سے علوم وفنون نے جنم لے لیا۔ موضوع وعناوین کا انتخاب ہوا۔ التزامی صورتیں بھی اختیار کی گئیں۔ مختلف خوشنما رنگوں سے اس کے خاکہ میں رنگ بھی بھرے گئے جس کی وجہ سے آج ہمارے پاس احادیث کریمہ کا یہ عظیم ذخیرہ اتنے خوشنما انداز میں موجود ہے۔ احادیث کریمہ کی اس خدمت اور اس لگن کا ایک بنیادی سبب تو وہی ہے جس کا ذکر ماقبل میں تفصیل کے ساتھ ہوا کہ یہ احادیث کریمہ دین کی اساس، مذہب کا سرچشمہ اور شریعت اسلامیہ کا مصدر ومنبع ہیں جن کے بغیر دین و مذہب اور شریعت اسلامیہ کی تکمیل ناممکن ہے۔ احادیث کریمہ کی اسی واقعی حیثیت کے مدنظر ہر دور میں ان کو محفوظ رکھنے اور ان کی ترویج واشاعت کرنے کا بے مثال جذبہ اپنی عملی شکل میں پایا جاتا رہا۔ اس کے ساتھ ہی ان احادیث کریمہ کی تبلیغ وترسیل کے اس عظیم جذبہ کے پیدا ہونے کے پیچھے آقا کریم ﷺ کے ان ''مبشرات''، ''خوشخبریاں'' اور'' نوید جانفزاں'' کا بھی بنیادی اور اہم کردار ہے کہ جو احادیث کریمہ کے ذخیرہ میں ہمیں مختلف انداز میں ملتی ہیں۔ چنانچہ احادیث کریمہ کو دوسروں تک پہونچانے کے

سلسلہ میں اللہ کے رسول ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی ہمارے سامنے ہے جس میں آقا کریم ﷺ نے اپنی حدیثوں کو سننے، یاد رکھنے اور انہیں دوسروں تک پہونچانے کی یوں تلقین فرمائی۔

(۱) "اللھم ارحم خلفائی! قلنا: یا رسول الله! من خلفائك؟ قال الذین یاتوا من بعدی یرون احادیثی و یعلمونها الناس۔ نضر الله امرا سمع منا حدیثا فحفظه حتی یبلغه غیره۔

(ابو داؤد کتاب العلم جلد۲ صفحہ ۱۲۶۔ ترمذی کتاب العلم جلد۲ صفحه ۹۰)

ترجمہ:۔ اے اللہ! میرے خلفاء پر رحمت نازل فرما۔ ہم نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ کے خلفاء کون لوگ ہیں؟ فرمایا: وہ لوگ جو میرے بعد آئیں گے، میری حدیثوں کو روایت کریں گے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیں گے۔ اس شخص کو اللہ رب العزت تروتازہ اور سرسبز و شاداب رکھے کہ جس نے میری حدیث سنی پھر اسے یاد کیا تاکہ دوسرے تک اسے پہنچائے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

(۲) بلغوا عنی ولو آیة و من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار۔

(بخاری صفحه ۴۹۱/ جلد۱)

ترجمہ:۔ میری ہر حدیث دوسروں تک پہونچاؤ اگرچہ وہ چھوٹی سی ہی کیوں نہ ہو

اور جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے گا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے گا۔

(۳) حدثوا عنی بما تسمعون ولا تقولوا الا حقا و من کذب علی بنی له بیتا فی جهنم یوقع فیه۔(طبرانی)

ترجمہ:۔ مجھ سے جو کچھ بھی سنو اسے روایت کرو مگر ہمیشہ سچ کہنا جو مجھ پر جھوٹ باندھے گا اس کے لئے جہنم میں گھر بنایا جائے گا جس میں وہ جائے گا۔

(٤) ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما: کتٰب الله و سنتی۔ فمن حفظ شیئا فلیحدث۔(مستدرك)

ترجمہ: میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں:(۱) کتاب اللہ (۲) اپنی حدیث۔ جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے۔ جو میری حدیثوں کو یاد کرے تو انہیں دوسروں سے روایت بھی کرے۔

آقا ﷺ کے انہیں ارشادات کا یہ کمال تھا کہ صحابہ کرام اور بعد کے علما وائمہ میں حدیثیں سننے، جمع کرنے اور علم حدیث کے ''دبستاں'' میں نئے نئے ''خوش رنگ'' و ''دلکش'' پودے لگانے کا ایسا والہانہ جذبہ پیدا ہو گیا کہ وہ جی جان سے احادیث سننے، انہیں یاد رکھنے اور ان کی اشاعت میں لگے رہتے۔

اربعین نویسی

علم حدیث کی خدمت کرنے پر برانگیختہ کرنے، اس جانب شوق دلانے، اس کی ترغیب دینے، اس سلسلہ میں بے مثال جذبہ پیدا کرنے اور اس عظیم کام کو سرانجام دینے پر ابھارنے والی احادیث کریمہ میں ایک حدیث پاک وہ بھی ہے جس میں آقا کریم ﷺ نے ''چالیس حدیثوں'' کو امت تک پہنچانے پر عظیم بشارتیں سنائی ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت ابودرداء کی حدیث مندرجہ ذیل ہے:

''عن ابی الدرداء قال: سئل رسول الله ﷺ ما حد العلم الذی اذا بلغه الرجل کان فقیها؟ فقال رسول الله ﷺ : من حفظ علی امتی اربعین حدیثا فی امر دینها بعثه الله فقیها وکنت له یوم القیامة شافعا و شهیداً۔

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا کریم ﷺ سے معلوم کیا گیا کہ اس علم کی حد کیا ہے کہ جس تک پہونچ کر آدمی فقیہ بن جاتا ہے؟ آقا نے جواباً ارشاد فرمایا: جس نے میری امت پر شفقت کرتے ہوئے امر دینی سے متعلق ۴۰؍حدیثیں یاد کیں تو اللہ تعالیٰ اسے فقیہ بنا کر اٹھائے گا۔ میں قیامت کے روز اس کی شفاعت کروں گا اور اس کی گواہی دوں گا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم صفحہ ۳۶؍شعب الایمان للبیھقی جلد دوم صفحہ ۲۷۰ حدیث نمبر ۱۷۲۶)

چالیس حدیثوں کے حفظ کا وسیع مفہوم:۔

اس حدیث پاک میں ''حفظ'' جو فرمایا گیا ہے اس کا مفہوم کیا ہے؟ اور یہ اپنے اندر کتنی وسعت رکھتا ہے؟ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ ''اشعۃ اللمعات'' میں فرماتے ہیں کہ:

''علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے اس ارشاد مبارک سے مراد و مقصود لوگوں تک ۴۰/حدیثوں کا پہنچانا ہے۔ خواہ یہ حدیثیں اسے یاد نہ ہو اور ان کا معنی بھی اسے معلوم نہ ہو''۔

(اشعۃ للمعات جلد اصفحہ ۱۸۶/کتاب العلم تحت حدیث۔ من حفظ علی امتی)

حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ مشکوٰۃ شریف کی اردو شرح ''مرأۃ المناجیح'' میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ:

''اس حدیث کے بہت پہلو ہیں، چالیس حدیث یاد کرکے مسلمانوں کو سنانا، چھاپ کر ان میں تقسیم کرنا، ترجمہ یا شرح کرکے لوگوں کو سمجھانا، راویوں سے سن کر کتابی شکل میں جمع کرنا سبھی اس میں داخل ہیں۔ یعنی جو کسی طرح دینی مسائل کی چالیس حدیثیں میری امت تک پہونچا دے تو قیامت میں اس کا حشر علمائے دین کے زمرے میں ہوگا اور میں اس کی خصوصی شفاعت اور اس کے ایمان اور تقوی کی خصوصی گواہی دوں گا۔ ورنہ عمومی شفاعت اور گواہی تو ہر مسلمان کو نصیب ہوگی۔ اسی حدیث کی بنا پر قریبا تمام محدثین نے جہاں حدیثوں کے دفتر لکھے

وہاں علیٰحدہ ''چہل حدیث'' جسے " اربعینیہ " کہتے ہیں جمع کیں۔

(مرأۃ المناجیح جلد ا کتاب العلم صفحہ ۲۲۱)

چالیس حدیثوں کی فضیلت کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''حدیث میں ''چہل حدیث'' کی بہت فضیلت آئی ہے۔ائمہ وعلما نے رنگ رنگ کی چہل حدیث لکھیں ہیں''۔

(الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ صفحہ ۳۸۵ر مشمولہ رسائل رضویہ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

نبیرۂ اعلیٰ حضرت ،شہزادۂ حجۃ الاسلام ،مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کے وسیع مفہوم کو یوں بیان فرماتے ہیں:

''جو،ان (۴۰) احادیث کو یاد کرے اور دوسروں کو سنائے یا لکھ کر دے یا کتاب دوسروں کو پہونچائے تو بے شک اس نے دین کی خدمت کی اور علم کو پھیلایا اور روز قیامت یہ شخص زمرۂ علما میں محشور ہوگا اور ثواب عظیم حاصل کرے گا اور اموات کو ایصال ثواب کے لئے ایسی کتابوں کا جیسی یہ (مفسر اعظم کی چہل حدیث) ہے،طبع کرانا،تقسیم کرانا،کارِ عظیم ہے''۔

(چہل حدیث: ازمفسر اعظم)

ایک اور جگہ حضرت مفسر اعظم ہند فرماتے ہیں:

”چالیس حدیثیں یاد کرنا امت کے فائدے کے لیے، پھر ان کو امت کو پہونچانا، خواہ لکھ کر، پڑھ کر، سنا کر یا لکھی ہوئی، چھپی ہوئی یہ احادیث اور ان کی مثل دوسروں کو ہدیہ کرنا، یہ علم کی ”حدادنیٰ“ ہے کہ عالم وفقیہ کا ثواب پائے گا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم شفیع وشہید ﴿گواہ﴾ ہوں گے“۔

(چہل حدیث از مفسر اعظم ہند)

اربعین کا لغوی و اصطلاحی مفہوم:۔

ماقبل میں احادیث کریمہ کے جن معروف ۱۳؍ مجموعوں کی تفصیل بیان کی گئی ان میں ایک مجموعہ ”اربعین“ کے نام سے بھی ہے۔ محدثین کرام نے جہاں جامع، مسند، سنن وغیرہ کے نام سے بے شمار احادیث کریمہ کے بے شمار رنگا رنگ گلدستے امت کے سامنے پیش فرمائے اسی طرح اربعین کے نام سے بھی سینکڑوں گلدستے ہمیں احادیث کریمہ کے ذخیروں میں ملتے ہیں۔ دوسری صدی ہجری ہی سے سینکڑوں ائمہ نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ”گلشن حدیث“ کی سیر کر کے متعدد اقسام کے ۴۰؍ خوشنما پھولوں کو چن کر ”اربعین“ نامی یہ گلدستے تیار کئے اور انہیں امت تک پہنچا کر گلشن احادیث کی معطر ومفرح خوشبو سے امت مسلمہ کے ”مشامِ ایمان و عمل“ کو معطر و خوشنما بنا دیا۔ اب ہم ذیل میں اربعین کا لغوی و اصطلاحی مفہوم بیان کرتے ہیں:

اربعین: یہ دراصل ”اربعون حدیثاً“ کی تخفیف شدہ صورت ہے۔ یہ دراصل

مخفف ہوکر ''اربعون'' ہوا۔''کتاب''اس کا مضاف تھا جس کی وجہ سے اس نے ''کتاب الاربعین'' کی شکل اختیار کی پھر اس مضاف کو بھی حذف کر دیا گیا۔اس طرح یہ اب ہمیں اپنی موجودہ شکل ''اربعین'' کی صورت میں دستیاب ہوا۔اس کا لغوی معنی ہوتا ہے کہ ۴۰/ حدیثوں پر مشتمل کتاب اور اصطلاح محدثین میں اربعین ۴۰/احادیث کریمہ کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں کہ جس میں کسی محدث نے آقا کریم ﷺ کے ۴۰/اقوال جمع کئے ہوں۔خواہ یہ ۴۰/حدیثیں ایک ہی موضوع پر مشتمل ہوں یا چند موضوعات سے متعلق ہوں۔ایک ہی مسئلہ کی ہوں یا چند مسائل کی۔ایک ہی راوی کی ہوں یا چند راویوں کی۔ایک کتاب کی ہوں یا چند کتابوں کی۔بہرحال ان ۴۰/حدیثوں کی جمع وتدوین میں بہت وسعت ہے۔

اربعينة اور اربعينية:۔

جن کتابوں میں یہ ۴۰/حدیثیں جمع کی جاتی ہیں تو اربعین کی طرف منسوب کرتے ہوئے ان کتابوں کو''اربعينة''اور'' اربعينية'' کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے جن کی جمع اربعینات اوراربعینیات آتی ہے۔

اربعین نویسی کی مستدل حدیث:۔

دوسری صدی ہجری ہی سے ''اربعینات'' کے نام سے '' گلدستہائے احادیث '' تیار کرنے کا سلسلہ تسلسل کے ساتھ چلا آرہا ہے۔متقدمین ومتاخرین ائمہ حدیث نے بے شمار اربعینات امت مسلمہ کے حوالے کیں۔ان اربعینات اور

ان ۴۰؍حدیثوں کی جمع و تدوین کی مستدل حدیثِ پاک معنی کی یکسانیت کے ساتھ متعدد الفاظ میں مندرجہ ذیل ۱۳؍صحابہ کرام سے مروی ہے۔

(۱) حضرت علی (۲) حضرت عبداللہ بن مسعود (۳) حضرت معاذ بن جبل (۴) حضرت ابو درداء (۵) حضرت ابو سعید خدری (۶) حضرت ابو ہریرہ (۷) حضرت ابو امامہ (۸) حضرت عبداللہ بن عمر (۹) حضرت عبداللہ بن عمرو (۱۰) حضرت جابر بن سمرہ (۱۱) حضرت انس بن مالک (۱۲) حضرت عبداللہ بن عباس (۱۳) حضرت نویرہ۔

حدیث اربعین کی تخریج اور اس کی فنی حیثیت

جیسا کہ ماقبل میں مذکور ہوا کہ یہ حدیث پاک ۱۳؍صحابہ کرام سے مروی ہے جن میں ہر حدیث کی کئی کئی سندیں ہیں۔ اب ہم ذیل میں ان تمام صحابہ کرام سے مروی اس حدیث پاک کی تخریج کرتے ہوئے ان کی سندوں اور راویوں پر ہونے والے کلام کو ''علامہ ابن جوزی کی ''العلل المتناہیہ'' اور ''علامہ ابن عبدالبر کی ''جامع بیان العلم وفضلہ'' کے حوالے سے ذکر کر کے اس حدیث پاک کی فنی حیثیت کو بیان کرتے ہیں:

(۱) حضرت علی کی حدیث۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اس حدیث پاک کو ابو القاسم عبداللہ بن احمد بن عامر بن طائی نے یوں روایت کیا کہ:

قـال: حَـدَّثَـنِـى أَبِـى، قال: حَدَّثَنِى عَلِى بن مُوسَى الرِّضا، قال: حَـدَّثَـنِـى مُـوسَـى بـن جَعفر، قال: حَدَّثَنِى أَبِى جَعفَرِ بن مُحَمد الـصـادِقُ، قال: حَدَّثَنِى أَبِى مُحَمد بن عَلِى الباقِرُ، قال: حَدَّثَنِى أَبِى عَـلِـى بـن الـحُسَيـنِ بنِ عَلِى، قال: حَدَّثَنِى ابن عَلِى، قال: حَـدَّثَنِى أَبِى عَلِى بن أَبِى طالِبٍ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَـن حَـفِـظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا ينتَفِعُونَ بِها، بَعَثَه الله يومَ القِيامَة فَقِيها عالِمًا"۔

ابن جوزی نے اس حدیث پر کلام وطعن نقل کرتے ہوئے آگے تحریر کیا کہ:

قـال الـحُـفـاظُ: هـذا عَبـد الله بن أَحمد يروِى عَن أَبِيه عَن أَهلِ البَيتِ نُسخَة باطِلَة، وقَد رَوَى هذا الحديث عبادُ بن صُهيبٍ.

یعنی حفاظ کا قول ہے کہ یہ عبداللہ بن احمد اپنے والد کے حوالے سے اہل بیت سے نسخۂ باطلہ روایت کرتا ہے حالانکہ یہ حدث عباد بن صہیب سے مروی ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ ابن مسعود کی حدیث:

حضرت عبداللہ ابن مسعود کی روایت کردہ حدیث مندرجہ ذیل سند سے منقول ہے:

مُـحَـمـد بـن عَبـدِ البـاقِى بنِ أَحمد قال: أَخبرنا حَمَدُ بن أَحمد،

قـال: أَخبـرنـا أَبُو نُعَيمٍ أَحمد بن عَبدِ الله الحافِظُ، قال: حَدَّثنا سَعدُ بن مُحَمد بنِ إِبراهيم الناقِلُ، قال: حَدَّثنا مُحَمد بن عُثمانَ بـنِ أَبِى شَيبَة، قـال: حَـدَّثـنـا مُـحَمد بن حَفصٍ الكرخِى، قال: حَـدَّثـنـا دُحَيـمُ بـن مُـحَمد الصَّيداوِى، قال: حَدَّثنا أَبُو بَكرِ بن عَيـاشٍ، عَـن عاصِمٍ، عَن زرٍّ، عَن ابنِ مَسعُودٍ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَـن حَـفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا ينفَعُهم الله عَزَّ وجَلَّ بِها، قِيلَ لَه: ادخُل مِن أَى أَبوابِ الجَنَّة شِئتَ"۔

(۳) حضرت معاذ بن جبل کی حدیث:

حضرت معاذ بن جبل کی روایت کردہ حدیث پاک مندرجہ ذیل سند سے ان الفاظ کے ساتھ منقول ہوئی:

اخبـرنـا ابـن نـاصِرٍ، قـال: حَـدَّثـنـا أَبُـو غـالِـبٍ، قال: حَدَّثنا البَرقانِى، قال: حَدَّثنا الدارقُطنى، قال: رَوَى مُحَمد بن إِبراهيم الشامِى، عَن عَبدِ المَجِيدِ بنِ أَبِى رَوادٍ، عَن أَبِيه، عَن عَطاءٍ، عَن ابـنِ عَباسٍ، عَن مُعاذِ بنِ جَبَلٍ، عَن النَّبِى صلى الله عليه وسلم قال:

"مَـن حَـفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِن أَمرِ دِينِها، بَعَثَه الله يومَ القِيامَة فَقِيها عالِمًا"۔

علامہ ابن جوزی نے اس حدیث کی ایک دوسری یعنی حسین والی سند پر یوں کلام نقل فرمایا:

ورَواه الـحُسَيـنُ بـن عُـلـوانَ، عَـن ابـنِ جُرَيجٍ، عَن عَطاءٍ، عَن مُعاذٍ، والحُسَينُ مَترُوك الحديث.

یعنی اس حدیث کو حسین بن علوان نے عن ابن جریج، عن عطا عن معاذ روایت کیا ہے حالانکہ حسین ''متروک الحدیث'' ہیں۔

یحیٰ ابن معین نے کہا کہ: الحُسَينُ كذابٌ.

ابن عدی نے کہا کہ: يـضَـعُ الـحـديـث، وقَـد رَواه إِسماعِيلُ بن أَبِى زِيادٍ، عَن مُعاذٍ وهو مَقطُوعٌ.

یعنی حسین حدیث گڑھتا ہے اور اس حدیث کو اسماعیل بن ابی زیاد نے بھی حضرت معاذ سے روایت کیا ہے حالانکہ وہ مقطوع ہے (یعنی اس نے کسی تابعی کے بغیر اسے روایت کیا ہے۔)

(۴) حضرت ابودرداء کی حدیث:

حضرت ابوداارداء کی روایت کردہ حدیث تین طرق سے مروی ہے جو مندرجہ ذیل

ہیں:

(١) الطَّرِيقُ الأَوَّلُ:

أَخبـرنا هبَةَ الله بن مُحَمد بنِ الحُصَينِ، قال: حَدَّثنا أَبُو طالِبِ بـن غَيلاَنَ، قـال: حَدَّثنا أَبُو بَكرٍ الشافِعِى، قال: حَدَّثنا أَبُو بَكرِ بـن أَبِـى الـدُّنيا، قال: حَدَّثنا الفَضلُ بن غانِمٍ، قال: حَدَّثنا عَبد الـمَـلِك بـن هـارُونَ بـنِ عَـنتَـرَـة، عَن أَبِيـه، عَن جَدِّه، عَن أَبِى الدَّرداءِ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَـن حَـفِـظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِن أَمرِ دِينِها، بَـعَثَـه الـلـه فَـقِيهـا، وكـنـتُ لَـه يـومَ القِيامَة شافِعًا وشَهيدًا"۔

(٢)الطَّرِيقُ الثانِى:

أَنبَـأَنــا مُـحَـمـد بـن عَبـدِ المَلِك، قـال: أَنبَـأَنـا الجَوهرِى، عَن الـدارَقُـطنِى، عَن أَبِى حاتم ابنِ حبانَ، قال: حَدَّثنا إِبراهيم بن أَبِـى أُمَية، قـال: حَـدَّثـنـا هاشِمُ بن الوَلِيدِ الهرَوِى، قال: حَدَّثنا عَبـد الـمَـلِك بن هارُونَ بنِ عَنتَرَة، عَن أَبِيه، عَن جَدِّه، عَن أَبِى الدَّرداءِ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَـن حَـفِـظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينِ حديثا مِن أَمرِ دِينِها، بَـعَثَـه الـلـه فَـقِيهـا، وكـنـتُ لَـه يـومَ القِيامَة شـافِعًا وشَهيدًا"۔

(٣)الطَّرِيقُ الثالِثُ:

أَنبَـأَنا مُحَمد بن عَبدِ المَلِك بنِ خَيرُونَ، قال: أَنبَأَنا الجَوهرِى، عَـن الدارَقُطنِى، عَن أَبِى حاتم ابنِ حبانَ، قال: حَدَّثنا إِبراهيم بـن أَبِى أُمَية، قال: حَدَّثنا هاشِمُ بن الوَلِيدِ الهرَوِى، قال: حَدَّثنا عَبـد الـمَـلِك بن هارُونَ بنِ عَنتَرَة، عَن أَبِيه، عَن جَدِّه، عَن أَبِى الدَّرداءِ، قال: "سَأَلت رَسول الله صلى الله عليه وسلم فَقُلتُ: يا رَسُـولَ الـلـه صـلـى الله عليه وسلم، ما حَدُّ العِلمِ الَّذِى إِذا بَلَغَه الرَّجُلُ كان فَقِيها؟ فَقال:

" مَـن حَـفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِن أَمرِ دِينِها، بَعَثَه الله عَزَّ وجَلَّ فَقِيها، وكنتُ لَه شافِعًا وشَهيدًا"۔

(۵) حضرت ابوسعید خدری کی روایت کردہ حدیث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پاک مندرجہ ذیل ایسی سند

سے مروی ہے کہ جسے ''اسناد مظلم'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

عَن مُحَمد بنِ یزِیدَ بنِ سِنان الرَّھاوِی، عَن أَبِیه، عَن جَدِّہ، عَن عَطِیة، عَن أَبِی سَعِیدٍ الخُدرِی، قال: قال رَسول الله صلی الله علیه وسلم:

"کلُّ مَن حَفِظَ عَلَی أُمَّتِی أَربَعِینَ حدیثا مِما ینفَعُھم الله به فِی أَمرِ دِینِھم، بَعَثَه الله عَزَّ وجَلَّ یومَ القِیامَة فَقِیھا عالِمًا، وکنتُ لَه شَفِیعًا وشَھیدًا"

حضرت ابوسعید خدری کی یہ حدیث پاک مندرجہ ذیل ایک دوسری سند سے دوسرے الفاظ میں بھی مروی ہے۔

ورُوِی مِن حدیث عَبدِ الرَّحمَن بنِ مُعاوِیة، عَن الحارِثِ مَولَی ابنِ سِباعٍ، عَن أَبِی سَعِیدٍ، قال: سَمِعتُ رَسُولَ الله صلی الله علیه وسلم یقُولُ:

"مَن حَفِظَ عَلَی أُمَّتِی أَربَعِینَ حدیثا مِن سُنَّتِی أَدخَلتُه یومَ القِیامَة فِی شَفاعَتِی"۔

(٦) حضرت ابوہریرہ کی روایت کردہ حدیث:

حضرت ابوھریرہ کی یہ حدیث پاک مندرجہ ذیل دوسندوں سے مروی ہے:

(١) الطَّرِيقُ الأَوَّلُ:

أَخبرنا أَبُو القاسِمِ عَبد الله بن مُحَمد الخُطَبِى، قال: أَخبرنا عَبد الرَّزاقِ بن عُمر بنِ شمَّة، قال: حَدَّثنا أَبُو بَكرٍ مُحَمد بن إِبراهيم المُقرِءُ، وأخبرنا مُحَمد بن عَبدِ المَلِك، قال: أَخبرنا ابن مَسعَدَة، قال: أَخبرنا حَمزَة بن يوسُف، قال: حَدَّثنا ابن عَدِى، قال: حَدَّثنا أَبُو يعلَى، قال: حَدَّثنا عَمرُو بن حُصَينٍ، قال: حَدَّثنا أَبُو عُلاثَة، قال: حَدَّثنا خَصِيفٌ، عَن مُجاهِدٍ، عَن أَبِى هرَيرَة، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا ما ينفَعُهم مِن دِينِهم، بُعِثَ يومَ القِيامَة مِنَ العُلَماءِ، وفَضلُ العالِمِ عَلَى العابِدِ سَبعِينَ دَرَجَة، الله أَعلَمُ ما بَينَ كلِّ دَرَجَتَينِ"۔

نوٹ:۔اس سند میں جو ابوعلاثہ ہیں ان کا نام مُحمد بن عَبدِ اللہ بنِ عُلاثہ ہے۔

(٢)الطَّرِيقُ الثانِى:

أَخبرنا ابن السَمَرقَندِى، قال: حَدَّثنا ابن مَسعَدَة، قال: أَخبرنا حَمزَة، قال: حَدَّثنا ابن عَدِى، قال: حَدَّثنا عُمر بن مُحَمد بنِ

شُـعَيـبٍ، ومُـحَمد بن مُبَينٍ، قالَا: حَدَّثنا سَعدانُ بن نَصرٍ، قال: حَـدَّثـنا خالِدُ بن إِسماعِيل أَبُو الوَلِيدِ، قال: حَدَّثنا ابن جُرَيجٍ، عَـن عَطاءٍ، عَن أَبِى هرَيرَة، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن تَعَلَّمَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا ينفَعُه الله بِها فِى دِينِها كان فَقِيها عالِمًا"۔

نــوٹ:۔ اس حدیث پاک کوابوالبختری وہب بن وہب نے ابن جریج کے حوالے سے جونقل کیاہےاس کے الفاظ یوں ہیں۔

"مَـن حَـفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِما ينفَعُها الله به يبعَثُه الله يومَ القِيامَة فَقِيها عالِمًا."

نیزاسحاق بن نجیح نے عطا کے حوالے سے یہی حدیث مندرجہ ذیل الفاظ میں روایت کی ہے۔

"مَـن رَوَى عَـنِّـى أَربَـعِيـنَ حديثا جاءَ فِى زُمرَة العُلَماءِ يومَ القِيامَة"۔

(۷) حضرت ابو امامہ کی روایت کردہ حدیث:

حضرت ابو امامہ والی حدیث مندرجہ ذیل سند سے مروی ہے۔

أَنبَأَنا أَبُو الفَتحِ الكرُوخِى، عَن عَبدِ الله بنِ مُحَمد الأَنصارِى، قال: أَخبرنا يعقُوب الحافِظُ، قال: أَخبرنا الخَلِيلُ بن أَحمد، قال: حَدَّثنا يحيى بن صاعِدٍ، قال: حَدَّثنا عَبد الباقِى الأُمَوِى، قال: حَدَّثنا عَلِى بن الحَسَنِ، قال: حَدَّثنا عَبد الرَّزاقِ، عَن مَعمَرٍ، عَن أَبِى غالِبٍ، عَن أَبِى أُمامَة، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا فِيما ينُوبُهم وينفَعُهم فِى أَمرِ دِينِهم حَشَرَه الله يومَ القِيامَة فَقِيها"۔

(۸) حضرت عبداللہ ابن عباس کی روایت کردہ حدیث:

حضرت عبداللہ ابن عباس والی حدیث مندرجہ ذیل چار طرق سے مروی ہے۔

(۱) الطَّرِيقُ الأَوَّلُ:

أَخبرنا مُحَمد بن ناصِرٍ، قال: أَخبرتنا رابِعَة بِنتُ مَحمُودِ بنِ عَبدِ الواحِدِ الأَصبَهانِية، قالت: أخبرنا أَبُو عُثمانَ سَعِيدُ بن

أَبِی سَعِیدٍ النَّیسابُورِی، قال: حَدَّثنا أَبُو بَکرٍ مُحَمد بن عَبدِ الله بـنِ زَکرِیا الجَوزَقِی، قال: حَدَّثنا أَبُو حاتِمٍ المَکی بن عَبدانَ بنِ مُـحَـمـد، قـال: حَـدَّثـنا مُحَمد بن عَقِیلِ بنِ خُوَیلِدٍ، قال: حَدَّثنا الحَسن بن قُتَیبة الخُزاعِی، قال: حَدَّثنا عَبد الخالِقِ بن المُنذِرِ، عَـن ابـنِ نَـجِیحٍ، عَن مُجاهِدٍ، عَن ابنِ عَباسٍ، قال: قال رَسول الله صلی الله علیه وسلم:

"مَـن حَـفِـظَ عَلَی أُمَّتِی أَربَعِینَ حدیثا، بَعَثَه الله یومَ القِیامَة فَقِیها عالِمًا".

(۲)الطَّرِیقُ الثانِی:

أَخبـرنـا أَبُـو عَبدِ الله مُحَمد بن مُحَمد بنِ السَّلالِ، قال: حَدَّثنا إِبـراهیـم بـن مُـحَـمـد بنِ عَبدَك، وأخبرنا إِسماعِیلُ بن أَحمد، قـال: أَخبـرنا ابن مَسعَدَة، قال: أَخبرنا حَمزَة، قال: أَخبرنا أَبُو أَحـمـد ابـن عَدِی، قال: أَخبرنا الحَسن بن سُفیان، قال: حَدَّثنا عَـلِی بن حُجرٍ، قال: حَدَّثنا إِسحاقُ بن نجیحٍ، عَن ابنِ جُرَیجٍ، عَـن عَـطـاءِ بنِ أَبِی رَباحٍ، عَن ابنِ عَباسٍ، قال: قال رَسول الله صلی الله علیه وسلم:

"مَـن حَـفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حـديثـا مِنَ السُّنَّة، كنتُ لَه شَفِيعًا يومَ القِيامَةَ"۔

(٣)الطَّرِيقُ الثالِثُ:

أَنبَـأَنـا إِسـمـاعِيـلُ بـن أَحـمـد، قال: أَخبرنا ابن مَسعَدَة، قال: حَـدَّثـنـا حَمزَة، قال: حَدَّثنا ابن عَدِى، قال: حَدَّثنا عَبد الله بن مُـحَـمـد بـنِ مِـنهـالٍ، قـال: أَخبرنا أَحمد بن بَكرٍ البالِسِى، قال: حَـدَّثـنـا خـالِدُ بن يزِيدَ، قال: حَدَّثنا ابن جُرَيجٍ، عَن عَطاءٍ، عَن ابنِ عَباسٍ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِنَ السُّنَّة، كنتُ لَه شَفِيعًا يومَ القِيامَةَ"۔

(٤) الطَّرِيقُ الرابِعُ:

أَنبَـأَنـا ابـن خَيـرُونَ، عَن الجَوهرِى، عَن الدارَقُطنِى، عَن أَبِى حـاتـم ابـنِ حبانَ، قال: حَدَّثنا الحَسن بن سُفيان، قال: حَدَّثنا عَـلِـى بـن حُـجـرٍ، قـال: حَدَّثنا إِسحاقُ بن نجيحٍ المَلَطِى، قال: حَـدَّثـنـا ابن جُرَيجٍ، عَن عَطاءٍ، عَن ابنِ عَباسٍ، عَن النَّبِى صلى الله عليه وسلم قال:

”مَـن حَـفِـظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِن أَمرِ دِينِها، بَعَثَه الله عَزَّ وجَلَّ يومَ القِيامَةَ فَقِيها عالِمًا“۔

(۹) حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت کردہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی حدیث دوسندوں سے ،مختلف الفاظ کے ساتھ منقول ہوئی اور ان دونوں سندوں کو” اسناد مظلم“ سے تعبیر کیا گیا۔ یہ دونوں سندیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) عَن جَماعَة مَجاهيلَ بِلَفظِ:

”مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِنَ السُّنَّة حَتَّى يؤَدِّيها إِلَيهم، كنتُ لَه شَفِيعًا وشَهيدًا يومَ القِيامَة“۔

(۲)وَفِى لَفظٍ:

”مَـن نَـقَـلَ عَنِّى إِلَى مَن لَم يلحَقنِى مِن أُمَّتِى أَربَعِينَ حـديثـا، كتِـبَ فِـى زُمـرَـة الـعُلَماءِ، وحُشِرَ مِن جُملَة الشُّهداءِ“۔

(۱۰) حضرت عبداللہ بن عمرو کی روایت کردہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمرو کی حدیث مندرجہ ذیل سند سے مروی ہے۔

فَـقَـد رَفَـعَه مُحَمد بن مُضَرٍ، عَن بُورِی بنِ الفَضلِ، ولا یعرفانِ عَـن ابـنِ الـمُبـارَك، عَـن إِسـماعِیل بنِ رافِعٍ، عَن إِسماعِیل بنِ عُبَیـد الـله، عَن عَبدِ الله بنِ عَمرِو بنِ العاصِ، قال: قال رَسول الله صلی الله علیه وسلم:

”مَـن کتَبَ أَربَعِینَ حدیثا رَجاءَ أَن یغفِرَ الـله لَه غَـفَـرَ لَـه وأَعـطـاه ثَـوابَ الـشُّـهداءِ الَّذِینَ قُتِلُوا بِعَبادانَ وعَسقَلاَنَ“۔

(۱۱) حضرت جابر بن سمرہ کی روایت کردہ حدیث:

حضرت جابر بن سمرہ والی حدیث درج ذیل سند سے مروی ہے۔

فَـقَـد رَفَـعَـه مَـجهـولٌ، عَـن مَـجهولٍ إِلَی أَن أَلصَقَه بِشَیبانَ بنِ فَـروخٍ، عَـن مُبارَك، عَن الـحَسَنِ، عَن جابِرِ بنِ سَمُرَةَ، قال: قال رَسول الله صلی الله علیه وسلم:

”مَـن تَرَك أَربَعِینَ حدیثا بَعدَ مَوتِه فَـهو رَفِیقِی فِی الـجَـنَّة“۔

(۱۲) حضرت انس بن مالک کی روایت کردہ حدیث:

حضرت انس بن مالک کی حادیث مندرجہ ذیل چار سندوں سے مروی ہے۔

(١)الطَّرِيقُ الأَوَّلُ:

أَخبرنا مُحَمد بن مُحَمد السَّلالُ، قال: أَخبرنا أَحمد بن مُحَمد بنِ سياوُوشَ، قال: أَخبرنا أَبُو حامِدِ ابن أَبِى طاهرِ الإِسفِرائِينِى، قال: حَدَّثنا إِبراهيم بن مُحَمد بنِ عَبدَك، قال: حَدَّثنا الحَسن بن سُفيان، قال: حَدَّثنا حُمَيدُ بن زَنجَوَيه، قال: حَدَّثنا الحَجاجُ بن نُصَيرٍ، قال: حَدَّثنا حَفصُ بن جُمَيعٍ، عَن أَبانَ، عَن أَنَسٍ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِما يحتاجُونَ إِلَيه مِنَ الحَلاَلِ والحَرامِ كتَبَه الله فَقِيها عالِمًا"۔

(٢)الطَّرِيقُ الثانِى:

أَخبرنا مُحَمد بن عَبدِ المَلِك، قال: أَخبرنا إِسماعِيلُ بن مَسعَدَة، قال: أَخبرنا حَمزَة بن يوسُفَ، قال: حَدَّثنا ابن عَدِى، قال: حَدَّثنا عُمر بن سِنانٍ، قال: حَدَّثنا سُليمان بن سَلَمَة، قال: حَدَّثنا ابن اللَّيثِ، قال: حَدَّثَنِى عُمر بن شاكرٍ، قال: سَمِعتُ أَنَسَ بنَ مالِك، يقُولُ: سَمِعتُ رَسُولَ الله صَلى الله عَليه وسَلمَ،

يقُولُ:

"مَـن حَـمَـلَ عَـلَـى أُمَّتِـى أَربَعِينَ حديثا بَعَثَه الله عَزَّ وجَلَّ يومَ القِيامَة فَقِيها عالِمًا"۔

(۳)الطَّرِيقُ الـثالِثُ:

روى بِـإِسنادٍ مُظلِمٍ عَن أَبِى داوُدَ الأَعمَى، عَن أَنَسٍ، أَنّ رَسُولَ الله صلى الله عليه وسلم قال:

"مَـن حَـفِـظَ عَلَى أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا مِن أَمرِ دِينِهِم، بَعَثَه الله عَزَّ وجَلَّ يومَ القِيامَة فَقِيها"۔

(۴)الطَّرِيقُ الـرابِعُ:

رُوِى بِـإِسـنـادٍ مُـظـلِمٍ عَن المُعَلَّى، عَن السُّدِّى، عَن أَنَسٍ، قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَـن حَمَلَ مِن أُمَّتِى أَربَعِينَ حديثا لَقِى الله عَزَّ وجَلَّ فَقِيها عالِمًا"۔

(۱۳)حضرت نویرہ سے مروی حدیث:

حضرت نویرہ سے مروی یہ حدیث پاک مندرجہ ذیل سند سے مروی ہے۔

فَرَواه مَن لا يعرِفُ بِالحديث وأَسنَدَه عَن عُمر بنِ هارُونَ البَلخِي، عَن مُغَلِّسِ بنِ عَبدَة، عَن مُقاتِلِ بنِ حَيانَ، عَن قَتادَة، عَن نُوَيرَة، صاحِبِ رَسُولِ الله صلى الله عليه وسلم قال: قال رَسول الله صلى الله عليه وسلم:

"مَن حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَربَعِينَ حديثا فِي دِينِها، حُشِرَ مَعَ العُلَمَاءِ يومَ القِيامَة"۔

راویوں پر کلام

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود والی حدیث کی سند میں ایک راوی محمد بن عثمان بن ابوشیبہ ہیں جن کی حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل وغیرہ نے تکذیب کی ہے۔

(۲) حضرت معاذ والی حدیث کے راوی محمد بن ابراہیم شامی کے سلسلہ میں ابن حبان نے کہا کہ "یضع الحدیث لا یحل روایة عنہ یعنی وہ حدیث گڑھتے ہیں ان سے روایت حلال نہیں۔ اسی طرح اس سند کے ایک دوسرے راوی حسین بن علوان پر ابن حبان اور ابن عدی نے" یضع الحدیث " کا اور دارقطنی نے متروک کا حکم لگاتے ہوئے کہا کہ اس کے طرق سے کوئی شئی ثابت نہیں۔ یونہی اس کے ایک راوی اسماعیل بن ابی زیاد کو ابن حبان نے دجال سے تعبیر کیا۔

(۳) حضرت ابو درداء والی حدیث میں عبد الملک بن ہارون نامی راوی کو ابو حاکم رازی نے متروک، سعدی نے دجال، کذاب، ابن حبان نے "یضع الحدیث" قرار دیا۔

(۴) حضرت ابو سعید خدری والی حدیث کی سند کو "اسناد مظلم" سے تعبیر کیا گیا، نیز اس سند کے ایک راوی محمد بن یزید اور ان کے والد کی دارقطنی نے تضعیف فرمائی، یحیٰ بن معین نے "لیس بشئی" کہا اور امام نسائی نے متروک قرار دیا۔ اسی سند کے ایک اور راوی عبد الرحمٰن بن معاویہ کو یحیٰ بن معین نے "لا یحتج بحدیثه" یعنی ان کی حدیث کو حجت نہیں بنایا جائے گا، کا حکم لگایا۔

(۵) حضرت ابو ہریرہ والی حدیث کی ایک سند میں ابن علاثہ کے بارے میں ابن حبان نے کہا کہ وہ ثقات سے موضوع حدیثیں روایت کرتا ہے۔ اس سے احتجاج حلال نہیں۔ ایک اور راوی عمرو بن حصین کو ابو حاتم رازی نے "لیس بشئی" اور دارقطنی نے متروک قرار دیا۔ حدیث ابو ہریرہ کی دوسری سند میں خالد بن اسماعیل پر ابن عدی نے "یضع الحدیث علی ثقات المسلمین" یعنی وہ مسلمانوں کے ثقات کے خلاف حدیث گڑھتا ہے، کا حکم لگایا۔ ابو بختری کو ابن عدی نے "اکذب الناس" قرار دیا۔ اسحاق بن نجیح کو یحیٰ بن معین نے "معروف بالکذب و وضع الحدیث" یعنی کذب اور وضع حدیث میں یہ معروف ہے، قرار دیا۔

(٦) حضرت ابوامامہ والی حدیث کی سند میں ابوغالب حزور نامی راوی پر نسائی نے ضعیف، ابن حبان نے "لا یحتج الا فیما وا فق الثقات" یعنی اس کی جو روایتیں ثقات کے موافق ہوں ان سے صرف حجت پکڑی جائے، کا حکم لگایا۔

(٧) حضرت عبداللہ بن عباس والی حدیث کی چاروں سندوں میں سے پہلی سند کے راوی حسن بن قتیبہ اور دوسری سند کے راوی اسحاق بن نجیح کو دارقطنی نے متروک الحدیث قرار دیا۔ تیسری سند کے راوی احمد بن بکر کے بارے میں فرمایا: ثقات سے اس کی کچھ منکر حدیثیں ہیں۔

(٨) حضرت عبداللہ بن عمر والی حدیث کی سند کے بارے میں علمائے جرح و تعدیل نے "ففیہ جماعۃ مجاھیل" یعنی اس حدیث کی سند میں مجھول راویوں کی ایک جماعت ہے، کا حکم لگایا۔

(٩) اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو والی حدیث کی سند پر مجھول راویوں پر مشتمل روایت ہونے کا حکم لگایا۔

(١٠) حضرت انس بن مالک والی حدیث کی چار سندوں میں سے پہلی سند کے ایک راوی حفص بن جمیع پر ابن حبان نے "کان یخطا"" کہ وہ خطا کرتے تھے، کا حکم لگایا۔ اور ایک دوسرے راوی ابان کو انہوں نے متروک قرار دیا۔ دوسری سند کے راوی سلیم بن سلامہ کے بارے میں فرمایا کہ " وقد کذبوہ" یعنی ائمہ نے ان کی تکذیب کی ہے، کا حکم لگایا۔ تیسری سند کے راوی ابو داؤد اعمیٰ کے

بارے میں کہا "لا اعرفه" یعنی میں انہیں نہیں پہچانتا اور ان کا نام نقیع بن حارث ہے جن کی قتادہ نے تکذیب کی ہے اور یحیی نے "لیس بشئی" کہا اور دار قطنی نے متروک کہا۔ چوتھی سند میں ''سدی'' نامی راوی ہیں جن کی ایک جماعت نے تضعیف کی ہے۔

(۱۱) حضرت نویرہ والی حدیث کے بارے میں کہا گیا کہ اس میں ''مجہول'' راویوں کی کثرت ہے۔ نیز کہا گیا کہ نویرہ نامی صحابی کی معرفت حاصل نہیں (یعنی صحابہ کے حالات میں ان کا ذکر نہیں ملتا) عمر بن ہارون کو یحیٰ بن معین نے کذاب اور ابن حبان نے کہا کہ وہ ثقات سے معضلات روایت کرتا ہے۔

علامہ ابن عبد البر نے اپنی کتاب ''جامع بیان العلم وفضلہ'' کے باب ''باب قوله صلى الله عليه وسلم من حفظ على أمتى أربعين" میں حضرت انس بن مالک کی حدیث کو مندرجہ ذیل سند سے نقل کرکے اس کی اسنادی حیثیت پر گفتگو فرمائی ہے۔

أخبرنا خلف بن قاسم، نا على بن أحمد بن سعيد بن بكير، نا على بن يعقوب بن سويد، نا ابراهيم بن عثمان بن سعيد بن منصور ومحمد بن عوف بن سفيان الطائى ويحيى بن عثمان بن كثير بن دينار وبقية عن المعلى عن السدى عن أنس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ من حمل من أمتى أربعين حديثا

لقی الله یوم القیامة فقیها عالما۔

اس سند کے راوی علی بن یعقوب بن سوید پر طعن کو ''جامع بیان العلم'' میں یوں نقل فرمایا گیا:

"قال أبو عمر علی بن یعقوب بن سوید ینسبونه إلی الکذب ووضع الحدیث واسناد هذا الحدیث کله ضعیف "

یعنی ابوعمر نے کہا کہ علی بن یعقوب بن سوید کو ائمہ فن نے کذب اور وضع حدیث سے منسوب کیا ہے نیز اس حدیث (ابن مالک والی) کی اسناد میں ضعف ہے۔

علامہ ابن عبدالبر نے حضرت عبداللہ ابن عمر والی روایت کو یوں نقل فرمایا ہے:

"وأخبرنا أحمد بن عبدالله ومسلمة ابن القاسم حدثنا یعقوب بن اسحق بن ابراهیم بن یزید بن حجر العسقلانی بعسقلان قال حدثنا أبو أحمد حمید بن مخلد بن زنجویه ویحیی بن عبدالله بن بکیر قال حدثنا مالك ابن أنس عن نافع مولی ابن عمر عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ من حفظ علی أمتی أربعین حدیثا من السنة حتی یؤدیها الیهم کنت له شفیعا أو شهیدا یوم القیامة"۔

اس سند کی تحسین وتعریف کو جامع بیان العلم میں یوں نقل فرمایا گیا:

"قال أبو عمر: هذا أحسن اسناد جاء به هذا الحدیث ولکنه

غيـر مـحـفوظ ولا معروف من حديث مالك ومن رواه عن مالك فقد أخطأ عليه واضاف ما ليس من روايته عليه"۔

یعنی ابوعمر نے کہا کہ یہ اس کی سب سے بہتر اور عمدہ سند ہے لیکن غیر محفوظ اور مالک کی حدیث سے غیر معروف ہے اور جنہوں نے مالک سے اسے روایت کیا تو اس نے خطا کی اور اور ان کی جانب ایسی روایت کو منسوب کیا کہ جو ان کی روایت کردہ نہیں ہے۔

علامہ ابن عبدالبر نے حضرت ابو ہریرہ والی روایت کو یوں نقل کیا کہ:

"وحـدثـنـي خـلف بـن الـقـاسـم، نا أبو طالب محمد بن زكريا الـمـقـدسـی ببيـت الـمـقـدس، نا أحمد بن جمهور، نا عمرو بن الـحـصيـن وابـو غلاثة، نا حصيف عن مجاهد عن أبی هريرة رضـی الـلـه عـنـه قال قال صلی الله عليه وآله وسلم من حفظ عـلـی أمتـی أربـعين حديثا فيما ينفعهم فی أمر دينهم بعثه الله يوم القيامة يعنی فقيها عالما "۔

یونہی حضرت انس بن مالک کی حدیث کو ابان کے حوالے سے مندرجہ ذیل اسناد کے ساتھ نقل کیا:

"وأخبرنا أحمد أنا مسلمة أنا يعقوب بن اسحق المعروف بابن حـجـر ومـحـمـد بـن أحمد ابن عمر قال حدثنا أحمد بن صالح

وعلى بن عيسى عن عمرو بن الأزهر عن أبان عن أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مامن مسلم يحفظ على أمتى أربعين حديثا يعلمهم بها أمر دينهم إلا جاء به يوم القيامة فقيل له أشفع لمن شئت"

نیز علامہ ابن عبد البر نے حضرت عبد اللہ بن عباس والی روایت کو ابو رباح کے حوالے سے یوں نقل کیا:

"وحدثنا أحمد قال حدثنا مسلمة، نا أبو الحسن يعقوب بن اسحق العسقلانى، نا محمد ابن أحمد بن عمير أبو عبد الله الطوسى، نا على بن حجر، نا اسحق بن نجيح عن ابن أبى جريج عن عطاء بن أبى رباح عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من حفظ على أمتى أربعين حديثا من السنة كنت له شفيعا يوم القيامة"

یونہی حضرت معاذ بن جبل والی حدیث کو عطا کے حوالے سے مندرجہ ذیل سند کے ساتھ نقل کیا:

"ورواه ابن أبى وراد عن أبيه عن عطاء عن ابن عباس عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من تعلم أربعين حديثا من أمر دينه بعثه الله فى زمرة الفقهاء

والعلماء"

نیز حضرت ابو ہریرہ والی حدیث کو عطاء کے حوالے سے ایک اور سند سے اس طرح نقل فرمایا:

" وحدثنی خلف بن القاسم، نا أبو علی سعید بن عثمان بن السکن قال حدثنا یحیی بن محمد بن صاعد وسعد بن نصر، نا خالد بن اسماعیل المدنی عن ابن جریج عن عطاء عن أبی هریرة رفعه قال من تعلم من أمتی أربعین حدیثا یفقه بها فی دینه کان فقیها عالما "

جامع بیان العلم میں ابو علی بن سکن نے خالد بن اسماعیل کو منکر الحدیث قرار دیا۔

"امام ابن ملقن" نے " من حفظ علی امتی اربعین حدیثا کتب فقیها" والی روایت کے سلسلہ میں فرمایا کہ یہ حدیث تقریبا ۲۰ رطرق سے مروی ہے اور سب ضعیف ہیں، دارقطنی نے کہا کہ اس کے تمام طرق ضعیف ہیں ان میں سے کوئی بھی ثابت نہیں۔ امام بیہقی نے فرمایا کہ مذکورہ حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔

(خلاصۃ البدر المنیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۵)

ساتھ ہی امام بیہقی نے یہ بھی فرمایا کہ ھذا متن مشھور فیما بین الناس ولیس لہ اسناد صحیح ۔ یعنی یہ متن حدیث لوگوں کے درمیان مشہور ہے

اگر چہ اس کی اسناد درجہ صحت کو نہیں پہنچتی۔

(شعب الایمان جلد۲صفحہ ۲۷۰)

امام بیہقی کا یہ ریمارک یہ بتا رہا ہے کہ اس حدیث کو " تلقی بالقبول " کا منصب جلیل حاصل ہے۔

امام نووی نے فرمایا کہ واتفق الحفاظ علی انه حدیث ضعیف و ان کثرت طرقه۔

(مقدمۃ الاربعین النوویہ)

علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن عباس کے حوالے سے حسن بن سفیان نے اپن مسند اور اپنی اربعین میں نقل فرمایا نیز یہ حدیث ۱۳؍صحابہ سے مروی ہے۔ان سب کی تخریج ابن جوزی نے ''العلل المتناہیہ'' میں کر کے سب کے ضعف کو واضح کیا ہے۔

(التلخیص الحبیر جلد۳صفحہ ۹۳۔۹۴)

اس حدیث کو علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے ابن نجار عن ابن سعد والی سند کے ساتھ روایت کر کے اس پر صحت کا نشان لگایا ہے۔جسے بعض حضرات نے طباعتی غلطی قرار دیا ہے۔

(فیض القدیر جلد۶صفحہ ۱۱۹)

حدیث اربعین کی حیثیت واقعیہ

مذکورہ والا گفتگو سے یہ بات تو ظاہر ہے کہ اکثر ائمہ جرح وتعدیل نے اس حدیث اربعین کی سندوں پر کلام کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ائمہ نے اس حدیث اربعین کو ضعیف قرار دیا۔ مگر اس کی اسنادی حیثیت کے ضعف سے یہ لازم نہیں آتا کہ حقیقت میں بھی اس کے اندر ضعف ہے یا یہ موضوع ہے یا یہ غیر معمول بہ ہے۔ بلکہ یہ حدیث پاک حقیقی طور پر کم سے کم درجہ حسن پر فائز ہے جس کی مندرجہ ذیل یہ چند وجوہات ہیں۔

☆ ایک تو یہ حدیث کثرت طرق سے مروی ہے۔

☆ اس کا مفہوم چونکہ احادیث کریمہ کی تبلیغ وترسیل اور نشر واشاعت پر مبنی ہے اور یہ مفہوم کئی صحیح حدیثوں کے عین موافق ہے۔ لہذا اس حدیث کو ان صحیح حدیثوں کی موافقت ومتابعت اور تائید وتوثیق حاصل ہے۔

☆ یہ حدیث فضائل اعمال سے متعلق ہے۔

☆ یہ حدیث کسی اصول شرعی سے متصادم نہیں بلکہ عمل خیر کی دعوت دے رہی ہے۔

☆ اسباب تقویت کی بنیاد پر اس کا اسنادی ضعف اس حدیث پر عمل پیرا ہونے سے مانع نہ ہوگا۔

☆ ائمہ کرام نے اس حدیث سے استناد بھی کیا ہے اور استشہاد بھی۔

☆ مجتہدین کرام نے اس پر عمل کرتے ہوئے اربعینات تحریر فرمائی ہیں۔

☆ اس حدیث پاک کو خیر القرون سے لے کر اب تک کے علما، فقہا، ائمہ، محدثین، مفسرین غرض کہ امت کا شرف قبول اور " تلقی بالقبول " حاصل ہے۔

" تلقی بالقبول " کے اس عظیم منصب پر فائز ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ احادیث کریمہ کے عظیم ذخیرہ میں متقدمین ومتاخرین کے ہر چھوٹے بڑے امام علم وفن اور علمائے شریعت اسلامیہ کی سینکڑوں اربعینات ہمیں ملتی ہیں۔

ظاہر سی بات ہے کہ یہ تمام باتیں ضعیف حدیث کو تقویت پہونچانے والے اسباب سے ہی متعلق ہیں۔

حدیث ضعیف کی تقویت کے آٹھ اسباب

(ا) تلقی بالقبول:

وہ حدیث ضعیف جسے امت کے متقدمین ومتاخرین علما وائمہ نے قبول کرلیا ہو تو ایسی حدیث " تلقی بالقبول " کا منصب رکھنے والی کہلاتی ہے۔ جس کے بعد وہ قابل عمل ہوجاتی ہے۔

علامہ سخاوی ''شرح الفیہ'' میں فرماتے ہیں کہ:

''اذا تلقت الامة الضعيف بالقبول يعمل به الصحيح حتى انه ينزل منزلة المتواتر فى انه ينسخ المقطوع به ولهذا قال الشافعى رحمة الله تعالىٰ فى حديث "لا وصية لوارث" انه لا يثبت اهل العلم

بالحديث ولكن العامة تلقته بالقبول و عملوا به حتى جعلوه ناسخا لأية الوصية لوارث۔

ترجمہ: یعنی علامہ سخاوی نے شرح الفیہ میں فرمایا کہ جب حدیث ضعیف کوامت قبول کرلےتو صحیح یہی ہے کہ اس پر عمل کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ یقینی اور قطعی حدیث کو منسوخ کرنے میں متواتر حدیث کے رتبہ میں سمجھی جائے گی اوراسی وجہ سے امام شافعی نے حدیث ''لا وصية لــــوارث'' کے بارے میں یہ فرمایا کہ اس حدیث کومحدثین ثابت نہیں کہتے لیکن ائمہ وعلماء نے اس کوقبول کرلیااوراس پر عمل کرتے ہیں یہاں تک کہ یہ حدیث وارث کے حق میں وصیت کا حکم دینے والی آیت۔''كتب عليكم اذا حضراحدكم الموت ان ترك خيرن الوصية للوالدين۔الآية''

(**مفہوم آیت**:- تم پرفرض کیا گیا کہ جب تم میں سے کسی کا موت کا وقت قریب آئے اوراگراس نے کچھ مال چھوڑا ہوتو وہ والدین اورقریبی رشتہ داروں کے لیے وصیت کرے)۔کی ناسخ بن گئی۔

(فتح المغیث جلداول صفحہ۱۲۰مطبوعہ دارالایمان وشرح اربعین النوویہ لابن مرعیٰ المالکی)

(۲)**تعامل**:

حدیث کی صحت کا مدارصرف سند ہی پرنہیں ہے بلکہ حدیث ضعیف اہل علم کےقول وعمل اورمجتہدین کے تمسکات سے بھی قوی ہو جاتی ہے۔اگرچہ کسی حدیث پر عمل اس کی صحت سند پر متفرع ہوتا ہے مگر بعض اوقات صحت سند عمل پر متفرع ہوجاتی ہے جیسا کہ اس کی تصریح بہت سے ائمہ فن محققین نے کی ہے۔یہی وجہ ہے کہ کوئی حدیث سند کے اعتبار سے کتنی بھی مضبوط وقوی کیوں نہ ہواگرامت کا عمل اُس پرنہیں ہےتو اس کی حجیت قطعی نہیں رہتی نسخ کے احتمال کی وجہ سے۔اسی وجہ سے محدثین کرام حدیث کی حجیت پراس کے معمول بہ ہونے کا بھی اعتبار کرتے ہیں چنانچہ وکیع نے

اسمٰعیل بن ابراہیم مہاجر سے نقل کیا کہ:

"کان یستعان علی حفظ الحدیث بالعمل بہ"

یعنی حفظ حدیث میں اس کے عمل سے بھی مدد لی جاتی تھی۔

(تاریخ ابی زرعہ الدمشقی جلد اول صفحہ ۳۱۱)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ "التعقبات علی الموضوعات" میں فرماتے ہیں:

''اہل علم کے قول اور تعامل کے ساتھ حدیث ضعیف ضعف سے نکل کر صحیح اور قابل عمل ہو جاتی ہے۔ اگرچہ اس کی سند لائق اعتماد نہ ہو۔ بہت سے اہل علم کا یہ قول ہے''۔

(تنزیہ الشریعہ للکنائی جلد دوم صفحہ ۱۲۰)

حافظ ابن صلاح ''مقدمۂ ابن صلاح'' میں لکھتے ہیں کہ:

''یہی وجہ ہے کہ اہل علم کا تعامل اس کی فنی کمزوریوں کو ڈھانپ لیتا ہے''۔

(بحوالہ شرح الفیہ جلد ا صفحہ ۱۵)

(۳) تعدد اسناد:

ضعیف حدیث متعدد سندوں سے مروی ہو تو وہ حسن لغیرہ ہو جاتی ہے۔

(۴) مجتہد کا استدلال:

علامہ شامی فرماتے ہیں کہ مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کر لے تو اس کا استدلال بھی حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ جیسا کہ ''تحریر'' میں امام ابن ہمام نے تحقیق فرمائی ہے۔

(ردالمحتار جلد ۴ صفحہ ا مطبوعہ استانبول)

(۵) اہل علم کا عمل:

علماء وصلحا کے عمل سے بھی حدیث کی صحت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ امام

حاکم نیشا پوری صلوٰۃ التسبیح کی صحت پر استدلال کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ جس چیز سے اس حدیث کی صحت پر استدلال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اتباع تابعین سے لے کر ہمارے اس دور تک تمام ائمہ اس پر ہمیشگی کے ساتھ عمل کرتے رہے اور لوگوں کو اس کی تعلیم بھی دیتے رہے۔ جن میں عبداللہ ابن مبارک بھی ہیں۔

(۶) کشف :

اہل کشف کا کشف بھی ضعیف حدیث کو صحت کے درجے میں پہنچا دیتا ہے۔ جیسا کہ شیخ ابن عربی کا یہ واقعہ کہ انہیں یہ روایت پہنچی کہ جو ستر ہزار مرتبہ کلمۂ طیبہ پڑھ لے تو اس کی اور جس کو ان کا ثواب بخشا گیا اس کی بھی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ آپ اس حدیث کو ضعیف سمجھتے تھے۔ آپ کے پاس اتنے کلمے پڑھے ہوئے تھے۔ ایک دعوت میں پہنچے، ایک نوجوان اچانک رونے لگا۔ معلوم کرنے پر بتایا کہ میری والدہ قبر کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ شیخ ابن عربی نے دل ہی دل میں ستر ہزار کلمۂ طیبہ کا ثواب اُس کی ماں کو بخش دیا تو وہ نوجوان ہنسنے لگا اور کہا کہ میری والدہ اب اچھی حالت میں ہیں۔ شیخ ابن عربی فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کی صحت کو اس جوان کے کشف سے اور اس جوان کے کشف کی صحت کو اس حدیث کی صحت سے جان لیا۔

(مرقاۃ جلد دوم صفحہ ۹۸ / مکتبہ امدادیہ ملتان و مقدمہ نزہۃ القاری از مفتی شریف الحق امجدی مفہوما واختصاراً)

(۷) اهل علم کا اتفاق :

جس حدیث کے مفہوم و مدلول پر علماء کا اتفاق ہو جائے تو وہ بھی حدیث مقبول ہو جاتی ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ''جس حدیث کے مدلول پر علماء متفق ہوں وہ حدیث مقبول ہوتی ہے اور اس کے تقاضہ پر عمل کرنا واجب ہے۔ ائمہ اصول

نے اس کی تصریح فرمائی ہے''۔
(النکت علی کتاب ابن الصلاح جلد ا صفحہ ۴۹۴، مطبوعہ احیاء التراث)

(۸)صرف حدیث ضعیف میسر ہو:

علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ ''جب کسی باب میں حدیث ضعیف کے علاوہ کوئی اور حدیث نہ ہوتو امام اسحاق علیہ الرحمہ نے حدیث ضعیف سے استدلال کیا ہے۔ امام ابوداؤد نے اس کی اتباع کی ہے۔ امام ابوحنیفہ سے بھی اسی طرح منقول ہے''۔
(فتح المغیث، جلد ا صفحہ ۲۳۳، مطبوعہ دار الامام)

یہ اور ان کے علاوہ کچھ اور بھی اسباب ہیں جن کی وجہ سے حدیث ضعیف ضعف سے نکل کر حسن بلکہ صحیح تک ترقی کر جاتی ہے۔ لہٰذا کسی حدیث کی سند کے سلسلہ میں ائمہ جرح و تعدیل کلام، طعن اور جرح کر کے اس کے ضعف کو سنداً ثابت بھی کر دیں تو اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث قابل عمل نہ رہی یا یہ کہ وہ موضوع ہو گئی۔ اس لئے کہ حدیث صحیح اور موضوع کے درمیان بہت سے درجے ہوتے ہیں۔

اربعین کے فضائل والی حدیث پاک اگر قابل عمل نہ ہوتی تو ائمہ کرام اس پر عمل کرتے ہوئے اتنی کثیر تعداد میں اربعینات تحریر نہ فرماتے۔ پھر ایک چیز اور بھی قابل غور ہے کہ جن راویوں کی وجہ سے اس حدیث کی مختلف سندوں میں ضعف آیا ہے یہ وہ تمام راوی ہیں کہ جن کا تعلق اس حدیث پر عمل کرنے کے زمانہ کے بعد سے ہے۔ کیونکہ اس حدیث پر تو خیر القرون ہی سے عمل ہوتا چلا آرہا ہے۔ حالانکہ اس حدیث کے اکثر ضعیف راویوں کا تعلق اس زمانہ کے بعد سے ہے۔

وہابیہ کی خباثت:

وہابیہ نے اس حدیث پاک کے اسنادی ضعف کو دیکھ کر اپنی عادت کے مطابق بجائے اس کے کہ اس کو اسی درجۂ ضعف میں رکھتے ، تشدد کا مظاہرہ کرتے ہوئے فضائل کی دیگر حدیثوں کی طرح اسے بھی موضوع قرار دیدیا۔ چنانچہ البانی نے اس حدیث کی سندوں پر علمائے جرح وتعدیل کے طعن وکلام کو نقل کرنے کے بعد اخیر میں فیصلہ کن لہجے میں کہا کہ " هذا الحديث عندی موضوع " (مفہوما)

اس حدیث کے تعلق سے اس کی یہ گفتگو انٹرنیٹ پر موجود ہے۔ تقلید شخصی کو ناجائز و حرام کہنے والے وہابیہ نے البانی کے اس قول کو دیکھا تو تقلید جامد کرتے ہوئے اپنی کتابوں ، بیانوں ، مضمونوں اور مقالوں میں شد ومد کے ساتھ اسے موضوع قرار دینے لگے۔ یہ بھی دیکھنے کی زحمت گوارہ نہ کہ ایسے ایسے جلیل القدر ائمہ علم و فن نے اسی حدیث کو مستدل بناتے ہوئے سینکڑوں اربعینات تحریر فرما کر ذخیرہ احادیث میں قابل قدر اضافہ فرمایا ہے۔

اربعین نویسی کے موجد:

باقاعدہ اور باضابطہ انداز میں اس حدیث اربعین پر عمل کرتے ہوئے سب سے پہلے جنہوں نے چالیس حدیثوں کا مجموعہ امت مسلمہ کے سامنے پیش فرمایا اس عظیم شخصیت کا نام ''ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن مبارک مروزی'' ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن مبارک کے بعد یہ سلسلہ دراز سے دراز تک ہوتا چلا گیا۔ چنانچہ ان کے بعد ابو عبد اللہ محمد اسلم بن طوسی، احمد بن حرب الزائد، ابو محمد حسن بن سفیان نسبی، ابو بکر محمد ابی علی، محمد بن عبد اللہ الزوجی، حاکم ابو عبد اللہ نیشاپوری، محمد بن حسین سلمی، ابو معین احمد بن عبد اللہ اصفہانی، اسماعیل بن عبد اللہ صابونی، ابو اسماعیل عبد اللہ بن محمد انصاری، ابو قاسم قشیری، جیسے بے شمار ائمہ نے اربعینات کے مجموعے تیار فرمائے۔ امام نوی فرماتے ہیں:

''سب سے پہلے اس سلسلہ میں عبد اللہ ابن مبارک نے تصنیف کی، پھر محمد بن اسلم طوسی، پھر حسن بن سفیان نسائی، پھر امام ابو بکر آجوری، پھر دارقطنی، حاکم ابو معین، اور ابو عبد الرحمٰن بن سلمی وغیرہم متقدمین ومتاخرین کی بڑی تعداد نے تصنیف کی ہیں۔ نیز ہر ایک کے اغراض ومقاصد مختلف اور طرز انتخاب بھی جداگانہ ہے۔۔۔۔۔ غرض کہ جس نے بھی امت کی نفع رسانی کے لئے چالیس احادیث ان تک پہونچائیں اور خود بھی دین پر قائم اور عمل پیرا رہا وہ ان شاء اللہ اس فضیلت کا مستحق ہوگا۔ (فیض القدیر جلد ۶، مقدمہ اربعین نووی)

صاحب کشف الظنون متوفی ۱۰۶۷ھ نے حضرت عبد اللہ ابن مبارک سے لے کر اپنے زمانہ تک کے مشہور ومعروف علماء میں سے تقریبا ۷۵ علماء کی ۹۰ر سے زائد اربعینات کا ذکر کیا ہے۔ اب ذیل میں ہم چند مشہور اربعینات کا اجمالی تعارف پیش کرتے ہیں۔

چند مشہور اربعینات:

(۱) ابن مبارک کی اربعین ۔علامہ ابن مبارک کی وفات ۱۸۱ھ میں ہوئی ۔ آپ دوسری صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔آپ ہی کو اربعین نویسی کا واضع اور موجد قرار دیا گیا ہے چنانچہ آپ کے بارے میں امام نووی فرماتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق یہ پہلی اربعین ہے جو تصنیف کی گئی۔ (مقدمہ اربعین نووی)

(۲) امام بیہقی کی اربعین۔حضرت امام ابوبکر شمس الدین احمد بن حسین شافعی کی وفات ۴۵۸ھ میں ہوئی۔آپ نے اپنی اربعین اخلاق کے موضوع پر ابواب کے ساتھ تصنیف فرمائی۔

(۳) محمد بن علی طائی ہمدانی کی اربعین۔ابوالفتوح محمد بن محمد بن علی طائی ہمدانی کی وفات ۵۵۵ھ میں ہوئی ۔آپ چھٹی صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ آپ نے اپنی مسموعات میں سے اپنے چالیس شیوخ کی چالیس حدیثیں املا کرائیں۔ نیز ہر حدیث ایک الگ صحابی کی ہے۔اس مجموعہ کے نام ”اربعین طائیہ“ ہے۔

(۴) ابن عساکر کی اربعینات۔ابوالقاسم علی بن حسن دمشقی شافعی بھی چھٹی صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔۵۷۱ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ان کی کئی اربعینات ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اربعین طوال (۲) اربعین فی الابدال العوال (۳) اربعین فی الاجتہاد فی اقامۃ الحدود (۴) اربعین بلدانیہ۔

اربعین طوال میں چالیس ایسی طویل حدیثیں جمع کیں ہیں جو نبی ﷺ کی نبوت پر بھی دلالت کرتی ہیں اور صحابہ کرام کے فضائل پر بھی۔

(۵) اربعین بلدانیہ۔ یہ اربعین ابوطاہر احمد بن محمد سلفی اصبہانی کی ہے۔ آپ بھی چھٹی صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ آپ کی وفات ۵۷۶ھ کو ہوئی۔ آپ نے ایک نئی طرز پر یہ مجموعہ تیار کیا اس طور پر کہ چالیس حدیثیں، چالیس صحابہ، چالیس باب، اور مزے کی بات یہ کہ چالیس مختلف شہروں میں انہیں جمع کیا جس کی وجہ سے اس کا نام "اربعین بلدانیہ" رکھا۔

(۶) اربعین فی اصول الدین۔ امام فخر الدین محمد بن عمر رازی نے اپنے فرزند محمد کے لئے اس اربعین کو تصنیف فرمایا۔ آپ ساتویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ آپ کی وفات ۶۰۶ھ میں ہوئی۔ آپ کی یہ اربعین علم کلام کے چالیس مسائل پر مشتمل ہے۔

(۷) اربعین فی اصول الدین۔ یہ اربعین ابو حامد محمد بن محمد امام غزالی کی ہے۔ آپ نے تصوف کے مسائل پر اس کو مرتب فرمایا۔

(۸) الاربعین۔ موفق الدین عبد اللطیف بن یوسف الحکیم فیلسوف بغدادی کی

ہے۔آپ ساتویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔آپ نے طب نبوی پر اپنی اربعین کو ترتیب دیا۔آپ کی وفات ۶۲۹ھ میں ہوئی۔

(۹) الاربعین۔ یہ اربعین محمد بن احمد یمنی بطال کی ہے۔آپ نے صبح وشام کے اذکار پر مشتمل حدیثوں کا یہ مجموعہ تیار کیا۔آپ بھی ساتویں صدی ہجری کے بزرگ تھے۔آپ کی وفات ۶۳۰ھ میں ہوئی۔

(۱۰) الاربعین المختارۃ فی فضل الحج والزیارۃ۔ یہ اربعین حافظ جمال الدین اندلسی نے تحریر فرمائی۔آپ نے ۶۶۳ھ میں وفات پائی۔ساتویں صدی ہجری کے عالم ہیں۔اس اربعین میں آپ نے حج وزیارت کی فضیلتوں پر مشتمل احادیث کریمہ کو جمع کیا ہے۔

(۱۱) الاربعین النوویہ۔ حضرت امام ابوذکریا محی الدین یحیٰ بن شرف نووی شافعی کی یہ اربعین نہایت مشہور ومعروف ہے۔آپ شارح مسلم کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔آپ نے اپنی اس اربعین میں ایسی حدیثوں کو جمع فرمایا ہے جو دین ومذہب اور شریعت کے اصول کی بنیاد ہیں۔اخلاق واعمال کی اساس اور تقویٰ و پرہیزگاری کے سرچشمہ ہیں۔اس میں آپ نے صحیح حدیثوں کا التزام فرمایا ہے۔چالیس حدیثوں کے ساتھ انہوں نے دو اور حدیثوں کا اضافہ بھی کیا ہے۔اس طرح آپ کی اس اربعین میں کل بیالیس حدیثیں ہیں۔یہ نہایت ہی

اہم مجموعہ حدیث ہے جس کی وجہ سے بعد کے علماء نے اس اربعین کی متعدد شرحیں تحریر فرمائیں۔ صاحب کشف الظنون نے تقریبا ۲۰/شارحین کا ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی ان احادیث کریمہ کی تخریج کی ہے۔ابن دقیق نے بھی اس کی شرح کی ہے۔امام نووی کی وفات ۶۷۶ھ کو ہوئی۔

(۱۲)اربعین ابن جزری۔ شمس الدین محمد بن محمد جزری شافعی نے اس میں جوامع الکلم کا درجہ رکھنے والی اصح ،افصح اور اوجز چالیس حدیثوں کو جمع کیا ہے۔ آپ نویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔آپ کی وفات ۸۳۸ھ کو ہوئی۔

(۱۳)اربعینات سیوطی ۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے کئی اربعین تصنیف فرمائی ہیں۔ جن میں ایک فضائل جہاد پر، ایک دعاء رفع یدین پر، ایک امام مالک کی روایات پر مشتمل اور ایک روایات متبائنہ پر مشتمل ہے۔آپ کی وفات ۹۱۱ھ کو ہوئی۔آپ دسویں صدی ہجری کے امام علم وفن ہیں۔

(۱۴)اربعین عدلیہ۔ امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی نے اپنی اس اربعین میں اپنی سند سے چالیس ایسی حدیثیں جمع کی ہیں جو عدل اور عادل کی فضیلت پر مشتمل ہیں۔آپ کی وفات ۹۷۳ھ کو ہوئی۔

(۱۵)اربعین عشاریات۔ قاضی جمال الدین ابراہیم بن علی شافعی نے اس اربعین میں ایسی چالیس روایات املا کرائی ہیں جو سند کے اعتبار سے عالی ہیں

اگرچہ وہ درجہ حسن کو نہیں پہنوچتیں۔آپ کی وفات ۹٦۰ھ کو ہوئی۔

(١٦) اربعین ابن عربی۔ علامہ محی الدین محمد بن علی ابن عربی نے اپنی اس اربعین کو مکۃ المکرّمہ کی سرزمین پر جمع فرمایا۔اس میں انہوں نے صرف احادیث قدسیہ ہی کو جمع فرمایا ہے۔آپ کی وفات ٦٣٨ھ میں ہوئی۔

(١٧) اربعین طاش کبری زادہ۔ علامہ احمد بن مصطفٰے رومی نے اس اربعین میں آقا کریم ﷺ کی ایسی حدیثیں جمع فرمائی ہیں جو آپ سے بطور مزاح صادر ہوئیں۔آپ کی وفات ۹٦۸ھ میں ہوئی۔

(١٨) اربعین یمانیہ۔ علامہ محمد بن عبدالحمید قرشی کی یہ اربعین ایسی حدیثوں پر مشتمل ہے جن میں یمن کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

(١٩) اربعین قدسیہ۔ علامہ حسین بن احمد بن محمد تبریزی نے اپنی اس اربعین میں ایسی حدیثوں کو جمع کیا ہے کہ جن کا تعلق اسرار عرفانی اور علم لدنی سے ہے۔

(٢٠) الاربعین فی فضائل عثمان۔ علامہ ابوالخیر رضی الدین قزوینی نے حضرت عثمان کی فضیلت میں ایک اربعین اور دوسری اربعین حضرت علی کی فضیلت میں وارد حدیثوں پر مشتمل تصنیف کی ہے۔

(٢١) الاربعین فی فضائل العباس۔ امام ابوالقاسم حمزہ بن یوسف سہمی جرجانی نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت پر مشتمل احادیث کریمہ کا

یہ مجموعہ تیار کیا۔آپ کی وفات ۴۲۸ھ میں ہوئی۔

(۲۲) اربعین عالیہ۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس اربعین میں ایسی چالیس حدیثوں کا انتخاب کیا ہے جن میں مسلم کی سند بخاری کی سند سے عالی ہے۔آپ کی وفات ۸۵۲ھ کو ہوئی۔

(۲۳) اربعین شاہ ولی اللہ۔ مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے جوامع الکلم کی حیثیت رکھنے والی چالیس حدیثوں کو جمع فرمایا ہے۔

(۲۴) اربعین ملا علی قاری۔ حضرت علامہ شیخ علی بن سلطان محمد قاری جو ملا علی قاری کے نام سے مشہور ہیں انہوں نے احادیث قدسیہ پر مشتمل ایک ایسی اربعین تصنیف فرمائی ہے کہ جس میں آپ نے اللہ رب العزت کی طرف منسوب کلام رسول جسے حدیث قدسی کہا جاتا ہے انہیں جمع کیا ہے۔اس اربعین کا نام "کتاب الاحادیث القدسیة الاربعینیة" ہے۔آپ گیارہویں صدی ہجری کے معروف بزرگ ہیں۔آپ کی وفات ۱۰۱۴ھ میں ہوئی۔

(۲۵) اربعین امام بغوی۔ صاحب مصابیح السنة حضرت امام ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد بن فراء بغوی علیہ الرحمہ نے یہ اربعین تصنیف فرمائی۔آپ چھٹی صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔آپ نے ۵۱۰ھ میں وفات پائی۔

اربعینات امام احمد رضا

یوں تو اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی تصانیف میں بے شمار احادیث کریمہ ملتی ہیں جنہیں فخر بریلی، ناشر رضویات حضرت علامہ مفتی محمد حنیف خاں صاحب رضوی، بانی وناظم امام احمد رضا اکیڈمی صالح نگر بریلی شریف نے ''جامع الاحادیث'' کے نام سے جمع فرما دیا ہے۔ آپ کے نقل کردہ ذخیرۂ احادیث میں دو اربعینات ہمیں ملتی ہیں جن میں ایک کا نام "اسماع الاربعین فی شفاعة سید المحبوبین" دوسری اربعین سجدہ تعظیمی کی حرمت پر ملتی ہے جو سجدہ تعظیمی کی حرمت پر تصنیف کیے گئے آپ کے رسالہ " الزبدة الذکیه لتحریم سجود التحیة" کے ضمن میں ملتی ہے۔ اس اربعین میں اعلیٰ حضرت نے سجدہ تعظیمی کی حرمت پر چالیس حدیثیں نقل فرمائی ہیں۔

(۲۶) اسماع الاربعین۔ دراصل یہ اعلیٰ حضرت کی وہ اربعین ہے کہ جسے آپ نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔ آپ سے سائل نے یہ معلوم کیا تھا کہ ''نبی اکرم ﷺ کا شفیع ہونا کس حدیث سے ثابت ہے؟ اس کے جواب میں آپ نے خطبہ کے بعد ارشاد فرمایا کہ ''سبحان اللہ! ایسے سوال سن کر تعجب آتا ہے کہ مسلمان و مدعیان سنت اور ایسے واضح عقائد میں تشکیک کی آفت!!! یہ بھی

قربت قیامت کی ایک علامت ہے۔''انا للہ و انا الیہ راجعون''

(اسماع الاربعین مشمولہ رسائل رضویہ صفحہ ۳۹۹ جلد ۳۰ ر مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

آگے ایک جگہ یوں فرماتے ہیں کہ

''فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے رسالہ ''سمع و طاعۃ لاحادیث الشفاعۃ'' میں بہت کثرت سے ان احادیث کی جمع و تلخیص کی (یہاں) بہ نہایت اجمال صرف چالیس حدیثوں کی طرف اشارت''

(ایضا صفحہ ۴۰۰)

اس رسالہ میں آپ نے آقا کریم ﷺ کے شفیع ہونے اور آپ کو منصب شفاعت عطا کئے جانے پر مشتمل چالیس احادیث کریمہ کو جمع فرمایا ہے۔ یہ اربعین آپ نے ۱۳۰۵ھ میں تصنیف فرمائی۔

(۲۸) الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ۔ ۹ر رمضان

المبارک ۱۳۳۷ھ کو آپ کے پاس بنارس سے مولوی حافظ عبد السمیع صاحب کا ایک سوال نامہ آیا جس میں زید اور عمرو کے مابین مرشد طریقت کو سجدۂ تعظیمی کرنے کے جواز اور عدم جواز پر مشتمل ایک مکالمہ نقل فرما کر یہ سوال کیا تھا کہ ''براہ کرم سجدہ تحیت کے جواز و عدم جواز پر اپنی قیمتی رائے سے اس خادم کو مطلع فرمایا جائے''۔

(الزبدۃ الزکیۃ مشمولہ رسائل رضویہ جلد ۲۵ صفحہ ۳۴۷ ر مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی)

اس سوال کے جواب میں آپ نے چھ فصلوں پر مشتمل ایک رسالہ بنام " الزبدة الزكية لتحريم سجو د التحية" ۱۳۳۷ھ میں تحریر فرمایا۔ اس رسالہ کی دوسری فصل میں آپ نے چالیس حدیثوں سے سجدۂ تحیت کی تحریم ثابت فرمائی ہے۔ اس اربعین کا تعارف کراتے ہوئے آپ خود ارشاد فرماتے ہیں:

حدیث میں ''چہل حدیث'' کی بہت فضیلت آئی ہے۔ ائمہ وعلما نے رنگ رنگ کی ''چہل حدیث'' لکھیں ہیں۔ ہم بتوفیقہ تعالیٰ غیر خدا کو سجدہ حرام ہونے کی ''چہل حدیث'' لکھتے ہیں''۔

(ایضا صفحہ ۳۸۵)

(۲۹) اربعین حجۃ الاسلام۔ حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے قادیانیت کے رد میں '' الصارم الربانی علی اسراف القادیانی " کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا جو فتاویٰ حامدیہ میں چھپ چکا ہے۔ یہ فتاویٰ حامدیہ عرس صد سالہ کے موقع پر امام احمد رضا اکیڈمی بریلی کی طرف سے ترتیب جدید کے ساتھ منظر عام پر آرہا ہے۔ اس میں درج عربی وفارسی عبارات کا ترجمہ اور اس کی تصحیح و پروف ریڈنگ کا کام فقیر راقم الحروف نے انجام دیا ہے۔ بہر حال واقعہ یوں ہوا کہ ''سرساوہ'' ضلع سہارنپور کے یعقوب کلارک نامی ایک صاحب نے مؤرخہ ۱۵/رمضان المبارک ۱۳۱۵ ہجری کو ایک سوال نامہ بھیجا جس میں قادیانیوں کی کچھ لغویات سے متعلق سوال کیا گیا۔ اسی کے جواب میں آپ نے یہ رسالہ تحریر

فرمایا۔اس میں آپ نے قیامت کے قریب آسمان سے حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نزول اور ان کو زندہ آسمان پر اٹھا لئے جانے پر مشتمل جو احادیث کریمہ نقل فرمائی ہیں ان کی تعداد ۴۳/ رہے۔ جسے ہم امام نووی علیہ الرحمہ کے اصول کے مطابق اربعین کے نام سے موسوم کر کے اربعینات میں شمار کرسکتے ہیں۔کیونکہ امام نووی کی اربعین میں بھی چالیس نہیں بلکہ ۴۲/حدیثیں ہیں۔

(۳۰) اربعین مفسر اعظم ہند۔ نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ نے مؤرخہ ۵، ۶، صفر المظفر ۱۳۷۳ھ میں ''چہل حدیث'' کے نام سے یہ اربعین تصنیف فرمائی۔ اس اربعین میں آپ نے ''مشکوٰۃ المصابیح'' سے چالیس ایسی حدیثوں کا انتخاب کیا ہے کہ جن میں سے اکثر کا تعلق ایمان وعقیدہ سے اور بقیہ کا تعلق ذکر وشکر سے ہے۔

مفسر اعظم ہند کی ''چہل حدیث'' کا تعارف

جیسا کہ مذکور ہوا کہ حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ نے ''چہل حدیث'' کے نام سے ایک اربعین تصنیف فرمائی ہے۔آپ نے اپنی اس اربعین کو سرزمین کلکتہ پر مؤرخہ ۵، ۶ صفر المظفر ۱۳۷۳ھ میں تصنیف فرمایا۔ دراصل آپ کلکتہ بیعت وارشاد اور دعوت وتبلیغ کی غرض سے تشریف لے گئے تھے۔اس سفر میں آپ کے پاس نہ تو کتابیں تھی اور نہ ہی شروحات۔لیکن آپ کے ذہن ودماغ میں عقائد اہل سنت کی تائید وتوثیق کرنے والی احادیث کریمہ اور ان کی

تشریحات کا ایسا دریا موجزن تھا کہ جن سے سنیوں کے ایمان میں جِلا اور تروتازگی پیدا ہوتی۔ اس لئے آپ نے بریلی شریف واپس لوٹ کر لکھنے پر ملتوی نہ فرمایا بلکہ اسی حالت سفر ہی میں فوراً انہیں سپرد قرطاس فرما دیا۔

اس ''چہل حدیث'' میں حضرت مفسر اعظم ہند نے امام محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی (م ۱۴۱ےھ) کی ''مشکوٰۃ المصابیح'' سے چالیس حدیثیں منتخب فرما کر ان کا ترجمہ اور فوائد وتشریح جمع فرمائے ہیں۔ اس میں آپ نے احادیث کریمہ کا عربی متن نقل نہیں فرمایا۔ ان احادیث کریمہ کے تحت آپ نے عقائد اہل سنت کے اثبات، وہابیہ اور دیابنہ کے رد وابطال پر مشتمل جو علمی نکات بیان فرمائے ہیں وہ پڑھے جانے، سنائے جانے، تقریروں میں بیان کئے جانے اور محفوظ رکھے جانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان علمی وفنی نکات کو پڑھ کر اندازہ ہوتا کہ حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کو فن تفسیر کے ساتھ فن حدیث میں کس قدر ملکہ حاصل تھا۔ سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم و فنون کے جلوے آپ کی تحریروں میں جابجا دکھائی دیتے ہیں۔ کیوں نہ دکھائی دیں جبکہ آپ تو ''لسان رضا'' ہیں۔

''چہل حدیث'' کے اپنے مقدمہ میں آپ اس اربعین کا تعارف، سبب تالیف، تاریخ تالیف اور غرض تالیف پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''یہ مختصر، فقیر نے تالیف کیا ''مشکوٰۃ المصابیح'' سے۔ یہ اظہار اس لیے کہ اس کا انکار نہ کرسکیں اور فقیر نے اس مختصر میں ان احادیث کا ذکر کیا جو کہ عقائد حقہ اہلسنت وجماعت کی تائید وتوثیق کرتی ہیں اور فضائل اعمال کی احادیث کی طرف زیادہ توجہ نہ کی کہ جب تک عقیدہ درست نہ ہو، اعمال بے حقیقت

ہیں۔ پھر میں نے ذکر و شکر کا اہتمام کیا اور جہاں تک ہوسکا مضمون کو طول دینے سے اجتناب کیا ہے اور مناسب موقع و محل بعض نکات قرآنی جو اس کے الفاظ سے محتمل ہیں ''درجۂ تاویل'' میں، فقیر نے ذکر کیے اور یہ میرے سینہ میں جوش زن تھے اور میں مسرور ہوں کہ میرے رب نے توفیق عطا فرمائی طباعت واشاعت کی کہ وہ نکات واسرار شائع نہ ہوتے اور میں انتقال کرتا تو مجھ کو خوف تھا کہ یہ میرے لئے باعث ہلاکت ہوتا اور یہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باعث مسرت ہوگا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت (تعریف وتوصیف اور فضائل و مناقب) کے نئے نئے جواہر پارے ان کو دستیاب ہوئے۔ "یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان"۔﴿سورۂ رحمٰن۔آیت ۲۲/رکوع ۱۱/ پارہ ۲۷﴾

﴿ترجمہ: ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے۔ کنز الایمان﴾

﴿سبب تالیف﴾

یہ بحرین قرآن وحدیث کے گہر ولعل و جواہر زواہر جس ''غواص حبشی'' (مفسر اعظم ہند) نے پیش کیے ہیں اسے امید ہے کہ محبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبول ہوں گے اور ان کی چمک دمک سے اس کا سیاہ رنگ اور تیرہ بختی اور قبر کی تاریکی کافور ہوگی اور یہ ایک نمونہ ہیں اور بہت کچھ ابھی باقی ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ بہ برکات اولیائے کرام، یہ امانت میں ان کو پہنچا دوں جو اس کے اہل ہیں تا کہ ان کے قلوب و قبور و دین و دنیا روشن ہوں اور یہ فقیر ان کی خیر خواہی کا حق ادا کر سکے اور جو نا اہل ہیں ان کے چہرے اور تاریک ہوں۔

''یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ"۔

(سورۂ آل عمران آیت ۱۰۶ ارکوع ۲/ پارہ ۴)

﴿ترجمہ: جس دن کچھ منہ اونجالے (روشن) ہوں گے اور کچھ منہ کالے۔ کنز الایمان﴾

مولی تعالی محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے قلوب میں جاگزیں فرمائے۔ آمین۔

﴿تاریخ تالیف﴾

اور لکھا میں نے اس کو کلکتہ میں ۵/ صفر المظفر ۱۳۷۳ھ اور ۶/ صفر میں دراں حالیکہ میرے پاس شروح وغیرہ نہ تھیں اور نہ کوئی اور کتاب اور جب آپ مطلع ہوں میری خطا پر تو میرے لئے استغفار کریں اور اطلاع دیں اور جب آپ متعجب ومتحیر ہوں اور کوئی چیز آپ پر اثر ڈالے اور آپ کو خوش کرے تو میرے لئے دعا فرمائیں اور دوسروں تک پہنچائیں۔

"وتعاونوا علی البر والتقوٰی"

﴿سورۂ مائدہ ا۔ آیت ۲ ؍ رکوع ۵ ؍ پارہ ۶﴾

﴿ترجمہ: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ کنز الایمان۔﴾

﴿فائدۂ تالیف﴾

اور جو، ان (۴۰) احادیث کو یاد کرے اور دوسروں کو سنائے یا لکھ کر دے یا کتاب دوسروں کو پہونچائے تو بے شک اس نے دین کی خدمت کی اور علم کو پھیلایا اور روز قیامت یہ شخص زمرۂ علما میں محشور ہوگا اور ثواب عظیم حاصل کرے گا اور اموات کو ایصال ثواب کے لئے ایسی کتابوں کا جیسی یہ (مفسر اعظم ہند کی ''چہل حدیث'') ہے، طبع کرانا، تقسیم کرانا، کارِ عظیم ہے۔

چہل حدیث کا اجمالی خاکہ:

حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ نے ''چہل حدیث'' نامی اپنی اس اربعین میں مشکوٰۃ المصابیح کی کتاب العلم سے ۵، کتاب الایمان کے مختلف ابواب سے ۲۳، کتاب فضائل قرآن سے ۴، کتاب الدعوات سے ۴/ اور کتاب الصلوٰۃ/ باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ سے ۴، حدیثوں کو جمع فرمایا ہے جن کی مجموعی تعداد چالیس ہوتی ہے۔

چہل حدیث کی ترتیب جدید:

حضرت مفسر اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس رسالہ کا سراغ ہمیں ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی صاحب مرحوم کی کتاب ''مفسر اعظم ہند'' اور ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے ایک پرانے شمارہ سے لگا تھا۔ چونکہ اس رسالہ کی تعریف ہم نے بچپن ہی سے سن رکھی تھی اس لئے ایک تو وجہ یہ تھی کہ اسے ازسرنو منظر عام پر لایا جائے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت مفسر اعظم ہند سے فقیر راقم الحروف محمد سلیم بریلوی کو بچپن ہی سے بے انتہا محبت اور عقیدت رہی ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہی ہے کہ آپ ہمارے قصبہ بہیڑی ضلع بریلی سے بہت محبت فرماتے تھے۔ آپ اکثر و بیشتر بہیڑی تشریف لے جاتے تھے۔ کئی کئی روز آپ کا وہاں پر قیام رہتا۔ عموماً آپ کا قیام نینی تال روڈ کے قریب ''چیف صاحب کی کوٹھی'' پر ہوتا تھا۔ یہ علاقہ سڑک والی مسجد سے متصل ہے۔ یہ مسجد سنیوں کی تھی۔ اس مسجد سے متصل چند گھرانے وہابیہ و دیابنہ کے جال میں پھنس گئے۔ ان پر دیوبندی رنگ غالب آ گیا۔ اس وجہ سے یہ مسجد بھی انہیں کے قبضہ میں چلی گئی۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ محلّہ ''نیم تلے'' نینی تال روڈ پر جلسہ میں تقریر فرما رہے تھے۔ آپ کی تقریر کے علمی نکات

سے لوگ مسحور تھے۔سڑک والی مسجد کے دیوبندیوں نے مسجد کا مائک کھول کر شور مچانا شروع کر دیا۔ کچھ لوگوں نے چاہا کہ ان کو سبق سکھایا جائے۔حضرت مفسر اعظم ہند نے روکا۔انگلی پر کچھ پڑھ کر اس مسجد کی سمت اشارہ کیا اور پھر فرمایا سکون سے بیٹھ کر تقریر سنو ان شاء اللہ صبح تک یہ مائک اب نہ بولے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(روایت مولانا سلطان اشرف صاحب بہیڑی مشمولہ صد سالہ منظر اسلام نمبر قسط ۳،۴)

بہر کیف آپ کی تحریریں چونکہ بہت نفیس اور علمی وفنی نکات کے جلووں سے مزین ہوتی ہیں۔اس وجہ سے فقیر کو آپ کی تحریریں تلاش کر کے جمع کرنے کا بہت شوق ہے۔فقیر کے اس شوق کو دیکھتے ہوئے راقم کے خسر محترم شیر قادریت حضرت علامہ الحاج مختار احمد قادری بہیڑوی مدظلہ العالی نے اپنی کتابوں کے ذخیرے سے کافی تلاش وجستجو کے بعد ''چہل حدیث'' کا ایک نسخہ نکال کر فقیر کے حوالے کیا۔ یہ نسخہ اعلیٰ حضرت کے چند رسائل کے مجلد مجموعہ کے بیچ میں کافی بوسیدہ حالت میں تھا۔کئی جگہ سے دیمک نے اس کے صفحات کو کھالیا تھا۔ یہ نسخہ کتابچے سائز کے ۴۸ رصفحات پر مشتمل ہے۔شروع اور آخر کا ٹائٹل پیج اس میں نہیں تھا۔اس لئے یہ پتہ نہیں لگ پایا کہ یہ رسالہ کہاں سے شائع ہوا تھا۔اس نسخہ کی ابتداء تسمیہ وتحمید سے ہوتی ہے اور اختتام و الصلوٰۃ و السلام علی محمد الخ پر ہوا ہے۔ہم نے اسی نسخہ کو از سر نو کمپوزنگ کرا کر جدید انداز میں مرتب کیا ہے۔

اس ترتیب جدید میں راقم نے مندرجہ ذیل چیزوں کا اضافہ کیا ہے

(۱) کچھ صفحات میں جگہ جگہ سے کچھ جملے غائب تھے۔سیاق وسباق سے عبارت کا

اندازہ لگا کر اپنی طرف سے الفاظ اور جملے بنا کر عبارت میں شامل کیے لیکن اپنے ان جملوں کو ہم نے ایک مخصوص قسم کے اس ﴿﴾ قوسین میں رکھ دیا ہے۔

(۲) پوری کتاب کی از سر نو کمپوزنگ کرا کر پیرا بندی کر کے حسب ضرورت سرخیاں لگائی ہیں۔

(۳) جدید رسم الخط اور آداب کتابت کا لحاظ کرتے ہوئے عصر حاضر کے مقتضی کے مطابق رسم الخط اور آداب کتاب کے لوازمات قومہ، قوسین وغیرہ کا مناسب جگہوں پر التزام کیا ہے۔

(۴) ہر حدیث کے اوپر مضمون کی مناسبت سے عنوان منتخب کر کے اس طرح کے مخصوص قوسین ﴿﴾ میں لکھا ہے۔

(۵) جہاں جہاں اپنی طرف سے تشریحی الفاظ و عبارات کا اضافہ کیا ہے انہیں اسی مخصوص قوسین ﴿﴾ میں رکھا ہے۔

(۶) تمام احادیث کریمہ اور اس کے ذیل میں وارد قرآن کریم کی آیات کی تخریج کر دی ہے۔ اکثر احادیث کریمہ کی تخریج میں ہم نے شیخ جمال عیتانی کی تحقیق سے شائع ہونے والے مرقاۃ المفاتیح کے نسخے کی تخریج پر اعتماد کیا ہے۔

(۷) جن آیات کا ترجمہ حضرت مفسر اعظم ہند نے نہیں کیا تھا ان کا ترجمہ ہم نے کنز الایمان شریف سے نقل کر کے مخصوص قوسین ﴿﴾ میں رکھ دیا ہے۔

(۸) چونکہ ان احادیث کریمہ کو مشکوٰۃ المصابیح سے حضرت مفسر اعظم ہند نے لیا تھا اس لئے صاحب مشکوٰۃ خطیب تبریزی اور صاحب مصابیح امام بغوی کے بھی مختصر حالات ہم نے شامل کر دیئے ہیں۔ ساتھ ہی مشکوٰۃ المصابیح کا بھی مختصر تعارف شامل کر دیا ہے۔

(۹) حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کے حالات بھی ''تعارف مصنف'' کے نام سے شامل کیے ہیں۔

(۱۰) حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ نے احادیث کریمہ کا صرف ترجمہ نقل فرمایا تھا مگر ان کی اہمیت کے پیش نظر اہل علم، علما اور خطباء کی ضرورتوں کا خیال کرتے ہوئے ان احادیث کریمہ کے عربی متن کو ہم نے مشکوۃ شریف سے نقل کردیا ہے۔ نیز ان عربی حدیثوں کو ہم نے باکس میں رکھا ہے۔

"تلك عشرة كاملة"۔ (ولله الحمد)۔

نوٹ:۔

☆ چونکہ ہر دور کے علماء اور ائمہ نے ''اربعین'' لکھ کر علم حدیث کے خادموں میں اپنا نام درج کرایا ہے اور اربعین کی فضیلت وبشارت کے استحقاق کی تمنا کی ہے۔ اس وجہ سے راقم نے بھی ان چالیس حدیثوں کے عربی متن کو اس کے ساتھ اس غرض سے جمع کردیا کہ اس گنہگار، رزیل، روسیاہ اور بے مایہ کا بھی شمار ''علم حدیث'' کے ''خادموں'' میں ہوجائے۔ اللہ رب العزت اپنے محبوب ﷺ کے وسیلے اور اولیائے کرام کے طفیل ''راقم سیاہ کار'' کو بھی علم حدیث کے خادموں میں جگہ عنایت فرمائے۔

☆ چونکہ علما نے فرمایا ہے کہ ان چالیس حدیثوں کی نشر واشاعت کرنا اور یہ چالیس حدیثیں چھپوا کر تقسیم کرنا مردوں کے لئے بہترین ایصال ثواب بھی ہے۔ علماء کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے راقم نے اپنی جمع کردہ عربی حدیثوں کے مجموعے کو " الاربعینة البرکاتیة" کا نام دے کر حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کی اربعین ''چہل حدیث'' کے ساتھ ضم کردیا تاکہ اس کی نشر واشاعت کے

سبب راقم کے والدین کی مغفرت ہوجائے۔

اس طرح حضرت مفسر اعظم ہند کی اس اربعین کو ہم نے " الاربعينة الجيلانية" اور عربی متن پر مشتمل احادیث کریمہ کے اپنے مجموعہ کو" الاربعينة البركاتية" کے نام سے موسوم کیا ہے۔

اعتذار:۔ ترتیب جدید کے ساتھ'' چہل حدیث'' کا یہ مجموعہ آپ کے سامنے ہے۔ چونکہ انتہائی کم مدت میں اس کی تخریج و ترتیب میں عمل میں آئی ہے۔ صد سالہ عرس رضوی قریب ہے۔ اس کی تیاریوں اور تدریسی ذمہ داریوں کے باوجود تقریبا پانچ دن میں ہم نے اسے مرتب کیا ہے۔ مؤرخہ ۵/ اکتوبر ۲۰۱۸ء کو ہم نے یہ کام شروع کیا تھا جو اللہ کے فضل و کرم سے ۱۰/ اکتوبر ۲۰۱۸ء کو مکمل ہوگیا۔ عجلت میں مرتب کئے جانے کی وجہ سے غلطیوں کے راہ پا جانے کے امکانات بہت زیادہ ہیں۔ اہل علم سے گزارش ہے کہ اگر کوئی غلطی نظر میں آئے تو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کی تصحیح کی جاسکے۔

اظہار تشکر:۔ حضرت صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں صاحب مدظلہ العالی کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے کہ آپ نے اس کی طباعت و اشاعت کے اخراجات ادا فرمائے۔ آپ ہی کے حکم پر آپ کے دادا جان حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کا یہ نایاب رسالہ جدید ترتیب کے ساتھ صد سالہ عرس رضوی کے موقع پر منظر عام پر آرہا ہے۔ حضرت صاحب سجادہ کا یہ بھی حکم ہے کہ جشن صد سالہ کے موقع پر ہمارے دادا جان کا یہ رسالہ علمائے کرام کو بطور تحفہ نذر کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں لمبی عمر، صحت و توانائی اور ہمت و حوصلہ عطا فرمائے۔ ان کے اقبال کو بلند فرمائے۔

ہم اپنے خسر محترم شیر قادریت حضرت علامہ الحاج مختار احمد صاحب قادری بہیڑوی مدظلہ کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اگر وہ یہ نایاب نسخہ ہمیں نہ دیتے تو حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کا بے مثال، علمی نکات سے بھرپور یہ رسالہ منظر عام پر نہ آپاتا۔

جامعہ رضویہ منظر اسلام کے صدر المدرسین حضرت علامہ مفتی محمد عاقل صاحب قبلہ رضوی مدظلہ بھی ہماری جانب سے ڈھیروں شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس کام پر ہمیں آمادہ بھی کیا، حوصلہ افزائی بھی کی اور سرپرستی بھی فرمائی۔ اخیر میں عالی جناب محترم مولانا محمود عالم فاروقی صاحب کا بھی شکریہ کہ انہوں نے شب و روز کی محنت کے بعد بہت جلد اس کی کمپوزنگ و تزئین کاری کی۔ اللہ تعالیٰ شاگرد رشید مولانا مفتی محمد ریاض الحسن منظری، نزیل حال ماریشس کے علم و فضل میں اضافہ فرمائے جنھوں نے کئی صفحات نہایت تیزی کے ساتھ کمپوز کر کے ہمیں ارسال کئے۔ مولانا محمد قمر رضا منظری، موریشس، مولانا محمد ندیم رضا منظری، موریشس اور مولانا ذیشان رضا منظری، موریشس کو بھی اللہ رب العزت جزا عطا فرمائے کہ جنھوں نے اس رسالہ کو انٹرنیٹ کے ذریعہ دنیائے سنیت میں متعارف کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔ االلہ تعالیٰ فقیر کی اس کاوش کو شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیه افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

محمد سلیم بریلوی

جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

مؤرخہ ۱۴؍ اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز پیر

صاحب مصابیح السنۃ امام بغوی کا مختصر تعارف

از: محمد سلیم بریلوی

مشکوٰۃ المصابیح کا اجمالی تعارف:۔

امام ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد بن فراء جو امام بغوی کے نام سے مشہور و معروف ہیں انہوں نے "مصابیح السنۃ" کے نام سے احادیث کریمہ کا ایک حسین گلدستہ تصنیف فرمایا تھا۔ انہوں نے دیگر محدثین سے الگ اپنی ایک خاص اور منفرد اصطلاح وضع کی تھی جو آپ کی انفرادی خصوصیات میں سے ہے۔ اس خاص، منفرد اور نادر اصطلاح کے مطابق انہوں نے اپنے اس مجموعہ احادیث کو دو حصوں میں منقسم فرمایا تھا۔

(۱) صحاح (۲) حسان۔

''صحاح'' سے مراد مصابیح السنۃ کا وہ حصہ ہے کہ جس میں علامہ بغوی نے حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم یا ان شیخین میں سے کسی ایک کی مرویات کو جمع کیا ہے۔

''حسان'' سے مراد مصابیح السنۃ کا وہ دوسرا حصہ ہے کہ جو ان احادیث کریمہ پر مشتمل ہے کہ جن کی تخریج امام ترمذی، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، امام احمد بن حنبل، دارمی اور بیہقی، وغیرہم نے کی ہے۔

اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے اس مجموعہ میں صرف احادیث کریمہ کے متن کو نقل کرنے پر اکتفا کیا تھا۔ سندوں کا اس میں التزام نہ تھا۔ راوی صحابی کا بھی ذکر نہ کیا تھا۔

مختصر حالات:

نام ونسب:۔ آپ کا پورا نام ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد بن فراء بغوی رکن الدین ہے۔آپ کا لقب ''محی السنۃ''، ''فراء'' اور ''ابن فراء'' ہے۔

جائے پیدائش اور تاریخ پیدائش:۔ سن ۴۳۳ھ کو ''مرو'' اور ''ہرات'' کے درمیان واقع خراسان کے شہروں میں سے ''بغ'' نامی ایک چھوٹے سے شہر میں آپ کی ولادت ہوئی۔

تعلیم وتربیت:۔ ابتدائی تعلیم کے بعد علوم اسلامیہ کی تحصیل کے لئے آپ ۱۷/سال کی عمر میں ''مروالروذ'' تشریف لے گئے۔یہیں علماء ومشائخ سے تعلیم حاصل کی۔اسی کو اپنا وطن بنالیا اور تاحیات آپ یہیں پر رہے۔

زہدوتقویٰ:۔ آپ نہایت متقی، پرہیزگار اور عابد وزاہد بزرگ تھے۔زیتون کے ساتھ سوکھی روٹیاں کھاتے۔حافظ ذہبی نے تحریر فرمایا ہے کہ آپ بغیر وضو کے درس نہیں دیتے تھے۔

علمی مقام:۔ آپ نے تفسیر،قرأت،حدیث اور فقہ میں بہت سی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔آپ کی تصانیف میں اربعین، الانوار فی شمائل النبی المختار، ترجمة الاحکام فی الفروع، التهذيب فی الفقه، الجمع بین الصحیحین ، شرح الجامع للترمذی، فتاوی البغوی، الکفایه فی الفروع، الکفایه فی القراء ة، المدخل الی مصابیح السنة، مصابیح السنة، معانی التنزیل اور معجم الشیوخ قابل ذکر ہیں۔

وفات:۔ شوال ۵۱۰ھ کو ''مروالروذ'' میں آپ کا وصال ہوا اور آپ کے شیخ قاضی حسین صاحب کی تربت کے قریب" مقبرة الطالفان" میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

(ماخوذ از مرقاۃ المفاتیح مفہوماً واختصاراً)

صاحب مشکوٰۃ امام خطیب تبریزی کا مختصر تعارف

از: محمد سلیم بریلوی

نام:۔ آپ کا نام ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب عمری تبریزی ہے۔

علمی مقام:۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ تذکرہ و حالات کی کتابوں میں آپ کے مکمل حالات زندگی نہیں ملتے البتہ اتنا ضرور ملتا ہے کہ آپ علم وصلاح اور تقوی و پرہیزگاری کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ آپ کی کتاب مشکوٰۃ المصابیح کو پوری دنیا کے اندر جو قبول عام حاصل ہوا وہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ مقبول بارگاہ الٰہی اور محبوب بارگاہِ رسول گرامی تھے۔ برصغیر کا کون سا ایسا دینی ادارہ ہے کہ جس میں مشکوٰۃ المصابیح داخل نصاب نہ ہو۔ آپ کے اساتذہ میں علامہ حسن بن محمد طیبی علیہ الرحمہ قابل ذکر ہیں۔ یہ کتنی بڑی سعادت کی بات ہے کہ شاگرد کی لکھی ہوئی کتاب کی شرح استاذ نے تحریر کی ہو۔ یہ سعادت امام خطیب تبریزی کو حاصل ہے کہ مشکوٰۃ المصابیح کی نہایت عمدہ شرح علامہ طیبی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمائی۔

تصانیف:۔ آپ کے حالات کی طرح آپ کی تصانیف کا بھی پتہ نہیں چلتا البتہ آج ہمارے سامنے آپ کی تصانیف میں سے صرف مشکوٰۃ المصابیح اور الاکمال فی اسماء الرجال مطبوعہ شکل میں موجود ہے۔ واضح رہے کہ مشکوٰۃ المصابیح کا جو نسخہ برصغیر میں دستیاب ہے اس کے آخر میں الاکمال مطبوعہ شکل میں موجود ہے جس میں آپ نے مشکوٰۃ المصابیح میں درج حدیثوں کے راویوں کے مختصر حالات جمع فرمائے ہیں۔

وفات:۔ آپ کے حالات کی طرح آپ کی سن ولادت اور صحیح سن وفات کا بھی پتہ نہیں چلتا البتہ اندازاً کچھ لوگوں نے آپ کی سن وفات ۷۴۳ھ ذکر فرمائی ہے۔

مشکوٰۃ المصابیح کی اہمیت:۔

جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ یہ کتاب پوری دنیا کے اہل علم کے درمیان یکساں طور پر مقبول عام و خاص ہے۔ احادیث کریمہ کے مجموعوں میں اس کو خاصا قبول عام حاصل ہے۔ امام بغوی علیہ الرحمہ نے چونکہ صرف متن حدیث نقل فرمایا تھا۔ ان کی مصابیح السنۃ میں صرف دو قسمیں تھیں۔ ایک میں متفق علیہ یا شیخین میں سے کسی ایک کی مرویات اور دوسری قسم میں دیگر چاروں اصحاب صحاح کے ساتھ امام احمد، دارمی اور امام بیہقی وغیرہم کی مرویات نقل کرنے کا التزام کیا تھا۔ سند اور مخرج کے مذکور نہ ہونے کی وجہ سے ناقدین حدیث نے مصابیح السنۃ پر تنقیدیں کیں تھیں۔ ان تنقیدوں کو دیکھ کر امام خطیب تبریزی نے مصابیح السنۃ کی از سر نو ترتیب اور تخریج کی۔ مزید ایک فصل کا اور اضافہ کیا۔ اس طرح مشکوٰۃ المصابیح میں تین فصلیں انہوں نے رکھیں۔ اول و دوم دونوں فصلوں میں تو وہی احادیث کریمہ رکھیں جنہیں امام بغوی نے ''قسم صحاح'' اور ''قسم حسان'' میں نقل کیا تھا۔ تیسری فصل کا اضافہ خطیب تبریزی نے کیا۔ یونہی امام بغوی نے سندوں کا ذکر نہیں کیا تھا۔ صاحب مشکوٰۃ نے سند یعنی راوی حدیث صحابی کے نام کو ذکر کرنے کا التزام کیا۔ امام بغوی نے ''مخرج'' کا حوالہ نہیں دیا تھا مگر خطیب تبریزی نے اس کا بھی حوالہ دیا۔ اس طرح مشکوٰۃ المصابیح کو مصابیح السنۃ کی اضافہ شدہ ترتیب جدید کہا جا سکتا ہے۔

تعارف مصنف

صاحب ''چہل حدیث'' حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کی حیات مبارکہ کے چند گوشوں کا ایک اجمالی خاکہ

از: محمد سلیم بریلوی

مفسر اعظم ہند کے حالات زندگی کا اجمالی جائزہ:۔

تاریخ پیدائش:۔ حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کی پیدائش ۱۰/ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء کو ہوئی۔ حجۃ الاسلام کے یہاں یہ پہلی ولادت تھی جس کی وجہ سے پورے گھرانے میں کافی خوشیاں منائی گئیں۔ سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالی عنہ نے'' تحنیك '' جیسی پیاری سنت نبوی کے مطابق چھوہارے کی قاش چبا کر حضرت مفسر اعظم ہند کو کھلوائی۔ استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں کی زبان مبارک سے فی البدیہ ایک مصرعہ جاری ہوا جو ولادت مفسر اعظم ہند کا مادۂ تاریخ بن گیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ استاذ زمن کو فن تاریخ گوئی میں ملکہ حاصل تھا۔ یہ مصرعہ مندرجہ ذیل ہے۔ ع

علم وعمر اقبال وطالع دے خدا (۱۳۲۵ھ)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے شاندار اور تاریخ ساز عقیقہ کیا جس کا ذکر حیات اعلیٰ حضرت میں نہایت تفصیل سے کیا گیا ہے۔ خاندانی روایت کے مطابق یہ عقیقہ ''محمد'' نام پر کیا گیا۔ ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی صاحب نے اپنی کتاب ''مفسر

اعظم ہند'' میں تحریر فرمایا ہے کہ'' آپ کا نام ابراہیم رضا حجۃ الاسلام نے تجویز فرمایا''لیکن مفتی محمود احمد رفاقتی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب'' تذکرۂ علمائے اہلسنت''میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ آپ کا یہ نام اعلیٰ حضرت کے شاگرد و خلیفہ حضرت مولانا سید محمد ابراہیم مدنی جو مدینہ طیبہ کے باشندے تھے اور اعلیٰ حضرت کے شاگرد و خلیفہ حضرت سید حسین مدنی علیہ الرحمہ کے بھائی تھے انہوں نے اپنے نام پر''محمد ابراہیم'' تجویز فرمایا تھا۔ دونوں میں تطبیق کی صورت یوں ہوسکتی ہے کہ حجۃ الاسلام کو انہوں نے اس نام کا مشورہ دیا ہو اور پھر آپ نے یہی نام اپنے فرزند کا رکھ دیا ہو۔

تعلیم و تربیت:۔ خاندانی دستور کے مطابق جب آپ کی عمر چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو ۱۴ر شعبان المعظم ۱۳۲۹ھ بروز چہار شنبہ مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے علما و مشائخ اور دیگر احباب کی موجودگی میں حضرت مفسر اعظم ہند کی رسم بسم اللہ خوانی ادا کرائی اور اسی موقع پر آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں بیعت فرما کر بشرط علم و عمل اجازت و خلافت بھی عطا فرمادی جس کی تصریح حجۃ الاسلام نے اپنے رجسٹرڈ وقف نامہ میں کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اعلیٰ حضرت جیسے قطب وقت نے اپنی ہی زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا:''میرا یہ پوتا میری زبان ہوگا''۔ (مفہوما)

مفسر اعظم ہند نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کی اہلیہ مکرمہ یعنی اپنی دادی

صاحبہ اور اپنی والدہ ماجدہ سے ابتدائی تعلیم ، ناظرۂ قرآن اور اردو کی ابتدائی کتابوں کی تکمیل فرمائی۔ سات سال کی عمر میں یادگار اعلیٰ حضرت جامعہ رضویہ منظر اسلام میں داخل ہوکر اس وقت کے اساتذہ منظر اسلام سے علوم اسلامیہ کی تحصیل فرمائی۔ مشکوٰۃ المصابیح خاص طور حضرت حجۃ الاسلام سے پڑھی۔ آپ کے زمانہ تعلیم ہی میں سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء میں وصال فرما گئے۔

فراغت و دستار بندی:۔ ۱۹/سال کی عمر میں ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء میں آپ نے جملہ علوم مروجہ اور درس نظامی میں شامل جملہ فنون کی تکمیل فرمائی۔ حضرت حجۃ الاسلام نے جماعت اہل سنت کے مقتدر علماء و مشائخ کی موجودگی میں آپ کی دستار بندی فرمائی اور اپنی نیابت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

عقد نکاح:۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے بڑے صاحبزادے حضرت حجۃ الاسلام اور چھوٹے شہزادے سرکار مفتیٔ اعظم ہند ہیں۔ قطب وقت اور مجدد عصر سیدی سرکار اعلیٰ حضرت کی زبان مبارک سے یہ بات نکل چکی تھی کہ ع

حامد منی انا من حامد

اس وجہ سے یہ بات تو سو فیصد سچی ہونا ہی تھی کہ اللہ کے نیک اور مقرب بندے اپنے نیک کاموں سے اللہ کا ایسا قرب حاصل کر لیتے ہیں کہ وہ جو کہہ دیں وہیں مثل صبح نمودار ہو جاتا ہے۔ حجۃ الاسلام ہی سے خاندان اعلیٰ حضرت کی بقا

لکھی جا چکی تھی۔ یہ سلسلہ خاندان آپ ہی نسل سے چلنا تھا۔ ایک موقع پر مفسر اعظم ہند کم سنی کے عالم میں اپنے دادا جان اور وقت کے مجدد کی آغوش میں تھے۔ دوسری طرف آپ کے چھوٹے شہزادے حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی کم سن شہزادی بھی مجدد عصر کی بارگاہ میں موجود تھیں۔ دونوں ہی کی عمر بہت کم تھی اسی موقع پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے دونوں شہزادوں کو بلا کر اپنے پوتے اور پوتی دونوں کا نکاح فرما دیا۔ جب مفسر اعظم ہند کی عمر تقریباً ۲۲ر سال کی ہوئی تو مؤرخہ ۲۶ر ربیع الآخر بروز بدھ ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء آپ کی سہرا بندی کی رسم ادا کی گئی۔ پھر بارات سرکار مفتیٔ اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں گئی، رخصتی عمل میں آئی۔ نیز ۲۸ر ربیع الآخر بروز جمعہ دعوت ولیمہ کا انعقاد ہوا۔ اس موقع پر شاندار جشن اور ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔ اس جشن شادی کا دعوت نامہ منفرد انداز میں خود حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے منظوم شکل میں تیار فرمایا۔ اس جشن کے مادہ تاریخ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) تہنیت شادی بلطف الٰہی (۱۳۴۷ھ)

(۲) جشن شادی ابراہیم رضا (۱۹۲۸ء)

مرکز اہلسنت کی ذمہ داریاں اور حجۃ الاسلام کی نیابت:۔

حجۃ الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد پوری زندگی مرکز اہلسنت خانقاہ رضویہ، درگاہ اعلیٰ حضرت، رضا مسجد اور منظر اسلام کی خدمت انجام دیتے

رہے۔مگر جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے مذکورہ بالا تمام اوقاف کے لیےایک رجسٹرڈ وصیت نامہ تیار کیا جس میں آپ نے اپنے بعد اپنے بڑے شہزادے سرکار مفسر اعظم ہند حضرت مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ کو اپنا جانشین، نائب مطلق، خانقاہ رضویہ حامدیہ کا سجادہ نشین، منظر اسلام کا مہتمم اور رضا مسجد کا متولی نامزد فرمایا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی اپنی کتاب ''مفسر اعظم ہند'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''حجۃ الاسلام نے اپنے وصال ۱۷/ جمادی الاول ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳/ مئی ۱۹۴۳ء سے قبل اپنے دونوں صاحبزادگان مفسر اعظم حضرت محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں اور حضرت حماد رضا خاں نعمانی میاں رحمۃ اللہ علیہم کے لیے اپنی خلافت کا اعلان فرما دیا تھا اور اپنی وصیت کے مطابق حضور مفسر اعظم کو اپنا نائب مطلق، خانقاہ عالیہ رضویہ کا سجادہ نشین اور دارالعلوم منظر اسلام کا مہتمم نامزد فرمایا تھا۔''

(مفسر اعظم ہند ص ۱۸)

سرکار حجۃ الاسلام کی اسی وصیت کی قدرے وضاحت کرتے ہوئے مولانا ڈاکٹر محمد اعجاز انجم صاحب لطیفی استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام اپنی کتاب ''جہان ریحان'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''۱۹۳۸ء کی شام کاشانۂ اعلیٰ حضرت، گھر کے تمام افراد چارپائیوں پر تشریف فرما تھے، حجۃ الاسلام حامد رضا خاں نے فرمایا: میں نے اپنی وصیت تحریر کرا دی ہے۔ تمام موجود اہل خانہ ہمہ تن گوش تھے۔آپ فرما رہے تھے ''میرے بعد میرا فرزند

اکبر محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں اور بعدہٗ، فرزند اصغر نعمانی میاں اور اس کے بعد ہمارا سجادہ نشین و متولی ریحان رضا ہوگا''۔ زمانہ حیران تھا کہ ریحان رضا ابھی صرف ۴؍سال کے ہیں اور حجۃ الاسلام نے ریحان رضا کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی خانقاہ کا سجادہ نشین نامزد کر دیا''۔

(جہان ریحان)

مذکورہ بالا اقتباسات میں ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی صاحب مرحوم اور ڈاکٹر اعجاز انجم صاحب لطیفی نے حجۃ الاسلام کی جس رجسٹرڈ وصیت کا تذکرہ فرمایا ہے اس رجسٹرڈ وصیت نامہ اور وقف نامہ کی کاپی فقیر راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔ حضرت حجۃ الاسلام نے مؤرخہ ۳۰؍اگست ۱۹۳۸ء کو یہ وقف نامہ اور وصیت نامہ تحریر فرمایا تھا۔ یہ وقف نامہ مؤرخہ ۲؍ستمبر ۱۹۳۸ء کو بریلی تحصیل میں رجسٹرڈ ہوا۔ حضرت جیلان میاں علیہ الرحمہ کی جانشینی سے متعلق اس رجسٹرڈ وصیت نامہ میں جو تصریحات ہیں انہیں ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اس وقف نامہ میں ایک جگہ حضرت حجۃ الاسلام تحریر فرماتے ہیں کہ:

''انتظامِ تولیتِ خانقاہ شریف:- متولی و سجادہ نشین خانقاہ ہمارے بعد ہمارے دونوں فرزند یکے بعد دیگرے، ''اکبر'' بعدہ ''اصغر'' اور ان کے بعد ہمارا نبیرہ ''ریحان رضا خاں سلمہٗ'' صاحب سجادہ و متولی ہوگا۔ ہمارے خلفِ اکبر ''ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں'' کو حضور پُرنور ''اعلیٰ حضرت'' قبلہ قدس سرہ نے

اپنا ''مجاز و ماذون'' بشرطِ علم فرمایا تھا اور خلف اصغر ''حماد رضا خاں عرف نعمانی میاں'' سلمہ کو مجھ مقرِّ اول نے بشرط علم ''اجازت وخلافت'' دی اور اپنے نبیرہ ''ریحان رضا خاں'' سلمہ کو بھی ''مجاز و ماذون'' کیا اور مجھ مقرِّ اول نے اپنے داماد ''مولوی تقدس علی خاں ولد سردار ولی خاں'' سلمہ کو بھی ''مجاز و ماذون'' کیا ہے''۔

(رجسٹرڈ حامدی وقف نامہ)

سرکار مفسر اعظم ہند ۱۷؍جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ/۲۳مئی ۱۹۴۳ء سے لے کر ۱۱؍صفر ۱۳۸۵ھ/۱۲جون ۱۹۶۵ء تک خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ حامدیہ کے سجادہ نشین ومتولی، رضا مسجد کے متولی اور منظر اسلام کے مہتمم اور دیگر اوقاف کے متولی رہے۔

دینی و علمی خدمات:۔آپ نے اپنے دور میں مرکز اہلسنت کی بے مثال خدمات انجام دیں۔ منظر اسلام میں مہتمم کے منصب پر رہ کر طالبان علوم نبویہ کی علمی پیاس بھی بجھائی اور اپنے دعوت وارشاد کے دوروں سے سنیت کو فروغ بھی بخشا۔ اعلیٰ حضرت کے پیغام کی ترسیل وتبلیغ کے لئے آپ نے ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا دسمبر ۱۹۶۰ء میں اجراء فرمایا۔ علامہ تقدس علی خاں علیہ الرحمہ جب ہجرت کر کے پاکستان چلے گئے تو منظر اسلام کا انتظام وانصرام ڈومنی مسجد، محلّہ ذخیرہ بریلی شریف کے رہنے والے فیاض نامی شخص کے حوالے کر گئے۔ اس شخص نے وقف

بورڈ کے ذریعہ منظر اسلام کی تولیت کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ ۱۹۵۰ء اور ۱۹۵۲ء کے درمیان وقف بورڈ میں یہ مقدمہ چلتا رہا۔ سروے انسپکٹر وقف بورڈ کے ذریعہ تفتیش وانکوائری ہوئی۔ اس نے حضرت مفسر اعظم ہند کی حمایت میں اپنی رپورٹ پیش کی تب وقف بورڈ نے یہ تولیت آپ کے حوالے کردی۔ وقف بورڈ کے اس مقدمہ کے درمیان حضرت مفسر اعظم ہند کو بے شمار تکلیفوں، ذہنی الجھنوں اور مشقتوں کا سامنا کرنا پڑا آخر کار اپنے اجداد کرام کی اس نشانی کو آپ نے تباہ و برباد ہونے سے بچالیا۔ منظر اسلام جس حالت میں آپ کے پاس آیا وہ نا قابل بیان ہے۔ منظر اسلام میں تعلیمی سلسلہ موقوف ہوگیا تھا۔ آپ نے نہایت جدوجہد کے ذریعہ دوبارہ اس کو از سر نو شروع کیا۔ ذرائع آمدنی ختم ہوگئے تھے تب آپ نے اپنے نذرانے، گھر کے زیورات اور آبائی زمینوں کا غلہ وغیرہ سب قربان کر کے اس کے تعلیمی نظام کو استحکام بخشا۔ اعلیٰ حضرت کی کتابیں چھپواتے۔ ان کتابوں سے جو آمدنی ہوتی اسے منظر اسلام پر خرچ کردیتے۔ اپنی کتابیں لکھ کر شائع کرتے اور ان سے آنے والی رقم کو بھی منظر اسلام کے مصارف میں صرف فرما دیتے۔

منظر اسلام کے ذرائع آمدنی نہ ہونے کی وجہ سے آپ بیماری کی حالت میں بھی دور دراز کے سفر کرتے مگر اعلیٰ حضرت کی اس علمی یادگار پر خزاں کا موسم نہ آنے دیتے۔ اس سلسلے میں آپ نے کیسی مشقتیں برداشت کیں اس کا اندازہ

ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں درج ''کوائف دار العلوم منظر اسلام'' کی سرخی کے ذیل میں دی گئی اس رپورٹ سے لگا سکتے ہیں۔

''باوجود سخت علالت کے نبیرۂ اعلیٰ حضرت (مفسر اعظم ہند) نے دعوت عرس پکھریرا خانقاہ رحمانی پر بنارس ہوتے ہوئے مظفر پور کا سفر کیا۔ اس سفر کا داعیہ یہ تھا کہ دستار بندی کے اس جلسے میں ۳۰/طلبہ کی دستار بندی ہونا تھی۔ ۲۸/طلبہ درجہ حدیث، دو حفاظ اور ۲۸/طلبہ کی دستار کے ساتھ ''عبا پوشی'' کرنا تھی۔ بریلی میں حاسدین کی کشمکش سے انتظام مشکل تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اہل بنارس نے اس بات کو بخوشی برداشت کیا حالانکہ انہیں اور کام بھی تھے۔ ایک مقدمہ بھی تھا جو دیوبندی فتنہ کی پیداوار ہے۔ مسجد اہل سنت پر جس کی آمدنی اچھی ہے تولیت کا (دیابنہ بنارس کی طرف سے) دعویٰ ہے۔ اہل بنارس کا خود مدرسہ موجود ہے۔ ''مدرسہ حمیدیہ رضویہ'' پھر بھی اہل سنت بنارس نے جامعہ اعلیٰ حضرت (منظر اسلام) کی امداد کی کہ جبہ و دستار کا صرفہ اپنے ذمہ لے لیا۔ اس سفر میں ایک صاحب خیر نے پانچ سو روپئے بھی نذر جامعہ اعلیٰ حضرت کئے''۔

(ماہنامہ اعلیٰ حضرت دسمبر ۱۹۶۲ء رجب المرجب ۱۳۶۲ھ صفحہ نمبر ۳۰)

اس سفر میں آپ کی علالت کس قدر تھی اس کا اندازہ ذیل کے اس اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے۔

''اس سفر میں دو مرتبہ خطرے سے دو چار ہونا پڑا۔ پھر بھی سفر جاری رہا۔ انجکشنوں سے تدارک کیا گیا۔ پوکھریرا دیہات ہے (ضلع مظفر پور بہار) یہاں خانقاہ

رحمانی کا عرس تھا یہ خانقاہ اس اطراف میں مرکز اہل سنت ہے۔ نبیرۂ اعلیٰ حضرت (مفسر اعظم ہند) کی آمد پر یہاں ہمیشہ بڑا اجتماع ہوا کرتا ہے چنانچہ ہوا۔ زبان بندی (علالت اس قدر تھی کہ زبان بند ہوگئی تھی مگر منظر اسلام کی وجہ سے پھر بھی سفر کیا) کی وجہ سے تقریر سے معذوری تھی پھر بھی تقریر (تحریری شکل میں سنا کر) ہوئی۔ تحریری تقریر کو مولانا سلیمان صاحب باتھوی، مدرس مدرسہ رحمانیہ نے سنائی۔ الحمد للہ! اس سفر کا منشا (طلبہ کے جبہ و دستار کے انتظام کا مقصد) پورا ہوا۔ اس سپاہی کی مثال ایک مجاہد کی طرح ہے۔ جیسے اس کا داہنا ہاتھ کٹ گیا ہو وہ بائیں ہاتھ سے جنگ کر رہا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف ہے اسی طرح یہ بھی۔ زبان سے تقریر نہیں ہو رہی تھی وہ ماؤف ہے تو قلم سے وہی کرتا رہا جو زبان کرتی تھی''۔

(ماہنامہ اعلیٰ حضرت دسمبر ۱۹۶۲ء رجب المرجب ۱۳۶۲ھ صفحہ نمبر ۳۰)

ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا اجراء:۔

اعلیٰ حضرت کو صحافت کی اہمیت کا بخوبی احساس تھا۔ مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور ان کی تعمیر و ترقی کے لئے آپ نے جو دس نکاتی فارمولہ سنیوں کے سامنے پیش فرمایا تھا اس میں ''اپنے رسائل و جرائد ہوں (مفہوما)'' یہ بھی ایک شق تھی جو بتاتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کی نگاہ میں صحافت کی کیا اہمیت تھی۔ آپ نے صرف منصوبہ ہی نہیں پیش فرمایا بلکہ عملی اقدام بھی کئے۔ تحفہ حنفیہ پٹنہ، الفقیہ

امرتسر اور دبدبہ سکندری جیسے صحافتی ستاروں کو روشن و منور رکھنے کے لئے ہر طرح سے مدد کی۔ خود بریلی شریف میں آپ کے زمانے میں آپ کے چھوٹے بھائی استاذ زمن کی سرپرستی میں دو ماہنامہ اور ایک اخبار جاری ہوئے تھے۔ ماہنامہ ''قہر الدیان''، ماہنامہ ''بہار بے خزاں'' اور ہفت روزہ اخبار ''روز افزوں'' بہار بے خزاں کا رسم اجراء فروری ۱۹۰۳ء میں اور اخبار روز افزوں کا اجراء ۱۹۰۲ء میں ہوا تھا۔ ان کے علاوہ ۱۳۳۸ھ میں ماہنامہ الرضا جاری ہوا۔ جس کے مدیر علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ تھے۔ اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد جب یہ ماہنامہ بند ہوگیا تو حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے ۱۳۴۵ھ میں ماہنامہ یادگار رضا جاری فرمایا۔ یہ ماہنامہ بھی حضرت حجۃ الاسلام کے وصال (۱۹۴۳ء) کے بعد بند ہوگیا۔ ۱۹۴۳ء سے ۱۹۶۰ء تک مکمل خاموشی رہی۔ حضرت مفسر اعظم ہند کو اس کا بہت احساس تھا۔ وہ صحافتی اہمیت و افادیت کو بخوبی جانتے تھے۔ منظر اسلام کی تعمیر و ترقی کے لئے بھی آپ نے اس ضرورت کو شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ عقائد اہلسنت کی ترویج و اشاعت کے میدان میں بھی ایک ماہنامہ کی شدید ضرورت آپ کے مد نظر تھی۔ اس لئے آپ نے جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ دسمبر ۱۹۶۰ء میں فروغ اہل سنت، اشاعت افکار رضا اور منظر اسلام کے عروج و ارتقا کے لیے ''ماہنامہ اعلیٰ حضرت'' جاری فرمایا۔ اس کے پہلے شمارے میں ماہنامہ کے اجراء کے محرکات کی وضاحت یوں فرمائی:

"عرصے سے ایک ماہنامہ رسالے کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔اہلسنت کے پاس نہ رسائل واخبارات خصوصاً ہندوستان میں،اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ ہرطرف باطل کی سیاہ کالی گھٹائیں چھائی چلی جارہی ہیں اوراس کی کوئی امداد نہیں ہورہی ہے اس سلسلے میں کرنے کی ضروری چیز روزانہ اخبار، ماہنامہ رسائل اور مدارس اہلسنت کی بڑے پیمانے پر امداد ہے"۔

کچھ آگے فرماتے ہیں:

"اس ضرورت کے پیش نظر یہ رسالہ شائع کیا جارہا ہے۔بہرحال ضرور شائع ہونا ہے۔خدا نے چاہا مستقل شائع ہوگا۔یہ رسالہ ایسے ہی چلے گا جیسا دارالعلوم۔ماہنامہ اعلیٰ حضرت ان شاء اللہ خبرنامہ ہی ہوگا۔ابھی تو ہلا ل ہی ہے۔ایک دن آئے گا جب یہ ہلال بدرکامل ہوجائے گا۔اور یہ ہوکررہے گا"۔

(بحوالہ صدسالہ نمبر دوسری قسط ص ۱۵۶)

تدریسی ، خانقاہی اور دعوت و ارشاد کے اسفار کی ذمہ داریوں کے باوجود آپ مسلسل ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں قرآن وحدیث کی تفسیر وتشریح پر مشتمل عمدہ مضامین تحریر فرماتے۔

منظراسلام کی تعمیر وترقی میں ماہنامہ اعلی حضرت کا اہم کردار:۔

چونکہ آپ کا بنیادی نصب العین اعلیٰ حضرت کی علمی یادگار منظراسلام کے روشن وتابناک ماضی کی بحالی اوراس کی عظمت رفتہ کی بازیافت تھا۔اس لئے

ضرورت تھی کہ یادگار رضا کی بقا اور اس کی تعمیر و ترقی کے لئے ایک وسیع لائحہ عمل تیار کیا جائے اور اس کو عملی جامہ پہنانے اور اس خاکے میں رنگ بھرنے کے لئے چوطرفہ ایک عالمگیر یا کم از کم ملک گیر تحریک چلائی جائے چنانچہ اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے حضور مفسر اعظم ہند مدرسہ منظر اسلام کی تعمیر و ترقی کے لئے عملی طور پر کمر بستہ ہو کر سر فروشانہ طریقہ سے میدان عمل میں کود پڑتے ہیں۔ خود ہی صدر مدرس ہیں، خود ہی مہتمم، خود ہی محصل ہیں، خود ہی مبلغ، خود ہی مدیر ہیں اور خود ہی منتظم۔

کبھی درسگاہ میں علم وفن کے موتی لٹا رہے ہیں تو کبھی میدان مناظرہ میں رازی و غزالی کے جلوے، علالت کے باوجود کبھی تو دور دراز کے دورے فرما رہے ہیں تو کبھی پوری رات منظر اسلام کی آبیاری، غرض کہ ایک جذبہ ہے۔ ایک عزم ہے، منظر اسلام کو اوج ثریا پر پہنچانا ہے، اعلی حضرت کی امانت کو بچانا ہے۔ اس کے لئے تن من دھن کی بازی لگائے ہوئے ہیں اور اس میدان میں جب اس بات کا احساس ہوا کہ کسی بھی تحریک کی کامیابی کے لیے لٹریچر کا ہونا بہت ضروری ہے۔ قلم کی طاقت وہ طاقت ہے جس نے حکومتوں کی بساطوں کو راتوں رات الٹ کر رکھ دیا، تحریر کی اثر انگیزی نے دیکھتے ہی دیکھتے قلوب واذہان کو مسخر کر لیا تو آپ نے انتہائی کس مپرسی کی حالت میں عقائد اہل سنت کے تحفظ، مسلک اعلی حضرت کی ترویج و اشاعت اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کی تعمیر و ترقی کے لئے اس

ماہنامہ کوعروج تک پہنچانے کے لئے بے پناہ جدوجہد بھی کی اور قربانیاں بھی پیش فرمائیں۔اس کے ذریعہ آپ نے منظر اسلام کوخوب خوب استحکام بخشا۔

منظراسلام کی تعمیروترقی کے لیےاپلیں، ماہنامہ اعلیحضرت کے پلیٹ فارم سے:

ماہنامہ کے قیام کے بعد منظر اسلام کے توسیعی خاکہ میں رنگ بھرنا کافی آسان ہوگیا۔اس میں کافی تیزی آگئی چنانچہ حضور مفسر اعظم ہند کے زمانے میں جہاں ایک طرف باقاعدہ منظر اسلام کی تعمیر وترقی پر مشتمل سالانہ رپورٹ، رمضان،عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے موقعوں پر زکوۃ،صدقات اور چرم قربانی کی اپیل جاری کی جاتی تو وہیں دوسری طرف چندہ دہندگان کی فہرست اور دارالعلوم کے احوال وکوائف کے نام سے روداد چمن بھی ہوتی اور آمدوخرچ کا گوشوارہ بھی۔ رسالہ اور دارالعلوم کے تعاون کے لئے ماہنامہ اعلی حضرت کی دردمندانہ یہ اپیل تو ذرا دیکھیں کہ جس میں حضرت مفسر اعظم ہند نے مرکز اہلسنت ،خانقاہ رضویہ اور منظر اسلام کے تعلق سے اپنے جذبہ،لگن،تڑپ،ایثار،قربانی اور مرکز کے لئے مالی قربانی کے ساتھ صحت وتوانی کی قربانی تک دینے کی ایک ایسی جامع روداد بیان فرمائی ہے جسے آپ کی دینی ومسلکی خدمات کامکمل آئینہ قرار دیا جاسکتا ہے۔اس اپیل کوذراغور سے ملاحظہ فرمائیں:

"یہ آپ کوکرنا ہے" مگر کر نہیں رہے۔اس رسالے کی اشاعت میں توسیع کرنا ہے۔علاوہ ازیں اپنا رسالہ دوسروں کو پڑھنے کے لیے دینا ہے، اپنے

اور بچوں کو زور دے کر پڑھوانا ہے، اس کے مضامین سنانا ہے۔ خصوصاً ائمہ مساجد کو یہ فرض ادا کرنا ہے۔ جہاں لوگ عادتاً نشست رکھتے ہیں وہاں اس کے سنانے کے لئے وقت مقرر کرنا ہے اور سنانا ہے۔ تبلیغ کے خیال سے اسے ہر اس جگہ پہنچانا ہے جہاں شیخ نجدی کا اڈا ہے یا اس کا گزر ہے یا اس کا اثر پڑ رہا ہے۔ دار العلوم اس رسالہ کا مالی بار برداشت کر رہا ہے جو مارچ و اپریل ۱۹۶۲ء کے ماہ کا کم و بیش ۵۵۰/ روپے ہے۔ اس لئے دار العلوم کی مالی امداد کرنا ہے۔ مستقل، مسلسل۔ فطرہ، زکاۃ، پوست قربانی، زائد سے زائد دار العلوم کو دینا ہے۔ دوسروں سے لینا ہے۔ غلہ کی زکاۃ سے زائد سے زائد دار العلوم کی اعانت کرنا ہے۔ رسیدات ایک روپیہ، آٹھ آنے، چار آنے، دو آنے والی تیار ہو چکی ہیں۔ ان رسیدات کو طلب کریں، اور لوگوں سے حسب حیثیت لے کر رسید دیں اور دار العلوم کو روانہ کریں یہ آپ کو کرنا ہے۔ یہاں علم و عمل، معرفت و اخلاص و نعت نبی کی شیریں کھجوریں اور دشمنان رسول کے لئے پتوں کی نوک پر نوکیلے کانٹے سب کچھ موجود ہے۔ مگر نہیں ہے مال دنیا اور نہ آپ کا وہ تعاون جس کی ضرورت ہے۔ اگر تمام قارئین رسالہ حمیت سے کام لیں اور ماہانہ ۸/۴ کے ٹکٹ روانہ کرتے رہیں تو بھی ایک کثیر رقم ماہانہ جمع ہو سکتی ہے اور یہ پریشانیاں دور ہو سکتی ہیں۔ یہ وقت پوست چرم قربانی کی قیمت روانہ کرنے کا ہے زائد سے زائد سعی کریں یہ آپ کو کرنا ہے۔ نہ کرنا افسوسناک اور شرمناک ہے "**ولینصرن اللہ من ینصرہ**"

(قرآن شریف) اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اللہ کی (اس کے دین کی) مدد کرے گا۔۔۔۔۔۔ان اپیلوں کو سنی ان سنی مت کردو۔اور انہیں ضائع نہ کرو۔بے عملی کو ترک کرد۔عمل کرو عمل! سعی کرو سعی! یہ کرنا ہے۔مگر کر نہیں رہے ہو! رسالہ کی اشاعت کو تین ہزار ماہانہ تک پہنچا دیجئے۔اگر صرف ایک خریدار ایک صاحب دیں تو یہ ہوسکتا ہے اور مدرسہ کی ماہانہ آمدنی کو تین ہزار ماہانہ تک پہنچا دیجیے۔یہ ہوسکتا ہے۔ اس طرح کہ ہر ایک خریدار اس وقت کہ ۱۵۰۰/ اشاعت ہے دو روپئے ماہانہ کی امداد کریں۔کوئی باہم۔جیسا چاہے کرے۔مگر ہماری طرف سے درخواست ہے کہ کم از کم ایک روپیہ ماہانہ کی امداد فرمائیں۔غور فرمایئے! ہمارے اخلاص و محنت پر،قرضۂ مہتمم ذمۂ مدرسہ ۲۳۷۰۵ رہے جو کب لینا ہے؟۔جب مدرسہ اس قابل ہو! وہ آج تک اس قابل نہ ہوا۔نہ بظاہر امید ہے۔لہذا امید وصول نہیں الاّ اس صورت میں کہ خدانہ کردہ کوئی سخت احتیاط ہو تو کچھ قدر قلیل لے لیا جائے۔(حضرت مفسر اعظم کا وہ قرضہ جو دار العلوم کے ذمہ تھا آپ کی آخری سانس تک مدرسہ کے ذمہ ہی باقی رہا کبھی ادا نہ ہوسکا۔بریلوی) اس طرف سے اہتمام۔درس،رسالہ کے مضامین سب بلا معاوضہ ہو رہا ہے۔اگر اس سب کا معاوضہ لیا جاتا تو خانقاہ سے لے کر یہ سب خدمات ڈھائی تین سو روپے ماہوار میں انجام پاتیں۔مگر باوجود ان خدمات بلا معاوضہ کے پھر بھی ضرورت پڑنے پر اپنا پیسہ بھی بے دریغ خرچ ہوتا رہا ہے۔اور اتنی مشکلات و

پریشانیاں اس سلسلے میں برداشت کی گئی ہیں جو علالت و مرض الموت کا باعث بن گئی ہیں۔

(ماہنامہ اعلیٰ حضرت شمارہ جون ۱۹۶۲ء ص ۱۳،۱۴)

یہ وہ دردمندانہ اپیل ہے جو ذرا سی بھی دینی حمیت رکھنے والے کی رگ حمیت پھڑکا دینے کے لیے کافی ہے۔ جس میں ایک طرف رسالہ کا درد ہے تو دوسری طرف دار العلوم منظر اسلام کی تعمیر و ترقی کی تڑپ، اپنا ایثار بھی ہے تو دوسروں سے ایثار کی درخواست بھی۔

اسی اپیل کے ساتھ حضور مفسر اعظم ہند نے ہر شمارے کے ساتھ ایک روپیہ آٹھ آنے چار آنے اور دو آنے کی رسیدیں منسلک کر کے بھیجنے کا بھی انتظام کیا تھا۔ اس وقت جو رسیدیں راقم کو ملیں ان میں مندرجہ ذیل یہ مضمون اور چندہ دہندگان کی طرف سے یہ عہد تھا کہ:

"رسید دار العلوم منظر اسلام محلّہ سوداگران بریلی شریف۔ دینی خدمات، درس قرآن و حدیث اور ماہنامہ اعلیحضرت کی مالی اعانت کے لیے، خصوصی تعمیر وغیرہ کے لیے۔ سالانہ، ماہانہ یا جیسا موقع ہو، اکثر مدد کرتا رہوں گا"۔

(رسید منسلک ماہنامہ اعلیحضرت شمارہ جون ۱۹۶۲ء)

کوائف دار العلوم کے عنوان سے دار العلوم کی تعمیری پیش رفت کے سلسلے میں یہ صراحت ملتی ہے:

دارالعلوم کی بعض دوکانات جو بوسیدہ اور پرانی ہوکر گر چکی تھیں اب ان کی تعمیر ہو رہی ہے۔ اگرچہ یہ کام بہت بڑا ہے مگر تھوڑا تھوڑا اور ضروری ضروری۔ الاہم فالاھم کے اصول پر آہستہ آہستہ ہو رہا ہے۔ گزشتہ سال ایک مکان بن کر تیار ہوا اور اس سال یہ دوکان تعمیر ہو رہی ہے۔ دوکانات تعمیر ہونا اشد ضروری ہے اور ایک مکان کی خریداری اشد ضروری ہے۔ کتابوں کا بھی آرڈر گیا ہے۔ ۶۰۰/روپئے کی کتابیں فورا خریدی جارہی ہیں جبکہ شدید حاجت ۱۰۰۰/روپئے کی کتابوں کی تھی۔

(ماہنامہ اعلیحضرت شمارہ جون ۱۹۶۲ء:ص ۳۰)

"دارالعلوم کی تعمیر ہو رہی ہے" کے عنوان سے یہ اپیل بھی پڑھے جانے کے لائق ہے۔

"یہ تعمیر کا سلسلہ، دوکانات، مکانات اور اصل دارالعلوم کی عمارت کی تعمیر سے شروع ہو رہا ہے۔ کام جاری ہے لہذا اہل الخیر اور ناظرین رسالہ سے گذارش ہے کہ وہ رسیدات چاک کر کے دارالعلوم کے دفتر میں روانہ فرمادیں مع اس رقم کے جو رسید کے متعلق ہو اور اس کے لیے خود عنایت فرمائیں اور دوسروں کو توجہ دلائیں۔ دارالعلوم کو مالی مشکلات کا سامنا ہے اور یہ اس لئے کہ اس کو بعض صاحبان کی مخالفانہ اور معاندانہ سرگرمیوں سے مستقل تکلیف ہے۔ چنانچہ اس وقت پوست قربانی میں دارالعلوم کو ایک پوست بالتقابل دس کے مل سکی ہے اور باوجود ان عظیم مصیبتوں کے اعلیحضرت کا دارالعلوم اہل باطل دیوبندیوں اور

وہابیوں کے مقابل سینہ تانے ہوئے آگے ہی بڑھ رہا ہے اگر چہ اس کی پیٹھ میں اور بغل میں خنجر بھونکا جارہا ہے۔ فقیر ابراہیم رضا خان عفی عنہ

(ماہنامہ اعلیٰ حضرت شمارہ جون ۱۹۶۲ء، آخری صفحہ)

ان اپیلوں کو پڑھ کر ہر صاحب فکر و دانش بخوبی یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ نے مرکز اہلسنت کو استحکام بخشنے، خانقاہ رضویہ کو عروج تک پہنچانے، منظر اسلام کے تعلیمی اور تعمیری ڈھانچے کو طاقتور بنانے اور اس کے ترقیاتی خاکہ میں رنگ بھرنے میں کس قدر محنت، مشقت، جد و جہد اور کوشش کی ہے۔ آپ کی اسی مخلصانہ لگن کا نتیجہ تھا کہ اللہ رب العزت نے منظر اسلام کو اس کی عظمت رفتہ دوبارہ عطا فرمائی اور اعلیٰ حضرت کا یہ گلستانِ علم و فن پھر سے پر بہار ہو گیا۔

لسان رضا :۔ اعلیٰ حضرت نے آپ کو اپنی زبان فرمایا تھا۔ آپ کی زبان میں بہت تاثیر تھی۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ آپ کی دعاؤں کی مقبولیت کے کئی واقعات ملتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تقریروں، تحریروں اور تدریس سے مسلک و مرکز کو بہت فائدہ پہونچا۔ آپ کی کتابیں نہایت مفید اور عوام و خواص کے لئے دلچسپی سے پڑھے جانے کا باعث ہیں۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں شائع ہونے والے آپ کے مقالات میں جو علمی نکات ہیں وہ بلا شبہ پڑھے جانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ تقریبا ۱۵ر کتابیں آپ نے تصنیف فرمائیں۔ زیادہ تر چھوٹے چھوٹے رسائل کی صورت میں ہیں۔ کمیت کے بجائے آپ کیفیت پر نگاہ رکھتے تھے۔ آپ کے اکثر رسائل پر الحمد للہ! راقم کافی کام کر چکا ہے۔ ارادہ تھا کہ صد

سالہ عرس رضوی کے موقع سے منظر عام پر لائے جائیں۔ کمپوزنگ ہو چکی ہے۔ کوشش یہی ہے کہ اسی موقع پر آجائیں۔ آپ کے جتنے مقالات ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں شائع ہوئے تھے ان میں اکثر کی راقم کمپوزنگ کرا چکا ہے۔ بہرکیف بات چل رہی تھی کہ آپ کی زبان میں بہت تاثیر تھی اور اس کی وجہ اعلیٰ حضرت کا وہ جملہ ہے جسے مفتی رفیق احمد صاحب عباسی امروہی ثم دہلوی نے بیان فرمایا جو ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں شائع ہو چکا ہے۔ اس پر جو سرخی ہے وہ یوں ہے ''اعلیٰ حضرت کی پیش گوئی''۔ ''از: رفیق احمد صاحب عباسی (من) مفتیان امروہوی ثم الدہلوی''

اس سرخی کے ساتھ ان کا جو آنکھوں دیکھا واقعہ ہے وہ مندرجہ ذیل ہے:

''ایک مرتبہ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ موقع دستار بندی کے جلسہ کا تھا مدرسہ منظر اسلام کے۔ اور میں اعلیٰ حضرت کے دسترخوان پہ حاضر تھا۔ یہ مری قسمت تھی کہ اعلیٰ حضرت نے مجھے ہمراہ کھانا کھلایا۔ اور بہت سے علما موجود تھے۔ حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں صاحب جیلانی میاں مکان سے باہر تشریف لے آئے۔ یہ ان کے بچپن کا زمانہ تھا۔ میں وہیں اعلیٰ حضرت کے دسترخوان پر سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ جس وقت جیلانی میاں صاحب آپ کے قریب آئے تو (اعلیٰ حضرت نے) اپنا دست مبارک ان کے سر پر رکھ کر فرمایا کہ ''یہ ثانی احمد رضا ہے''۔ خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہی خوبیاں آج نمایاں ہیں۔ آثار دعائیہ یاد کیجئے۔

یہ دعا ہے ۔یہ دعا ہے۔یہ دعا!
تیرا اور میرا خدا۔(اے) احمد رضا!

تیری نسل پاک سے پیدا کرے
کوئی تجھ سا دوسرا احمد رضا

(ماہنامہ اعلیٰ حضرت دسمبر ۱۹۶۲ء صفحہ ۱۲)

ایک ضروری وضاحت:۔ مذکورہ بالا رباعی کی کتابت وتحریر میں تحریف کرتے ہوئے وہابیہ ودیابنہ خبثاء نے صرف پہلا شعر نقل کیا اور ''تیرا اور میرا خدا'' کے بعد ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں جو ڈیش (۔) لگا ہوا تھا وہ اڑا دیا اور مفہوم یہ گڑھا کہ بریلوی لوگ احمد رضا کو (معاذ اللہ) خدا کہتے ہیں۔ حالانکہ ان خبیثوں کو بہ خوبی یہ معلوم ہے کہ رباعی کا پورا مفہوم چاروں مصرعوں سے مل کر پورا ہوتا ہے۔ نیز جو ڈیش لگایا گیا تھا وہ بھی ''تیرا اور میرا خدا'' والے جملے کو ''احمد رضا'' والے جملے سے منفصل کرنے کے لئے تھا۔ اس دعائیہ رباعی کا مفہوم یہ ہے کہ: ''شاعر اپنی تمنا کو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعائیہ انداز میں پیش کرتے ہوئے عرض کر رہا ہے کہ اے امام احمد رضا! آپ کا اور میرا خدائے ذوالجلال آپ کی نسل سے آپ ہی کے مثل کوئی دوسرا احمد رضا پیدا کر دے۔ یہی ہماری ہر وقت کی دعا ہے''۔

وصال:۔ اپنے علم وفن کی خوشبو بکھیرتا رضا کا یہ شگفتہ پھول مؤرخہ ۱۱ر صفر المظفر ۱۳۸۵ھ ر مطابق ۱۲ر جون ۱۹۶۵ء بروز ہفتہ بعد نماز فجر (جبکہ آپ فجر کی نماز ادا کر چکے تھے اور اوراد وظائف میں مصروف تھے) تقریبا سات بجے اپنے لبہائے مبارکہ پر تبسم سجائے اس دنیا سے روپوش ہو گیا مگر ان کے علم وفن، ان کے ذریعہ

مذہب ومسلک، دین وسنیت اور مرکز وملت کی ناقابل فراموش خدمات کی خوشبو سے آج بھی اہل سنت کے عوام و خواص اپنے قلوب و اذہان معطر کررہے ہیں۔مورخہ ۱۲ر صفر المظفر مطابق ۱۳ر جون بروز اتوار تقریبا ۸ر بجے صبح آپ کی نماز جنازہ اسلامیہ انٹر کالج بریلی کے میدان میں ہوئی۔تقریبا ساڑھے نو بجے صبح کوسیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کی مشرقی جانب آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

اولاد:۔اللہ رب العزت نے آپ کو پانچ شہزادوں اور تین شہزادیوں کی نعمت سے نوازا تھا۔شہزادگان کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ریحان ملت حضرت علامہ ریحان رضا خاں علیہ الرحمہ۔

(۲) مولانا محمد تنویر رضا خاں صاحب قبلہ (آپ ۷۰ر کی دہائی میں مفقود الخبر ہوگئے۔آج تک آپ کا کہیں پتہ ونشان نہ لگ پایا۔آپ پر جذب وتصوف کی کیفیت طاری رہتی تھی۔آپ کا ابھی عقد نکاح بھی نہ ہوا تھا۔

(۳) تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ۔

(۴) قمر ملت حضرت علامہ محمد قمر رضا خاں علیہ الرحمہ

(۵) نبیرۂ اعلیٰ حضرت پیر طریقت حضرت علامہ محمد منان رضا خاں منانی میاں صاحب مدظلہ۔

آپ کے شہزادوں میں سے اس وقت صرف حضرت منانی میاں صاحب قبلہ

مدظلہ باحیات ہیں۔ نیز تینوں شہزادیوں کا بھی وصال ہو چکا ہے۔

تصانیف: آپ نے اپنے بعد مندرجہ ذیل تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔

(۱) ترجمہ تحفۂ حنفیہ (۲) ترجمہ الدرر السنیہ (۳) نعمۃ اللہ (۴) رحمۃ اللہ (۵) ذکر اللہ (۶) حجۃ اللہ (۷) فضائل درود شریف (۸) تفسیر سورۂ بلد (۹) تشریح قصیدۂ نعمانیہ (۱۰) زیارت قبور (۱۱) نور الصفاء (۱۲) تفسیر آیات متشابہات (۱۳) گلزار احادیث (۱۵) چہل حدیث۔

ان شاء اللہ آپ کی یہ تمام تصانیف مبارکہ راقم کی ترتیب جدید کے ساتھ بہت جلد منظر عام پر آئیں گی۔

تصنیف لطیف

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ حجۃ الاسلام،

مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں

عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ

مقدمۂ مصنف

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب محمد صل الله عليه و سلم ان جعلنا بمحض رحمته و كرمه في عباد محمد صلى الله عليه و سلم و الصلوٰة والسلام على نور محمد صلى الله عليه و سلم و على آل محمد واصحاب محمد و اولياء محمد وابدال محمد وعلماء ملة محمد وعباد محمد صلى الله عليه و سلم۔

امابعد!

یہ مختصر، فقیر نے تالیف کیا ''مشکوٰۃ المصابیح'' سے۔ یہ اظہار اس لیے کہ اس کا انکار نہ کرسکیں اور فقیر نے اس مختصر میں ان احادیث کا ذکر کیا جو کہ عقائد حقہ اہلسنت و جماعت کی تائید وتوثیق کرتی ہیں اور فضائل اعمال کی احادیث کی طرف زیادہ توجہ نہ کی کہ جب تک عقیدہ درست نہ ہو، اعمال بے حقیقت ہیں۔ پھر میں نے ذکر وشکر کا اہتمام کیا اور جہاں تک ہوسکا مضمون کو طول دینے سے اجتناب کیا ہے اور مناسب موقع ومحل بعض نکات قرآنی جو اس کے الفاظ سے محتمل ہیں ''درجۂ تاویل'' میں، فقیر نے ذکر کیے اور یہ میرے سینہ میں جوش زن تھے اور میں مسرور ہوں کہ میرے رب نے توفیق عطا فرمائی طباعت واشاعت کی کہ وہ نکات واسرار شائع نہ ہوتے اور میں انتقال کرتا تو مجھ کو خوف تھا کہ یہ میرے لئے باعث ہلاکت ہوتا اور یہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باعث مسرت ہوگا کہ سرکار دو

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ﴿تعریف وتوصیف اور فضائل ومناقب﴾ کے نئے نئے جواہر پارے ان کو دستیاب ہوئے۔"یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان"۔

﴿سورۂ رحمٰن۔آیت ۲۲رکوع ۱۱/پارہ ۲۷﴾

﴿ترجمہ: ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے۔ کنزالایمان﴾

﴿سبب تالیف﴾

یہ بحرین قرآن وحدیث کے گہر ولعل وجواہرِ زواہر جس ''غواص حبشی'' ﴿مفسر اعظم ہند﴾ نے پیش کیے ہیں اسے امید ہے کہ محبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبول ہوں گے اور ان کی چمک دمک سے اس کا سیاہ رنگ اور تیرہ بختی اور قبر کی تاریکی کافور ہوگی اور یہ ایک نمونہ ہیں اور بہت کچھ ابھی باقی ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ یہ برکات اولیائے کرام، یہ امانت میں ان کو پہنچا دوں جو اس کے اہل ہیں تاکہ ان کے قلوب وقبور ودین ودنیا روشن ہوں اور یہ فقیر ان کی خیر خواہی کا حق ادا کرسکے اور جو نااہل ہیں ان کے چہرے اور تاریک ہوں۔

''یوم تبیض وجوه وتسود وجوه"۔

(سورۂ آل عمران آیت ۱۰۶رکوع ۲/پارہ ۴)

﴿ترجمہ: جس دن کچھ منہ اونجالے (روشن) ہوں گے اور کچھ منہ کالے۔

﴿کنزالایمان﴾

مولی تعالی محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے قلوب میں جاگزیں فرمائے۔ آمین۔

﴿تاریخ تالیف﴾

اور لکھا میں نے اس کو کلکتہ میں ۵/ صفر المظفر ۱۳۷۳ھ اور ۶/ صفر میں دراں حالیکہ میرے پاس شروح وغیرہ نہ تھیں اور نہ کوئی اور کتاب اور جب آپ مطلع ہوں میری خطا پر تو میرے لئے استغفار کریں اور اطلاع دیں اور جب آپ متعجب ومتحیر ہوں اور کوئی چیز آپ پر اثر ڈالے اور آپ کو خوش کرے تو میرے لئے دعا فرمائیں اور دوسروں تک پہنچائیں۔

"وتعاونوا علی البر والتقوٰی"

﴿سورۂ مائدہ ا۔ آیت ۲/ رکوع ۵/ پارہ ۶﴾

﴿ترجمہ: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ کنزالایمان۔﴾

﴿فائدۂ تالیف﴾

اور جو، ان (۴۰) احادیث کو یاد کرے اور دوسروں کو سنائے یا لکھ کر دے یا کتاب دوسروں کو پہونچائے تو بے شک اس نے دین کی خدمت کی اور علم کو پھیلایا اور روز قیامت یہ شخص زمرۂ علما میں محشور ہوگا اور ثواب عظیم حاصل کرے گا اور اموات کو ایصال ثواب کے لئے ایسی کتابوں کا جیسی یہ ہے، طبع کرانا، تقسیم کرانا، کارِ عظیم ہے۔

اللهم تقبلنا في خدمة العلم والعلماء و صلى الله على النبي الامي و آله صلى الله عليه و سلم صلٰوة وسلاماً عليك يا رسول الله! صلٰوة مقبولة لك رضاء ولحقه اداء ولنا مغفرة وعطآء وللصدور شفآء و دوآء وللعيون ضيآء وللجنة بهآءً وللنار طفآءً۔

کتاب العلم

﴿امت تک چالیس حدیثیں پہونچانے کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ا۔﴾

عن ابی الدردآء قال: سئل رسول الله ﷺ ما حد العلم الذی اذا بلغه الرجل کان فقیها؟ فقال رسول الله ﷺ: من حفظ علی امتی اربعین حدیثا فی امر دینها بعثه الله فقیها وکنت له یوم القیامة شافعا و شهیداً۔

وعن ابی الدردآء رضی الله تعالیٰ عنه۔ کہا کہ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا ہے حد علم کی جب اسکو پہونچے تو اس کو فقیہ کہا جائے؟ تو ارشاد فرمایا:

جو حفظ کرے میری امت کے لئے چالیس حدیثیں (یعنی امت کو پہونچائے اور اس عمل کو جاری رکھے) اپنے دین کے امر میں تو اٹھائے گا اللہ تعالی

اس کو فقیہ بنا کر اور میں روز قیامت اس کا شفیع و گواہ ہوں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم صفحہ ۳۶/ شعب الایمان للبیھقی جلد دوم صفحہ ۲۷۰ حدیث نمبر ۱۷۲۶)

﴿عالم سب سے بڑا سخی﴾

﴿حدیث نمبر ۲۔﴾

و عن انس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ: هل تدرون من اجود جودا؟ قالوا: الله و رسوله اعلم ۔قال: الله تعالىٰ اجود جودا ثم انا اجود بنی اٰدم و اجودهم من بعدی رجل علم علما فنشره، یاتی یوم القیامة امیرا وحده او قال امة واحدة۔

وعن انس بن مالك رضى الله تعالى عنه۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

کیا جانتے ہو کہ سخاوت میں سب سے بڑھ کر کون ہے؟ اصحاب رضی اللہ تعالی عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔"الله ورسوله اعلم"۔

حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱) اللہ تعالی ہر سخی سے بڑھ کر سخی ہے۔

(۲) پھر میں

(۳) اور میرے بعد وہ شخص جس نے علم حاصل کیا اور اسے پھیلایا۔ آئے گا یہ شخص عالم روز قیامت جماعت کا واحد امیر بن کر۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم صفحہ ۳۷/شعب الایمان للبیھقی جلد دوم صفحہ ۲۸۱ حدیث نمبر ۱۷۶۷)

عابد و زاہد میں افضل کون؟

حدیث نمبر۳۔

وعنه (الحسن البصری) مرسلا قال: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رجلين كانا فی بنی اسرائيل احدهما كان عالما يصلی المكتوبة ثم يجلس فيعلم الناس الخير و الآخر يصوم النهار و يقوم الليل۔ ايهما افضل؟ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فضل هذا العالم الذی يصلی المكتوبة ثم يجلس فيعلم الناس الخير على العابد الذی يصوم النهار و يقوم الليل كفضلی علىٰ ادناكم ۔رواه الدارمی۔

عن الحسن البصری رضی الله تعالى عنه۔ سوال کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے، ”دو شخصوں کے بارے میں بنی اسرائیل کے۔ ایک عالم تھا کہ پڑھتا نمازِ فرض صرف۔ پھر بیٹھتا اور لوگوں کو تعلیم کرتا خیر کی۔ اور دوسرا عابد کہ روزہ رکھتا دن کو اور تہجد پڑھتا“ کہ ان میں افضل کون ہے؟ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

وہ عالم، عابد پر افضل ہے مثل میری فضیلت کے تم میں سے ادنیٰ پر۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم صفحہ ۳۶/ سنن دارمی جلد اول صفحہ ۱۰۹ حدیث نمبر ۳۴۰)

﴿عالم فقیہ اچھا ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۴۔﴾

وعن علی رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم: نعم الرجل الفقيه فی الدين ان احتيج اليه نفع و ان استغنی عنه اغنی نفسه۔ رواه رزين۔

وعن علی رضی الله تعالی عنه۔ وہ عالم فقیہ فی الدین اچھا ہے کہ اگر اس کی طرف حاجت لائی جائے نفع پہنچائے اور اگر اس سے لاپروائی کی جاتی ہے تو وہ بھی لاپرواہ ہو۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم صفحہ ۳۶/ حافظ جلیل امام رزین بن معاویہ عبدری متوفی ۵۲۰ نے اپنی کتاب ''التجرید فی الجمع بین الصحاح'' میں اس حدیث پاک کی تخریج فرمائی ہے۔)

﴿علم چھپانے والے کی سزا﴾

﴿حدیث نمبر ۵۔﴾

وعن ابی هريرة قال: قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم: من سئل عن علم علمه ثم كتمه الجم يوم القيامة بلجام من نار۔ (رواه احمد و ابوداؤد و الترمذی ورواه ابن ماجه عن انس)

و عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

(عالم) جو سوال کیا گیا کسی علم سے جسے وہ جانتا ہو پھر وہ اسے چھپالے تو ایسے عالم (سوء) کو روز قیامت لگام آگ کی لگائی جائے گی۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم صفحہ ۳۴، مسند امام احمد جلد دوم صفحہ ۲۶۳، سنن ابو داؤد جلد پانچ صفحہ ۶۷ حدیث نمبر ۳۶۵۸۔ سنن ترمذی جلد پانچ صفحہ ۲۹ حدیث نمبر ۲۶۴۹ [ابن ماجہ نے اسی حدیث کے ہم معنی روایت نقل کی] سنن ابن ماجہ جلد ا صفحہ ۹۶ حدیث نمبر ۲۶۱)

فوائد

☆ چالیس حدیثیں یاد کرنا امت کے فائدے کے لیے، پھر ان کو امت کو پہونچانا، خواہ لکھ کر، پڑھ کر، سنا کر یا لکھی ہوئی، چھپی ہوئی یہ احادیث اور ان کی مثل دوسروں کو ہدیہ کرنا، یہ علم کی ''حد ادنیٰ'' ہے کہ عالم وفقیہ کا ثواب پائے گا اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم شفیع وشہید ﴿گواہ﴾ ہوں گے۔

☆ ''الله و رسوله اعلم ''۔ ﴿ترجمہ﴾ ''اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں''، یہ بہت احادیث میں آیا ہے۔ '' وتبت الی الله ورسوله '' ﴿ترجمہ﴾ ''میں توبہ کرتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کی طرف''، اسی کی مثل ہے کہ متعدد احادیث میں موجود۔ گمراہ و بے دین جو اس کو منع کرتے ہیں، باطل پر ہیں۔

☆ ''عالم عابد پر افضل ہے''۔ ایک حدیث میں ہے ''ایک عالم شیطان پر بھاری

ہے ہزار عابد سے‘‘۔

﴿عن ابن عباس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد....مشکوٰۃ کتاب العلم ص: ۳۴۔ سنن ترمذی جلد ۵/ صفحہ ۴۶/ حدیث نمبر ۲۶۸۱﴾

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم صفحہ ۳۴/عن بن عباس، سنن ترمذی جلد ۵ صفحہ ۴۶۵ حدیث نمبر ۲۶۸۱۔ ابن ماجہ جلد ۱ صفحہ ۸۱ حدیث نمبر ۲۲۲)

’’اور تو‘ صبح کر اس حال میں کہ عالم ہو یا متعلم یا عالم کا خادم و مصاحب اور نہ ہو اس کے علاوہ کہ ہلاک ہو جائے گا‘‘۔﴿ اغد عالما او متعلما او مستمعا او محبا و لا تکن الخامس فتھلک۔ حلیۃ الاولیا لابی نعیم ج:۷ ص:۲۳۶۔ شعب الایمان للبیہقی ج: ۲/ صفحہ ۲۶۵﴾

☆’’علمائے سوء جو کتمان علم کرتے ہیں‘‘﴿اس کے﴾معنی میں وسعت بھی ہے اور چھپانا علم کا کنایہ ہے نعت ﴿تعریف و توصیف اور فضائل و مناقب﴾ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے چھپانے سے جو علمائے یہود و منافقین کا معمول ہے۔ یہود نے نعت ﴿تعریف و توصیف اور فضائل و مناقب﴾ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

چھپائی توریت میں اور ان منافقین وہابیہ نے نعت ﴿تعریف و توصیف اور فضائل ومناقب﴾ نبی چھپائی قرآن وحدیث میں۔

کتاب الایمان

﴿حدیث نمبر۶۔﴾

عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال: بینما نحن عند رسول الله ﷺ ذات یوم اذ طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب، شدید سواد الشعر، لایری علیه اثر السفر ولا یعرفه منا احد حتی جلس الی النبی ﷺ فاسندرکبتیه الی رکبتیه ووضع کفیه علی فخذیه وقال یا محمد؟ اخبرنی عن الاسلام! قال: الاسلام ان تشهد ان لا اله الا الله و ان محمدا رسول الله و تقیم الصلٰوة و تؤتی الزکوٰة و تصوم رمضان و تحج البیت ان استطعت الیه سبیلا۔ قال: صدقت۔ فعجبنا له یسأله و یصدقه۔ قال: فاخبرنی عن الایمان! قال: ان تؤمن بالله و ملٰئکته و کتبه و رسله و الیوم الاٰخر و تؤمن بالقدر خیره و شره۔ قال: صدقت۔

قال: فاخبرنی عن الاحسان! قال: ان تعبد الله کأنك تراه .فان لم یکن تراه فانه یراك۔ قال: فاخبرنی عن الساعة! قال: ماالمسئول عنها بأعلم من السائل۔ قال: فاخبرنی عن أما راتها۔ قال: ان تلد الامة ربتها و ان تری الحفاة، العراة، العالة رعاء الشاء یتطاولون فی البنیان۔ قال: ثم انطلق فلبثت ملیاً۔ ثم قال لی: یا عمر! اتدری من السائل؟ قلت الله و رسوله اعلم۔ قال: انه جبرئیل اتاکم یعلمکم دینکم۔ رواہ مسلم ۔

عن عمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه ۔ آپ نے کہا ہم لوگ حاضر خدمت نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تھے، یکا یک ایک شخص حاضر ہوئے جن کے کپڑے نہایت سفید، بال خوب سیاہ، سفر کی علامت ان پر نہ تھی، ہم ان سے ناواقف تھے۔ حضور کے نزدیک اس طرح بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں اور کہا یا محمد! (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) خبر دیجئے مجھے اسلام سے!

آپ نے فرمایا:

اسلام یہ ہے کہ تو یوں کہے "اشهد ان لا اله الا اللّٰه واشهد ان محمدا رسول الله"، نماز پڑھے، زکوۃ دے، رمضان کے روزے رکھے، حج بیت اللہ کرے اگر استطاعت ہو"۔

کہا:

سچ فرمایا آپ نے۔

ہم لوگوں کو تعجب ہوا کہ سوال کرتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں۔

پھر کہا:

ایمان کیا ہے؟

فرمایا آپ نے:

''ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور روز قیامت پر اور یہ کہ تو ایمان لائے تقدیر کے خیر و شر پر''۔

کہا:

سچ فرمایا آپ نے۔

پھر کہا:

احسان کیا ہے؟

فرمایا آپ نے:

''یہ کہ تو عبادت کرے اللہ کی اس طرح گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ پھر اگر تو اس کو نہیں دیکھ رہا ہے تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے''۔

پھر کہا:

خبر دیجئے مجھے قیامت سے! (یعنی وہ کب ہوگی؟)

فرمایا حضور نے:

''سائل کو معلوم ہے جتنا مسئول کو''۔

پھر کہا:

خبر دیجئے اس کی علامتوں سے!

آپ نے فرمایا:

''یہ کہ پیدا کرے گی باندی اپنے آقا کو اور دیکھو گے ان لوگوں کو جو ننگے پیر، ننگے بدن رہتے ہیں، دل کے مفلس ہیں، اونچے اونچے مکان بناتے ہیں کہ وہ بکریوں کے چرواہے بن گئے ہیں'' (یعنی حکومت کررہے ہیں)

پھر یہ شخص چلے گئے تو کچھ دیر بعد حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

اے عمر! کیا تم جانتے ہو یہ سوال کرنے والے کون تھے؟

میں نے عرض کی:

''اللہ ورسولہ اعلم''۔ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

''یہ جبریل علیہ السلام ہیں''۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان صفحہ ۱۱/ صحیح مسلم کتاب الایمان/ باب الایمان بالقدر جلد ۱ صفحہ ۳۶ حدیث نمبر ۱۔ سنن ابوداؤد جلد ۵ صفحہ ۶۹ حدیث نمبر ۴۶۹۵۔ ابن ماجہ جلد ۱۔ صفحہ ۳۴ حدیث نمبر ۶۳۔ مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۵۱)

﴿تین لوگوں کے لئے دوگنا اجر﴾

﴿حدیث نمبر ۷﴾

وعن ابی موسیٰ الاشعری رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ثلثة لهم اجران: رجل من اهل الكتاب اٰمن بنبيه و اٰمن بمحمد و العبد المملوك اذا ادى حق الله و حق مواليه ورجل كانت عنده امة يطأها فادبها فاحسن تاديبها و علمها فاحسن تعليمها ثم اعتقها فتزوجها فله اجران۔ متفق عليه۔

عن ابی موسیٰ الاشعری رضی الله تعالی عنه۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

"تین ہیں جن کے لیے دونا اجر ہے:

(۱) اہل الکتاب جو اپنے نبی پر ایمان لائے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر۔

(۲) اور عبد مملوک جب ادا کرے اللہ کا حق اور اپنے آقاؤں کا حق۔

(۳) اور وہ شخص کہ ہو اس کے پاس باندی موطوءَ۔ پھر اسے اس نے ادب دیا اور علم سکھایا، پھر اسے آزاد کردیا اور نکاح کرلیا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان صفحہ ۱۳/صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۹۰۔ حدیث نمبر ۹۷۔ صحیح مسلم کتاب الایمان جلد ۱/صفحہ ۱۳۴/حدیث نمبر ۲۴۱۔ ترمذی جلد ۳/صفحہ ۴۲۴ حدیث نمبر ۱۱۱۶۔ سنن دارمی جلد ۲/صفحہ ۲۰۶/حدیث نمبر ۲۲۴۴۔ مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۴۰۲)

﴿رسول سے صحابہ کی بیعت﴾

﴿حدیث نمبر ۸۔﴾

وعن عبادة بن الصامت قال: قال رسول الله ﷺ:۔ وحوله عصابة من اصحابه۔ بایعونی علی ان الا تشرکوا بالله شیئا و لا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تأتوا ببهتان تفترونه بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصوا فی معروف فمن وفی منکم فاجره علی الله ومن اصاب من ذالك شیئا فعوقب به فی الدنیا فهو کفارة له ومن اصاب من ذالك شیئا ثم ستره الله علیه فهو الی الله۔ ان شاء عفا عنه و ان شاء عاقبه۔ فبایعناه علی ذالك۔

و عن عبادة بن الصامت رضی الله تعالی عنه۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے 'اور آپ کے گرد جماعت صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین حاضر تھی: مجھ سے بیعت کرو، یہ ﴿ان باتوں پر﴾ کہ اللہ کا شریک نہ بناؤ گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، اولاد کو قتل نہ کرو گے، بہتان نہ اٹھاؤ گے، نافرمانی نہ کرو گے اللہ کی خیر کے معاملے میں۔ پس جس نے پورا کیا عہد کو اس کا اجر اللہ کے ذمۂ کرم پر ہے اور جس نے اس میں سے کچھ کیا پھر اس کی سزا مل گئی اس کو دنیا میں تو یہ اس کے لیے کفارہ ہو گیا اور جس نے کچھ کیا پھر اسے اللہ تعالی نے چھپا لیا اب

چاہے اسے معاف فرمادے۔ چاہے سزادے۔

پھر ہم نے بیعت کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس چیز پر۔ (مذکورہ چیزوں پر)

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان صفحہ ۱۳/صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۶۴/حدیث نمبر ۱۸/صحیح مسلم جلد ۳ صفحہ ۱۳۲۱ حدیث نمبر ۴۱۔ ترمذی جلد ۴/صفحہ ۳۶/حدیث نمبر ۱۴۳۹۔ نسائی جلد ۷ صفحہ ۱۶۰/حدیث نمبر ۴۲۰۵۔ مسند احمد جلد ۵/صفحہ ۳۱۴)

جنت کی کنجی

حدیث نمبر ۹۔

> وعن وهب بن منبه قيل له: اليس لا اله الا الله مفتاح الجنة ؟ قال: بلٰى! ولٰكن ليس مفتاح الا وله اسنان فان جئت بمفتاح له اسنان فتح لك و الا لم يفتح لك۔ (رواه البخارى)

وعن وهب بن منبه رضى الله تعالىٰ عنه۔ حضرت وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ سوال کیا گیا آپ سے کیا "لا اله الا الله" جنت کی کنجی نہیں؟

کہا:

ہاں! مگر یہ کہ ہر کنجی کے لیے دندانے ضروری ہیں۔ پس اگر تو ایسی کنجی لایا جس میں دندانے ہیں، کھلے گا تیرے لیے۔ ورنہ نہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان صفحہ ۱۶۔ بخاری جلد ۳/صفحہ ۱۰۹)

فوائد

☆ حدیث عمر رضی اللہ تعالی عنہ میں "اللہ ورسولہ اعلم"

﴿ترجمہ: یعنی اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں﴾ قابل غور ہے! جس کو اس زمانے کے منافقین ﴿دیوبندی وہابی﴾ شرک و بدعت کہتے ہیں۔

☆ یہ حدیث ﴿حدیث جبرئیل﴾ بہت اہم ہے اور اس میں غیب کی خبریں ہیں۔ ''ننگے پاؤں، ننگے بدن والے بکریوں کے چرواہے ہو جائیں گے''، مراد اس سے مشرکین کی حکومت ہے اور اس قوم کی مفلسی سے اشارہ دل کے تنگ ہونے کی طرف ہے۔

☆ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اس سوال کے جواب میں کہ ''قیامت کب ہوگی؟''، حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: " ما المسئول عنها بأعلم من السائل " جس کے معنی یہ ہوئے کہ جتنا علم مجھے ہے اس معاملے میں، سائل کو ﴿بھی﴾ اتنا ہے، تو یہ اخفاء ﴿راز الٰہی چھپانے﴾ کے لئے فرمایا کہ بلا اجازت الٰہی ﴿قیامت کس سن میں ہوگی اس کا﴾ اظہار نہیں فرما سکتے۔ ﴿کیونکہ﴾

"لا یجلیها لوقتها الا هو"۔

(سورۃ الاعراف آیۃ ۱۸۷ رکوع ۱۳ پارہ ۹)

﴿ترجمہ:۔ اسے وہی اس کے وقت پر ظاہر کرے گا﴾

☆اورحدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ میں اختلاف لفظ کے ساتھ " فی خمس لا یعلمهن الا الله" ﴿کے تحت آیت کریمہ "ان الله عنده علم الساعة "۔ الآیة۔﴾

(سورۂ لقمان آیت ۳۴ پارہ ۲۱ رکوع ۱۳)

﴿بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم﴾ بھی ہے۔ پھر ایسے وقت جب حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم غیب کی خبر بتا رہے ہیں کہ علامات قیامت سے حکومت مشرکین ہے۔ اس آیت کریمہ کا تذکرہ، اس بات پر صاف واضح دلالت ہے کہ غیب کو ازخود صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ پانچ ہیں کہ نہیں جانتا ہے ان کو کوئی (یعنی از خود) مگر اللہ اور اس کی عطا سے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

"وما هو على الغيب بضنين"

(سورۂ تکویر آیت ۲۴ / رکوع ٦ پارہ ۳۰)

﴿ترجمہ﴾ اور یہ نبی غیب کی خبر بتانے میں بخیل نہیں۔

"فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضٰى من رسول"۔

(سورۂ جن آیت ۲٦، ۲۷ / رکوع ۱۲ / پارہ ۲۹)

﴿ترجمہ﴾ اللہ تعالی اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا مگر جس رسول سے راضی ہوا۔

"وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن اللّٰه يجتبى من رسله من يشآء"۔

(سورۂ آل عمران آیت ۱۷۰ / رکوع ۸ / پارہ ۴)

﴿ترجمہ﴾ اللہ کی یہ شان نہیں کہ اے لوگو! تم کو غیب کی اطلاع دے مگر یہ کہ اللہ تعالی چن لیتا ہے غیب کی خبر دینے کے لیے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے۔

☆ حدیث موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ میں ''دونا اجر و ثواب ہے اس عبد کے لئے جو اپنے آقاؤں کی بھی خدمت کرے اور ان کا حق ادا کرے اور اللہ تعالی کا بھی حق ادا کرے کہ اس کی عبادت کرے''۔ عبد جس طرح دنیاوی ہوتا ہے کہ دولت منداس کو خرید لیتا ہے اور عبد کا کفیل و آقا ہوتا ہے اور یہ شرک نہیں، اسی طرح ''عبد'' باعتبار روحانیت بھی ہوتا ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے برسر منبر فرمایا:

"کنت مع رسول الله صل الله عليه وسلم وكنت عبده و خادمه"۔

﴿ترجمہ﴾ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا رفیق اور ان کا عبد و خادم تھا۔

اور حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کو خرید کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ خدمت مبارک میں پیش فرماتے اور عرض کرتے ہیں ﴿جس کو﴾ مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ ﴿میں یوں نقل فرمایا گیا﴾

گفت ما دو بندگانِ کوئے تو

کردمش آزاد ہم بر روئے تو

﴿ترجمہ: حضرت ابو بکر نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا کہ اے آقا! ہم دونوں ہی

آپ کی بارگاہ کے غلام ہیں۔آپ کی رضا وخوشنودی ہی کے لئے میں نے انہیں (حضرت بلال کو) آزاد کردیا ہے۔﴾

تو اس حدیث میں کنایہ ہے کہ وہ عبد جو حق اللہ اور حق اپنے آقاؤں کا ادا کرے یعنی نماز وفرائض خداوندی ادا کرے اور اپنے آقا ومولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور اپنے بزرگوں، اولیائے کرام کے لیے ایصال ثواب کرے، دعائے خیر کرے۔

☆ اور حدیث عبادہ ابن صامت میں ''بیعت'' کا تذکرہ ہے اور بیعت کے معنیٰ ہیں: ''فروخت کرنا'' اور یہ بیع (بیچنا) ہے اپنے نفس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر۔یعنی حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی غلامی اختیار کرنا اور قرآن شاہد کہ:

﴿ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله ط﴾

(سورۂ فتح آیت ۱۰/رکوع ۹/ پارہ ۲۶)

﴿ترجمہ﴾ جو آپ سے بیعت کرر ہے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرر ہے ہیں۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی غلامی و بندگی اللہ تعالی کا غلام و بندہ ہونا ہے۔

"من يطع الرسول فقد اطاع الله"۔

(سورۂ نساء آیت ۸۰/رکوع ۸ پارہ ۵)

﴿ترجمہ:۔جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔﴾

کہئے اور تجدید ایمان کرتے رہئے۔

نحن عباد محمد صلى عليه وسلم۔

☆ حدیث وھب ابن منبہ میں ''جنت کی کنجی'' "لا الــہ الاالــلــہ" ہے، مگر وہ جو دندانہ دار ہو'' اور دندانہ دار سے اشارہ ''محمد رسول اللہ'' کی طرف ہے کہ اس کنجی کے دندانہ یہ ہیں:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک کا ''م، ح'' (یہ دونوں) "مــفـتـــاح" ﴿بمعنی کنجی و چابی﴾ کا حرف اول و آخر ہے اور نام پاک کا '' م، د'' (یہ دونوں) "مـقلاد" (کنجی) کا حرف اول وآخر ہے اور ''م، د'' بالکل بشکل کنجی کے ہے، جیسا کہ اس نقشہ سے ظاہر ہے۔

الله رب محمد صلی علیه وسلم

باب الکبائر والنفاق

﴿گناہِ کبیرہ کا بیان﴾

﴿حدیث نمبر ۱۰۔﴾

وعـن عبـد الـلـــه بـن عـمر و قـال: قـال رسول الـلـه صَلیَ اللہ علیہ وسلم: الـكـبـائـر، الاشـراك بـالـلـه و عقوق الوالدين وقتل النفس والـيـمين الغموس۔ رواه البخاری وفی رواية انس: و شهادة الزور بدل اليمين الغموس۔

وعن عبدالله بن عمرو۔ کہا: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

کبائر یہ ہیں:

(۱) اللہ کے ساتھ شریک کرنا۔

(۲)والدین کی نافرمانی کرنا۔

(۳)قتل کرنا

(۴)اور یمین غموس۔رواہ البخاری

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان باب الکبائر وعلامات النفاق صفحہ۱۷/بخاری

جلد۱۱/صفحہ۵۵۵/حدیث نمبر۶۶۷۵۔ترمذی بالفاظ متقاربہ۔نسائی جلد۷/صفحہ۸۹/حدیث نمبر۴۰۱۱۔

دارمی جلد۲/صفحہ۲۵۱/حدیث نمبر۲۳۶۰۔مسند احمد جلد۲/صفحہ۲۰۱)

وعن ابی ھریرۃ فرمایارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

بچوسات ہلاک کرنے والی چیزوں سے!

عرض کیا:

یارسول اللہ!وہ کیا ہیں؟

حضور نے فرمایا:

۱۔شرک ۔۲۔جادو۔۳۔قتل۔۴۔سود۔۵۔مال یتیم ۔۶۔اور منہ پھیرنا دشمن سے۔۷۔اورتہمت لگانا پارسا عورتوں کو۔

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان باب الکبائر وعلامات النفاق صفحہ۱۷/بخاری

جلد۵/صفحہ۳۹۳/حدیث نمبر۲۷۶۶۔مسلم جلد۱صفحہ۹۲/حدیث نمبر۸۹/سنن ابوداؤد جلد۳صفحہ۲۹۴/

حدیث نمبر۲۸۷۴۔نسائی جلد۶/صفحہ۲۵۷/حدیث نمبر۳۶۷۱)

حضرت معاذ کودس باتوں کی وصیت

حدیث نمبر۱۱۔

عـن مـعـاذ قـال: اوصانی رسول الله ﷺ بعشرکلمات۔ قال: لاتشرك بالله شيئا وان قتلت وحرقت ولا تعقن والديك وان امراك ان تـخـرج مـن اهـلـك ومالك ولا تتركن صلوٰة مكتوبة متعمدا فان من ترك صلوٰة مكتوبة متعمدا فقد برئت منه ذمة الـلـه و لا تشـربـن خـمـرا فـانـه رأس كل فـاحشة وايـاك و الـمـعـصية فـان بالمعصية حل سخط الله و اياك و الفرار من الـزحف و ان هـلـك الناس و اذا اصاب الناس موت وانك فيهم فـاثبـت وانـفـق على عيالك من طولك ولا ترفع عنهم عصاك ادبا واخفهم فی الله۔

وعـن مـعـاذ رضی الله تعالی عنه ۔ کہاوصیت کی ہے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس باتوں کی:

۱۔ شرک نہ کرا گر چہ تو جلا دیا جائے یا قتل کر دیا جائے۔

۲۔والدین کی نافرمانی نہ کراور اگر چہ وہ تجھ سے یہ کہیں کہ تو اپنے اہل سے اور مال سے نکل جا۔

۳۔اور ہرگز نہ چھوڑ نماز فرض کو قصداً کہ جس نے ایسا کیا اللہ اس کو امان دینے

سے بریٔ الذمہ ہے۔

۴۔اور ہرگز نہ پی شراب کو۔پس وہ جڑ ہے ہر فحش کی۔

۵۔اور بچ تو معصیت سے ﴿کہ﴾ پس بے شک نافرمانی سے غضب الٰہی ہے۔

۶۔اور بچ تو دشمن کو پیٹھ دینے سے اور اگرچہ ہلاک ہو جائیں لوگ۔

۷۔اور جب لوگ مرتے ہوں اور تو ان میں ہے تو ثابت قدم رہ۔

۸۔اور خرچ کر اپنے عیال پر اپنے مال سے۔

۹۔اور اپنا عصا ان سے نہ اٹھا ادب دینے کے لئے ﴿یعنی نصیحت کے لئے بوقت ضرورت مارنے اور زجر و توبیخ کرنے سے پرہیز نہ کر﴾

۱۰۔اور ان کو ڈرا اللہ تعالی کے معاملے میں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان باب الکبائر صفحہ ۱۸۔مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۳۸)

فوائد

☆ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ میں ''یمین غموس'' کا ذکر ہے اور دوسری حدیث میں ''شہادت زور'' (یعنی) جھوٹی گواہی ﴿ کا ذکر ہے ﴾

﴿یمین غموس کا مطلب ﴾ یعنی ایسی یمین ﴿قسم﴾ جو آگ میں غرق کر دینے والی ہے۔اگرچہ ظاہر معنی یہ ہیں ''جھوٹی قسم'' ﴿یعنی یمین غموس کا اگرچہ ظاہری اور اصطلاحی معنیٰ جھوٹی قسم ہے ﴾ لیکن حقیقت کو سمجھنے کے لئے اس آیۂ کریمہ پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

" واما ان كان من اصحٰب اليمين فسلام لك من اصحٰب اليمين"

(سورۂ واقعہ آیت ۹۰،۹۱/رکوع ۱۶ پارہ ۲۷)

﴿ترجمہ﴾ اگر مرنے والا اصحاب یمین سے ہے تو سلام ہے تیرے لئے اصحاب یمین کی طرف سے۔

یہ آیت صاف بتارہی ہے کہ صلوٰۃ وسلام پڑھنے والے اصحاب یمین ہیں اور یمین کے معنی قسم کے بھی ہیں اور قسم تاکید وتوثیق کے لیے ہوتی ہے اور قرآن مجید میں آیت میثاق۔" واذ اخذ الله ميثاق النبيين"۔﴿الآیۃ﴾

(سورۂ آل عمران آیت ۸۱/ پارہ ۳ رکوع ۱۷)

﴿اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا﴾ سے ظاہر کہ "ایمان على النبي صلى الله تعالى عليه و سلم" کی تاکید فرمائی ہے اور اس کا نام "میثاق" یعنی "عہد مؤکد" بیان فرمایا ہے۔تو یمین کے معنی ہوئے "وہ قسم جو ایمان و تعظیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے لی گئی ہے کہ اس عہد پر قائم رہیں گے"۔

اگر چہ معنی بہت وسیع ہیں مگر اختصار کے مدنظر ان دو پر اکتفا کرتا ہوں۔

تو "یمین" کنایہ ہے: "ایمان محمد رسول اللہ سے اور درود شریف پڑھنے سے اور آپ کی تعظیم وتوقیر ومحبت سے"۔

آیت کریمہ۔"ان الذين يشترون بعهد الله وايمانهم ثمنا قليلا۔

اولٰئك لا خلاق لهم في الآخرة"۔

(سورۂ آل عمران آیت ۷۷؍رکوع ۱۶؍ پارہ ۳)

﴿ترجمہ﴾ بے شک جو بدل رہے ہیں عہد خداوندی اور اپنی یمینوں کو دولت دنیاوی سے، ان کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔

اصحاب الیمین ہیں یعنی دہنی طرف والے ہیں، پھر اصحاب شمال میں ہو رہے ہیں۔ بائیں طرف والوں میں ہو رہے ہیں۔

اور یہ امانت رسول وترک درود سے۔

"وكانوا يصرون على الحنث العظيم"۔

(سورۂ واقعہ آیت ۴۶؍رکوع ۱۵؍ پارہ ۲۷)

﴿اوراس بڑے گناہ کی ہٹ (ضد) رکھتے تھے۔﴾ اور یہ اصحاب شمال اصرار کرتے تھے حنث عظیم پر۔

"حــنــث" (کا) معنی ''قسم توڑنا'' یعنی اپنی قسم ''تعظیم مصطفیٰ'' کی، توڑ رہے ہیں، تو یاد رکھیں حسب ذیل اموراوران کا تقابل خیال میں لائیں۔

۱۔اصحاب یمین۔درود شریف والے، دہنی طرف والے، پکی قسم والے۔

۲۔اصحاب شمال، تارک درود شریف، بائیں طرف والے، قسم توڑنے پر مصر۔

آیت کریمہ۔"ان الـذيـن يـكـتـمـون ما انزل الله من الكتٰب ويشتـرون بـه ثمنا قليلا اولٓئك ما ياكلون في بطونهم الا النار

ولا يكلمهم الله يوم القيامة ولا يزكيهم ولهم عذاب اليم ط اولٓئك الـذيـن اشتروا الضلالة بالهدى والعذاب بالمغفرة فما اصبرهم على النار"ط۔

(سورۂ بقرہ آیت۱۷۴؍رکوع ۵؍ پارہ۲)

﴿ترجمہ﴾ بے شک وہ لوگ جو چھپا رہے ہیں اس چیز کو جو خدائے تعالی نے اتاری کتاب سے (جو مشتمل ہے نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور وہ یہود ہیں) [اور یہ وہابی دیوبندی] اور خرید رہے ہیں اس کے عوض دولت دنیا (پس نہیں ظاہر کرتے نعت ﴿فضائل ومناقب﴾ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو) یہ لوگ نہیں کھا رہے ہیں اپنے شکموں میں مگر آگ کو اور نہ کلام فرمائے گا اللہ تعالی ان سے روز قیامت اور نہ پاک فرمائے گا ان کو گناہوں سے۔ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔یہ وہ لوگ ہیں کہ انھوں نے خرید لیا بدلے میں ہدایت کے (یعنی نعت نبی کے) گمراہی کو (نفاق کو) اور بدلے میں مغفرت (نعت نبی) کے عذاب کو (نفاق کو) کیسے سخت صابر ہیں آگ پر۔

تو منافقین (یعنی وہابی دیوبندی) جو بقسم بھی کہتے ہیں ''محمد رسول اللہ''۔

اللہ تعالیٰ ان کی تکذیب فرماتا ہے۔''اذا جآء ك المنافقون"۔(الآیة)

(سورۂ منافقون آیت ا؍رکوع ۱۳؍ پارہ ۲۸)

﴿ترجمہ﴾ جب حاضر خدمت ہوں منافق اور کہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے

شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔اور اللہ خوب جانتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔
اور اللہ تعالی گواہی دیتا ہے کہ بے شک منافق جھوٹے ہیں۔
اور ان کی گواہی جھوٹی گواہی،''شہادت زور''یعنی یہ قول ان کا محض زبانی اور دھوکہ دینے کے لئے ہے۔"یخٰدعون الله والذین اٰمنوا"

(سورۂ بقرہ آیت ۹ ررکوع ۲ ر پارہ ۱)

﴿ترجمہ:فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو۔کنزالایمان﴾ کہ دھوکہ دینا چاہتے ہیں اپنے اس زبانی دعوے سے اللہ کو اور مسلمانوں کو، کہ اگر دل سے محمد رسول اللہ کہا ہوتا تو تعظیم کرتے، درود پڑھتے اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں نہ کرتے۔

"واذا قیل لهم تعالوا الی ما انزل الله والی الرسول رأیت المنٰفقین یصدون عنك صدودا"۔

(سورۂ نساء آیت ۶۱ ررکوع ۶ ر پارہ ۵)

(ترجمہ) اور جب ان سے کہا جاتا ہے آؤ قرآن کی طرف (تو آتے ہیں) اور رسول کی طرف! تو دیکھے گا تُو منافقوں کو کہ رک جاتے ہیں تجھ سے رک جانا۔

تو منافق کے دل میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے رکاوٹ ہے۔

اب ان کی ﴿مندرجہ ذیل﴾ عبارتیں پڑھ لو!

☆''مر کر مٹی میں مل گئے''۔

☆ ''جس کا نام محمد ہے کسی چیز کا مختار نہیں''۔

☆ ''شیطان ان سے زیادہ عالم ہے''۔

☆ ''دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں''۔

☆ ''یارسول اللہ کہنا شرک''۔

☆ ''ان سے مدد مانگنا شرک''۔

☆ ''ان کا نام سن کر انگوٹھا چومنا منع''۔

☆ ''جیسا علم ان کو ہے ایسا ہر صبی و مجنون بلکہ جانوروں کو حاصل''۔

☆ ''میلاد شریف شرک''۔

☆ ''سلف صالحین مشرک''۔

حالانکہ یہ سب ﴿گستاخانہ عبارتیں اور اقوالِ خبیثہ﴾ لغو و بکواس ہیں۔

"الامن و العلیٰ"، "انباء المصطفیٰ"، "حسام الحرمین"، "برکات الامداد"، "الطیب الفاتحہ"، "خالص الاعتقاد"، ملاحظہ فرمایئے کہ باطل کا بطلان صاف ظاہر ہو جائے گا۔

☆ حدیث حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ میں ''نماز قصداً چھوڑنے سے آدمی امان الٰہی سے نکل جاتا ہے''، پھر دیکھ لو بے نمازیوں کی نحوست کے نتائج کہ مسلمانوں سے امن و امان اٹھتا جا رہا ہے۔ فرشتے پہرا دینے کے لئے اور حفاظت کے لئے مقرر ہیں اور ان کی بدلیاں ہوتی رہتی ہیں۔

"له معقبات من بين يديه ومن خلفه"۔

(سورۂ رعد آیت ۱۱/ پارہ ۱۳/ رکوع ۸)

﴿ترجمہ: آدمی کے لئے بدلی والے فرشتے ہیں اس کے آگے اور پیچھے۔ کنز الایمان﴾

اور جب بندہ ترک نماز اور دیگر گناہ کبیرہ کرتا ہے تو حفاظت نہیں کی جاتی۔ اب ہر طرف سے بلائیں اور مصیبتیں ٹوٹ پڑتی اور ہجوم کرتی ہیں۔ ایسے وقت:

☆ استغفار اور درود شریف کی کثرت اور تقوی کا عہد کرے۔

☆ اپنے اہل وعیال کی تادیب ﴿اور ان کو نصیحت﴾ کرتا رہے۔

☆ اور اپنا عصا ﴿اپنی ذمہ داری﴾ ان سے نہ اٹھائے۔ ﴿بلکہ انہیں زجر و توبیخ کرتا رہے﴾

☆ اور یہ تادیب اللہ و رسول کی اطاعت کے لئے رکھے۔

☆ "وأمر اهلك بالصلوٰة واصطبر عليها"۔

(سورۂ طٰہٰ آیت ۱۳۲/ پارہ ۱۶/ رکوع ۱۷۰)

﴿ترجمہ﴾ اپنے اہل وعیال کو نماز و درود کا حکم کرو اور خود اس پر قائم رہو۔

﴿ملاحظہ﴾

یہ بھی ہمیشہ یاد رہے کہ "صلوٰۃ" قرآن شریف میں بمعنی "نماز" اور بمعنی "درود" دونوں کے آیا ہے۔ تو اگر صراحتاً ایک معنی میں آیا، تو کنایتاً دوسری طرف بھی اشارہ فرماتا ہے۔ اور یہ دونوں، "اعمالِ خیر" ہیں اور افضل و محبوب اعمال

ہیں۔

آیت کریمہ:۔"ان الله و ملٓئکته یصلون علی النبي۔ یآ ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما"۔

(سورۂ احزاب آیت ۵۶ ررکوع ۴ر پارہ ۲۲)

﴿ترجمہ﴾ بے شک اللہ تعالی اور اس کے فرشتے درود بھیج رہے ہیں نبی پر۔ اے ایمان دارو! درود وسلام بھیجو نبی پر۔

تو "یصلون"، "صلوا" ظاہر کہ "صلوة" سے ﴿مشتق ہیں﴾ اور "الصلوٰۃ و السلام علیك یا رسول الله" میں "صلوة" موجود۔ تو یہ "صلوٰۃ" اللہ کے لیے بمعنی "نماز" اور نبی کے لیے بمعنی "درود" اور اس سے کمال عظمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار مقصود۔

کتاب الایمان

﴿باب الایمان بالقدر﴾

﴿تقدیر کی اہمیت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۲۔﴾

وعن ابن مسعود قال: حدثنا رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ وھو الصادق المصدوق۔ ان خلق احدکم یجمع فی بطن امه اربعین یوما نطفة ثم یکون علقة مثل ذالك ثم یکون مضغة مثل ذالك ثم یبعث الیه ملکا باربع کلمات فیکتب عمله

واجله ورزقه و شقی او سعید ثم ینفخ فیه الروح فو الذی لا الٰه غیره ان احدکم لیعمل بعمل اهل الجنة حتی مایکون بینه و بینها الا ذراع فیسبق علیه الکتاب فیعمل بعمل اهل النار فیدخلها وان احدکم لیعمل بعمل اهل النارحتی مایکون بینه و بینها الاذراع فیسبق علیه الکتاب فیعمل بعمل اهل الجنة فیدخلها (متفق علیه)

وعن ابن مسعود رضی الله تعالی عنه ۔ فرمایارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حدیث کا جزواول اختصاراً مذکور نہ کیا گیا) ﴿حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ ہم سے صادق ومصدوق آقا ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جب کسی کی پیدائش ہونا ہوتی ہے تو اس کی ماں کے شکم میں چالیس روز اسے نطفہ کی صورت میں جمع کیا جاتا ہے پھر چالیس روز ''مضغہ'' کی صورت میں پھر چالیس روز ''علقہ'' کی صورت میں پھر فرشتہ کو چار چیزیں لے کر بھیجا جاتا ہے تو وہ اس کا عمل، اس کی اجل، اس کا رزق اور یہ کہ وہ شقی ہوگا کہ سعید وہ فرشتہ یہ سب لکھتا ہے پھر اس میں جان ڈالتا ہے﴾ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تم میں سے ایک شخص عمل کرتا ہے اہل جنت کے عمل، یہاں تک کہ جنت صرف ہاتھ بھر رہ جاتی ہے۔ پھر سبقت کرتا ہے اس پر تقدیر کا نوشتہ تو عمل کرتا ہے دوزخیوں کے سے، یہاں تک کہ دوزخ میں داخل ہوجاتا ہے۔ "نعوذ بالله من النار"۔ اور ایک شخص تم میں سے عمل کرتا ہے ابتدآء دوزخیوں کے سے، یہاں تک کہ دوزخ ہاتھ

بھر رہ جاتی ہے، پھر تقدیر کا نوشتہ سبقت کرتا ہے تو عمل کرتا ہے جنتیوں کے، یہاں تک کہ داخل ہو جاتا ہے جنت میں۔" اللهم انا نسالك الجنه "۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الایمان بالقدر، صفحہ ۲۰۔ بخاری جلد ۶/صفحہ ۳۰۳ حدیث نمبر ۳۲۰۸۔ مسلم جلد ۴ صفحہ ۲۰۳۶/حدیث نمبر:۱۔ سنن ابوداؤد جلد ۵/صفحہ ۹۲/حدیث نمبر ۴۷۰۸۔ ترمذی جلد ۴ صفحہ ۳۸۸/حدیث نمبر ۲۱۳۷۔ سنن ابن ماجہ مقدمہ جلد ۱/صفحہ ۲۹/حدیث نمبر ۷۶)

اعتبار خاتمہ کا ہوتا ہے

حدیث نمبر ۱۳۔

وعن سهل بن سعد قال: قال رسول الله ﷺ :ان العبد ليعمل عمل اهل النار و انه من اهل الجنة ويعمل عمل اهل الجنة و انه من اهل النار و انما الاعمال بالخواتيم۔

عن سهل بن سعد ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

بیشک ایک بندہ عمل کرتا ہے اہل نار کے عمل اور وہ بے شک فی الحقیقت (علم الٰہی میں) اہل جنت سے ہے۔

اور عمل کرتا ہے ایک شخص اہل جنت کے عمل (اور وہ علم الٰہی میں) اہل نار سے ہے، اور اس کے سوا نہیں کہ آخری اعمال کا اعتبار رہے۔

﴿اعمال خیر کی توفیق﴾

﴿حدیث نمبر ۱۴۔﴾

وعـن مسـلـم بن يسار قال: سءل عـمـر بن الخطاب عن هذه الآية: "واذا اخذ ربك من بنى اٰدم من ظهورهم ذريتهم" ـالآية۔ قـال عـمـر: سـمـعت رسول الله صَلیَ اللہ علیہ وسلم يسأل عنها فقال: ان الله خـلـق اٰدم ثـم مسح ظهـره بيـمـيـنـه فاستخرج منه ذرية فقال: خـلـقـت هؤلآء للجنة وبعمل اهل الجنة يعملون۔ ثم مسح ظهره فاستخرج منه ذرية۔ فقال: خلقت هؤلآء للنار و بعمل اهل النار يـعـملون۔ فقال: رجل، ففيم العمل يا رسول الله؟ فقال رسول الله صَلیَ اللہ علیہ وسلم: ان الله اذا خلق العبد للجنة استعمله بعمل اهل الجنة حتـى يموت على عمل من اعمال اهل الجنة فيدخله به الجنة و اذا خـلـق الـعبد للنار استعمله بعمل اهل النار حتى يموت على عمل من اعمال اهل النار فيدخله به النار۔

(رواه مالك و الترمذى و ابوداؤد)

وعـن مسـلـم بـن يسـار رضى الله تعالى عنه (بحذف الحديث اختـــصـــارا) ﴿مسلم بن یسار سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب سے آیت کریمہ " و اذ اخـذ ربك مـن بـنـى آدم من ظهورهم ذريتهم"۔

الاٰیۃ ۔[ترجمہ: اور اے محبوب! یاد کرو جب تمہارے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی] کے بارے میں معلوم کیا گیا تب حضرت عمر نے بتایا کہ آقا ﷺ سے جب اس کے بارے میں معلوم کیا گیا تھا تو میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا فرما کر ان کی پشت پر اپنا دست قدرت اپنی شان کے لائق پھیرا تو اس سے ایک ذریت نکالی اور فرمایا کہ میں نے انہیں جنت کے لئے پیدا فرمایا جنتی اعمال کے ساتھ جو یہ کریں گے۔ پھر اپنی شان کے لائق دوبارہ دست قدرت پھیرا تو ایک اور ذریت کو ان کی پشت سے نکالا اور فرمایا کہ میں نے انہیں دوزخ کے لئے پیدا فرمایا دوزخی اعمال کے ساتھ جو یہ کریں گے تب ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ! پھر اعمال کا کیا کردار ہے؟ تب ﴿فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: بیشک جب اللہ تعالیٰ پیدا فرماتا ہے بندہ کو جنت کے لیے، عمل کراتا ہے اس سے اہل جنت کے عمل، یہاں تک کہ انتقال کرتا ہے انہی اعمال پر۔ پس داخل فرماتا ہے ان اعمال کے ساتھ اس کو جنت میں اور جب پیدا فرماتا ہے کسی کو نار کے لیے تو عمل کرنے دیتا ہے اسے دوزخیوں کے عمل، یہاں تک کہ مر جاتا ہے انہی اعمال پر۔ پس داخل فرماتا ہے اس کو ان اعمال سے دوزخ میں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان/ باب الایمان بالقدر صفحہ ۲۱۔ مؤطا امام مالک جلد ۲: کتاب القدر، ترمذی باب القدر، مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۴۴)

فوائد

☆ ''خواتیم اعمال''یعنی اعمال آخری کا اعتبار ہے۔تو ہر شخص اپنی عمر کو آخری عمر گمان کرے اور فوراً ہی نیک اعمال میں مصروف ہو اور اپنے نیک اعمال پر بھی مطمئن نہ ہو کہ خدانہ کردہ جس راہ پر وہ جارہا ہے اس سے بہک جائے اور بدعمل ہوجائے اور اعمال صالحہ انعام خداوندی ہیں اور انعام ان کوملتا ہے جو اپنے رب کو راضی کرتے ہیں اور یہ حسن عقیدہ اور درود شریف اور خشوع اور دعا سے ہوگا۔

☆اور حدیث سہل ابن سعد رضی اللہ تعالی عنہ۔اس کی مثال منافقین ہیں کہ حدیث شریف میں ہے:

''ایک قوم آخر زماں میں ہوگی،سر منڈائے گی اور پاجامہ اونچے پہنے گی،تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں سے حقیر سمجھوگے اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں سے حقیر سمجھوگے،پڑھیں گے قرآن کو اور وہ ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا،نکل جائیں گے دین سے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔الخ''

تو یہ عمل کررہے ہیں اہل جنت کے سے اور علم الٰہی میں یہ دوزخی ہیں۔" ان المنافقين فى الدرك الاسفل من النار"

(سورۂ نساء آیت ۱۴۵/رکوع ۱۷/پارہ ۵)

﴿ترجمہ﴾ منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہیں۔

دوسری مثال﴿یعنی بندہ اہل نار کے عمل کرتا ہے اور علم الٰہی میں وہ اہل جنت سے

ہے ﴿اس کی اہل سنت و جماعت کے مذنبین و گناہگار بندے ہیں جو عمل کر رہے ہیں دوزخیوں کے سے مگر بتقاضائے حدیث نبوی "شفاعتی لاھل الکبائر من امتی "۔سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے اپنے حسن عقیدہ کی برکت سے جنت میں جائیں گے، ایمان پر مرنا شرط ہے۔

☆ جو لوگ بداعمالیاں کر رہے ہیں، توبہ کریں، حسن عمل کریں، نماز و روزہ حج و زکوۃ کے پابند ہوں، بکثرت درود پڑھیں کہ خدانخواستہ سلب ایمان کا اندیشہ ہے۔تمہارا عقیدہ اچھا ہے، عمل بھی اچھے کرو۔منافق کا عقیدہ برا ہے، عمل کی خوبی سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔"والذین کفروا اعمالھم کسراب"۔

(سورۂ نور آیت ۳۹ / رکوع ۱۱ / پارہ ۱۸)

﴿ترجمہ﴾ اور جو کافر ونا شکرے ہوئے ان کے عمل سراب کی مانند کہ دھوپ میں چمکتا ہوا ریت، پیاسا اس کو گمان کر رہا ہے پانی، یہاں تک کہ جب آیا اس کے پاس، اسے کچھ بھی نہ پایا اور پایا اللہ کو اپنے نزدیک۔تو اس کا حساب پورا کر دیا۔

تو یہ منافق اپنے اعمال پر بہت خوش ہو رہے ہیں، دھوپ میں ریت چمک رہا ہے، اسے پانی سمجھ رہے ہیں، اپنے اس عمل خیر کے سراب کی طرف آ رہے ہیں، جب وہاں پہنچے تو دھوکہ اور فریبِ نظر تھا۔

انہیں جانا کہاں چاہیے تھا؟ یہ قرآن کریم سے پوچھو!

"ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جآء وك فاستغفروا الله واستغفر

لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما"۔

(سورۂ نساء آیت ۶۴/رکوع ۶/پارہ ۵)

﴿ترجمہ﴾ اور جب انہوں نے ظلم کیا ہوتا اپنی جانوں پر تو تیرے پاس آتے ہوتے پھر معافی چاہتے اللہ سے اور رسول بھی سفارش کرتے تو پاتے اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا، رحمت والا۔

اب یہاں دونوں آیتوں کا تقابل کرو۔

☆ وہاں اعمال حسنہ کیے!

☆ یہاں گناہ کیے!

☆ وہاں "جآءہٗ" اپنے حسن عمل کے پاس گئے جسے وسیلہ سمجھ رہے ہیں۔

☆ اور یہاں "جآء وك" تیری خدمت میں حاضر ہوتے تجھے، وسیلہ بناتے۔

☆ وہاں "وجد الله عنده"۔ اللہ کو اپنے نزدیک پایا مگر قہار۔

☆ یہاں "لوجدوا الله توابا رحیما"۔ البتہ پاتے اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا رحیم۔

اب ہر ایک کو الگ الگ پڑھیے، مگر تقابل کا خیال رہے:

(۱) اعمال حسنہ کیے، انہیں پر بھروسا کیا، ان اعمال کے پاس گئے، اللہ کو پایا "قہار و جبار"۔

(۲) گناہ کیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہو گئے، اللہ کو پایا "تواب و رحیم"۔

﴿کتاب الایمان﴾

باب اثبات عذاب القبر

﴿حدیث نمبر ۱۵۔﴾

وعن اسما بنت ابی بکر قال: قام رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم خطبنا فذکر فتنة القبر التی یفتن فیها المرء۔ فلما ذکر ذالك ضج المسلمون ضجة۔ رواه البخاری هکذاوزاد النسائی: حالت بینی وبین ان افهم کلام رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فلما سکنت ضجتهم قلت لرجل قریب منی: ای بارك الله فیك ماذا قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فی اٰخر قوله؟ قال: قال: قد اوحی الی انکم تفتنون فی القبور قریبا من فتنة الدجال۔

وعن اسماء بنت ابی بکر رضی الله تعالی عنهما۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا۔ پس ذکر فرمایا فتنہ قبر کا کہ فتنہ میں ڈالا جائے گا انسان قبر میں پھر جب آپ نے یہ ذکر فرمایا تو اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین روئے اور آواز رونے کی بلند ہوئی۔ یہاں تک کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس درمیان کا کلام نہ سن سکی۔ پھر جب سکون ہوا تو میں نے قریب والے شخص سے پوچھا:

کیا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری ارشاد؟

کہا:

فرمایا آپ نے:

’’تحقیق وحی کی گئی ہے میری طرف کہ بے شک تم (اے سامعین) فتنے میں ڈالے جاؤ گے قریب فتنۂ دجال کے‘‘۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب اثبات عذاب القبر صفحہ۲۶۔ بخاری جلد۳ صفحہ۱۳۷۳۔ نسائی جلد۴ صفحہ۱۰۳/حدیث نمبر۲۰۶۲)

کافر کا عذاب قبر

حدیث نمبر۱۶۔

وعن ابی سعید قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: لیسلط علی الکافر فی قبره تسعة و تسعون تنیناً تنهسه و تلدغه حتی یقوم الساعة لو ان تنینا منها نفخ بالارض ما انبتت خضرا۔(رواه الدارمی و روی الترمذی نحنه وقال سبعون بدل تسعة وتسعون)

و عن ابی سعید رضی الله تعالی عنه ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

کافر پر اس کی قبر میں مسلط کیئے جائیں گے ننانوے (۹۹) عظیم الجثہ زہریلے

سانپ۔، برابر ڈستے رہیں گے قیامت تک، اگر ایک سانپ بھی ان میں کا زمین پر پھونک مارے تو زمین سبزہ نہ اگائے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب اثبات عذاب القبر صفحہ ۲۶۔ سنن دارمی جلد ۲ صفحہ ۴۲۶/ حدیث نمبر ۲۸۱۵۔ مسند احمد جلد ۳/ صفحہ ۲۸۔ ترمذی (ہم معنی حدیث) جلد ۴ صفحہ ۱۵۵/ حدیث نمبر ۲۴۶۰)

فوائد

☆ حدیث اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ”تم فتنے میں ڈالے جاؤ گے قریب فتنۂ دجال کے“ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد غالبا پورا ہو گیا، کہ ان کے مقابر یک چشم، نجدیت نے منہدم کیے اور بے حرمتی کی، جائے بول و براز بنائے، حجاج سے اس کی تصدیق ہو سکتی ہے مگر وہ جو منافق نہ ہو، حالانکہ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو جو قبر سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، منع فرمایا کہ صاحب قبر کو ایذا نہ دے۔

﴿کتاب الایمان﴾

باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ

﴿بہترین کلام، کلام اللہ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۔﴾

وعن جابر رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اما بعد! فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد و شر الامور محدثاتها وكل بدعة ضلالة۔ (رواه مسلم)

عن جابر رضی اللہ تعالی عنہ ۔فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

بہترین کلام کتاب اللہ اور بہترین ہدایت، ہدایت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اور بدترین امور نئی باتیں ہیں۔اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتٰب والسنۃ صفحہ ۲۷۔صحیح مسلم جلد۷ /کتاب الجمعۃ باب تخفیف الصلوٰۃ والخطبۃ حدیث نمبر۴۳ مطبوعہ بیت الافکار الدولیۃ ریاض)

نبی رحمت

حدیث نمبر۱۸۔

وعن ابی موسیٰ قال: قال رسول الله ﷺ: مثل ما بعثنی الله به من الهدی والعلم كمثل الغيث الكثير اصاب ارضا فكانت منها طائفة طيبة قبلت الماء فانبتت الكلأ و العشب الكثير وكانت منها اجادب امسكت الماء فنفع الله بها الناس فشربوا و سقوا وزرعوا و اصاب منها طائفة اخری انما هی قيعان لا تمسك ماء ولا تنبت كلأ فذالك مثل من فقه فی دين الله و نفعه بما بعثنی الله به فعلم وعلّم و مثل من لم يرفع بذالك رأسا يقبل هدی الله الذی ارسلت به۔ (متفق عليه)

وعن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالی عنہ ۔فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے:

میری اور اس علم و ہدایت کی مثال جس کے ساتھ میں بھیجا گیا، ابر رحمت کی طرح ہے جو زمین پر برسا، تو جو اچھی زمین تھی اس نے سبزہ اگایا اور کچھ زمین میں جذب ہو گیا اور گڈھوں میں ٹھہر گیا کہ لوگوں نے پیا اور کھیتی کے کام آیا، جانوروں نے پیا۔

اور خراب زمین جس میں نہ تو ٹھہرا اور نہ اس میں سبزہ پیدا ہوا، تو یہ ﴿اچھی زمین﴾ مثال ہے اس شخص کی جو فقیہ ہوا دین میں۔ اللہ نے اس کو نفع دیا۔ پس علم حاصل کیا اور دوسروں کو بتایا اور یہ دوسری ﴿بری﴾ زمین یہ مثال ہے اس شخص کی جس نے اپنا سر نہ اٹھایا اور اللہ کی ہدایت قبول نہ کی۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتٰب والسنۃ صفحہ ۲۸۔ بخاری جلد ۱۳ صفحہ ۲۵۰۔ حدیث نمبر ۷۲۸۳۔ مسلم جلد ۴ رصفحہ ۱۷۸۸ رحدیث نمبر ۱۶)

﴿آخری زمانے کے دجّالِ کذّاب﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۔﴾

وعن ابی هریرة قال: قال رسول الله ﷺ: یکون فی آخر الزمان دجالون كذابون یاتونكم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آباكم۔ فایاكم و ایاهم لا یضلونكم ولا یفتنونكم۔ (رواه مسلم)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ ۔فرمایارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: ہوں گے آخری زمانے میں دجال کذاب ۔لائیں گے تمہارے پاس ایسی باتیں جو تم نے اور تمہارے آباؤاجداد نے نہیں سنیں ۔تو ان سے بچو!انہیں اپنے سے دور کرو!ایسا نہ ہو تمہیں گمراہ کردیں اور فتنہ میں ڈال دیں۔(مشکوۃ المصابیح،کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتٰب والسنۃ صفحہ ۲۸۔مسلم مقدمہ جلد ۱/صفحہ ۱۲۔حدیث نمبر ۷۔مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۳۴۹)

اسلام کی ابتدائی اور آخری حالت

حدیث نمبر ۲۰۔

وعنہ (ابی ھریرۃ) قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: بدأ الاسلام غریبا و سیعود کما بدأ۔ فطوبیٰ للغرباء!

وعنہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام غربت سے شروع ہوااور عنقریب لوٹے گا اپنی حالت غربت کو،پس خوشخبری ہو غریبوں کو۔

(مشکوۃ المصابیح،کتاب الایمان،باب الاعتصام بالکتٰب والسنۃ صفحہ ۲۹۔مسلم جلد ۱/صفحہ ۸۴/مطبوعہ مجلس برکات باب بیان ان الاسلام بداء غریبا۔ترمذی جلد ۵ صفحہ ۱۹ حدیث نمبر ۲۶۲۹۔ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۱۹ حدیث نمبر ۳۹۸۶۔مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۳۸۹)

اسلام کا مدینہ میں سمٹ جانا

حدیث نمبر ۲۱۔

وعنہ (ابی ھریرۃ) قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان الایمان لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی جحرھا۔ (متفق علیہ)

وعنہ﴿ عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه۔﴾ فرمایارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک ایمان ضرور داخل ہوجائے گا مدینہ میں جیسے سانپ داخل ہوجاتا ہے اپنے سوراخ میں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتٰب والسنۃ صفحہ ۲۹۔ بخاری جلد ۴ صفحہ ۹۳ حدیث نمبر ۱۸۷۶۔ مسلم جلد ۱ صفحہ ۸۴ مطبوعہ مجلس برکات باب بیان ان الاسلام بداء غریبا۔۔حدیث نمبر ۱۴۷۔ ترمذی (ہم معنی حدیث) حدیث نمبر ۰۷ا۔ ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۸ حدیث نمبر ۳۱۱۱۔ مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۲۸۶)

فوائد

بدعت دوطرح ہے:

﴿۱﴾حسنہ۔﴿۲﴾اورسیئہ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے تراویح کی جماعت کے متعلق فرمایا:

"نعمت البدعة هذه" یہ اچھی بدعت ہے جیسے آگے معلوم ہوگا۔

قرآن شریف میں سحاب رحمت بعض آیات میں کنایہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

" فانظر الی اٰثر رحمة الله كيف يحی الارض بعد موتها ان ذلك لمحی الموتی"۔(سورۂ روم آیت ۵۰/رکوع ۸/پارہ ۲۱)

﴿ترجمہ﴾پس دیکھوتو آثار رحمت الٰہی (یعنی بارش کے نتائج کی طرف) کس طرح مردہ جلاتا ہے۔ بے شک مردہ زندہ کریں گے۔

قطع نظرابر وسحاب کے کہ حدیث میں فرمایا میری مثال بادل کی طرح ہے۔

رحمت الٰہی کون ہے؟

"وما ارسلناك الا رحمة للعالمين"۔

(سورۂ انبیاء آیت ۱۰۷ ررکوع ۷ر پارہ ۱۷)

﴿ترجمہ: (اے محبوب) ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ کنزالایمان﴾

قرآن شریف میں ''رحمت ونعمت'' اشارہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پس ابر رحمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بارش آپ کے فیوض و برکات ہیں اور زندگی و حیات، ایمان وحسن عمل ہے۔ بے شک یہ مردہ جِلائے گا یعنی حضور علیہ الصلاۃ والسلام۔

اور آیۃ کریمہ

"وفی الارض قطع متجٰورات"۔الآیة

(سورۂ رعد آیت ۴ ررکوع ۷ر پارہ ۱۳)

﴿ترجمہ﴾ اور زمین کے مختلف قطعے ہیں پاس پاس اور باغات۔الخ

☆ یہ کنایہ ہے کفار اور مومنین کی طرف کہ ابر رحمت سب پر برسا۔ وہ خراب زمین تھی، پیداوار نہ ہوئی۔

☆ اور یہ اچھی زمین تھی، ایمان کے درخت اگے اور سبزہ اور باغ و بہار پیدا ہوئے۔

☆ اور حدیث میں وہ زمین جس میں پانی رک گیا وہ علماء ھیں اور اولیاء ہیں جن کے فیوض و برکات سے جانور وانسان، نباتات فیض پا رہے ہیں۔

☆ ''حدیث ﴿نمبر﴾ ۱۹'' آخر زمانہ میں دجال وکذاب کا ذکر۔ یہ ''آخر زماں'' اشارہ ہے ان فتنوں کی طرف جو حضور کی بعثت سے ایک ہزار سال بعد ہوئے۔

اور یہ فتنۂ وہابیت جو ''ابن عبدالوھاب'' نے اٹھایا اس کی پیدائش ۱۱۱۱ھ کی ہے کہ تمام علمائے سلف کو کافر ومشرک بتایا۔ فتنہ وفساد، پھوٹ اور اختلاف، امت میں پیدا کیا۔ وہ باتیں کہیں جو مسلمانوں کے لیے نئی تھیں کہ ان کے طریقۂ قدیم آبائی کو کفر وشرک بتایا۔

تو حضور کا ارشاد مبارک" کل بدعة ضلالة "ان ہی کی جماعت کے متعلق ہے کہ جتنے فرقے نئے پیدا ہوں سب گمراہ ہیں۔ ہر بدعت یعنی ہر فرقۂ جدیدہ رافضی، وہابی، قادیانی، غیر مقلد، نیچری سب بدعت ہیں اور ضلالت۔ نہ کہ میلاد شریف، غرباء کو کھانا کھلانا اور اذان کے بعد صلاۃ۔ یہ سب خیر ہیں تو بدعت حسنہ کہ دین کے موافق ہیں نہ متضاد۔

☆ ''حدیث ﴿نمبر﴾ ۲۰''معرفت مومن کے لیے ہے۔ ہر شہر میں غرباء سنی صحیح العقیدہ اور امراء بیشتر الا ماشاءاللہ بدعقیدہ۔

''حدیث ﴿نمبر﴾ ۲۱'' ایمان کو مدینے میں سمٹ آنے اور داخل ہونے کو فرمایا۔ یہ بھی یاد رہے کہ ''غرباء'' میں۔ نہ یہ کہ ارکان حکومت واہل دولت میں۔ پھر مدینہ شریف محبت نبوی کے لئے مشہور اور وہ دل بھی مدینہ ہے جہاں

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔تو ایمان ایسے ہی دل میں داخل ہوتا ہے۔

اور وہ دل جو مدینہ نہیں، نجد ہے۔اس دل میں ایمان نہیں داخل ہوتا بلکہ شیخ نجدی۔اور اے لوگو جانتے ہو شیخ نجدی کون؟ تو سن لو! خوب کان کھول کر سن لو! اصطلاح شرع میں ''شیطان'' کو ''شیخ نجدی'' کہتے ہیں۔

"اللهم احفظنا عن فتنة الشيخ النجدى و كل مسلم و مسلمة آمين"۔

﴿کتاب الایمان﴾

باب الاعتصام بالكتاب والسنة

﴿افتراقِ امت﴾

﴿حدیث نمبر۲۲۔﴾

وعن عبد الله بن عمرو قال: قال رسول الله ﷺ: لياتين على امتى كما أتى على بنى اسرائيل حذ والنعل بالنعل حتى ان كان منهم من اتى امه علانية لكان فى امتى من يصنع ذالك وان بنى اسرائيل تفرقت عى ثنتين و سبعين ملة و تفترق امتى على ثلث و سبعين ملة۔ كلهم فى النار الا ملة واحدة ۔قالوا :من هى يا رسول الله؟ قال: ما انا عليه و اصحابى۔

(رواه الترمذى)

وعن عبدالله بن عمرو رضی الله تعالی عنه ۔ فرمایارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

ایسا ہی حال میری امت پر بھی آئے گا جیسا بنی اسرائیل پر آیا یہاں تک کہ وہ بھی ہو جو اپنی ماں کے پاس آیا علانیہ (بدکاری کے لیے) البتہ ایسا ہی میری امت میں بھی ہوگا اور بنی اسرائیل متفرق ہو گئے بہتر (۷۲) فرقوں میں اور میری امت متفرق ہوگی تہتر فرقوں میں، سب آگ میں جائیں گے مگر ایک۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتٰب والسنۃ صفحہ ۳۰۔ ترمذی جلد ۵ صفحہ ۲۶ حدیث نمبر ۲۶۴۲۔)

امت مسلمہ گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی

حدیث نمبر ۲۳۔

وعن ابن عمر قال: قال رسول الله ﷺ: ان الله لا يجمع امتی او قال امة محمد علی ضلالة وید الله علی الجماعة ومن شذ شذ فی النار۔(رواه الترمذی)

وعن ابن عمر رضی الله تعالی عنه ۔ فرمایارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے:

اللہ تعالی میری امت کو مجتمع نہ فرمائے گا گمراہی پر اور اللہ تعالی کا ہاتھ جماعت پر ہے، اور جو جماعت سے الگ ہوا وہ آگ میں گیا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتٰب والسنۃ صفحہ ۳۰۔ ترمذی جلد ۴ صفحہ ۴۰۵ حدیث نمبر ۲۱۶۷۔)

﴿سوادِاعظم کی اتباع﴾

﴿حدیث نمبر۲۴۔﴾

و عـنـه(ابـن عمر) قال: قال رسول الله ﷺ: اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار۔(رواه ابن ماجه عن انس)

وعنه﴿عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما﴾ فرمایارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

پیروی کرو بڑی جماعت کی پس بے شک جو اس سے الگ ہوا وہ آگ میں گیا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتٰب والسنۃ صفحہ۳۰۔سنن ابن ماجہ جلد۲/صفحہ۱۳۰۳/ حدیث نمبر۳۹۵۰۔مرقات جلداول صفحہ۳۸۳)

﴿فتنوں کے وقت عملِ خیر کی اہمیت﴾

﴿حدیث نمبر۲۵۔﴾

وعـن ابـی هـريرة قال: قال رسول الله ﷺ: انكم فی زمان مـن تـرك مـنـكـم عشـر ما امربه هلك ثم يأتی زمان من عمل منهم بعشر ما امر به نجا۔(رواه الترمذی)

وعن ابی هريرة رضی الله تعالی عنه ۔فرمایارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

تم لوگ ایسے زمانے میں ہو کہ جو تم میں سے چھوڑ دیگا دسواں حصہ اس چیز کا کہ اس کا حکم دیا گیا تو ہلاک ہو جائے گا۔پھر ایک زمانہ آئے گا جو عمل کرے گا اس زمانے

والوں میں سے دسواں حصہ اس چیز پر کہ جس کا حکم دیا گیا نجات پا جائے گا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتٰب والسنۃ صفحہ ۳۱۔ ترمذی جلد ۴ صفحہ ۴۵۹ حدیث نمبر ۲۲۶۷)

﴿سواد اعظم سے علیحدگی کا وبال﴾

﴿حدیث نمبر ۲۶۔﴾

وعن ابی ذر قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: من فارق الجماعة شبرا فقد خلع رقبة الاسلام من عنقه۔ (رواه احمد و ابو داؤد۔)

وعن ابی ذر رضی الله تعالی عنه ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

جو ہٹا جماعت سے بالشت بھر بھی تو اس نے اتار دیا حلقہ اسلام کا اپنے گلے سے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتٰب والسنۃ صفحہ ۳۱۔ سنن ابو داؤد جلد ۵ صفحہ ۱۱۸ حدیث نمبر ۴۷۵۸۔ مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۱۸۰)

﴿شیطان بھیڑیئے کے مثل ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۲۷۔﴾

وعن معاذ بن جبل قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: ان الشيطان ذئب الانسان كذئب الغنم ياخذ الشاذة والقاصية و الناحية و اياكم والشعاب و عليكم بالجماعة العامة۔

(رواه احمد)

عن معاذ بن جبل رضی الله تعالی عنه ۔ فرمایارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

بے شک شیطان انسان کا بھیڑیا ہے۔جیسے بھیڑیااس بھیڑ کو پکڑ لیتا ہے جوتنہا رہ جاتی ہے اور اپنی جماعت سے دور ہوتی ہے اور گھاٹیوں سے بچو! اور لازم پکڑلو جماعت عام کو۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتٰب والسنۃ صفحہ ۳۱۔مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۵۲۔ترمذی جلد ۵ صفحہ ۳۵۳۔ابن ماجہ جلد ا صفحہ ۱۸ حدیث نمبر ۴۸)

﴿جدال وعناد کے بعد گمرہی﴾

﴿حدیث نمبر ۲۸۔﴾

و عن ابی امامة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ماضل قوم بعد هدی کانوا علیه الا اوتو الجدل ثم قرأ رسول الله صلی الله علیه وسلم هذهِ الآية: "ماضربوه لك الا جدلا بل هم قوم خصمون"۔ (رواه احمد والترمذی وابن ماجه)

و عن ابی امامة رضی الله تعالی عنه ۔ فرمایارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے:

نہیں گمراہ ہوئی کوئی قوم بعد اس کے کہ وہ ہدایت پر تھی مگر یہ کہ دیے گئے "جدال و عناد"۔ پھر پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو:

”ما ضربوه لك الا جدلا بل هم قوم خصمون“۔

(سورۂ زخرف آیت ۵۸ ر رکوع ۱۲ ر پارہ ۲۵)

﴿ترجمہ: انہوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑے کو بلکہ وہ ہیں ہی جھگڑالو لوگ۔ کنزالایمان﴾

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتٰب والسنۃ صفحہ ۳۱۔ مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۵۲۔ ترمذی جلد ۵ صفحہ ۳۵۳ حدیث نمبر ۳۲۵۳۔ ابن ماجہ جلد ا صفحہ ۱۸ حدیث نمبر ۴۸)

فوائد و تشریح

☆ ”میری امت تہتر فرقہ ہو جائے گی، سب آگ میں جائیں گے مگر ایک“، اس حدیث کے وجود ہی سے انکار کیا ہے وہابیہ نے ”سفر السعادۃ“ نام کی ایک کتاب میں اور یہ اس لیے کہ وہ اس کو اپنے خلاف میں سمجھتے ہیں۔

☆ اس حدیث میں جماعت کثیر کی پیروی کا حکم ہے اور بحمدہ تعالی عقیدہ حقہ اہل سنت و جماعت (جسے یہ لوگ بریلوی کہتے ہیں) قدیم سے اکثریت کا عقیدہ ہے اور بحمدہ تعالی اسی عقیدہ والوں کی اکثریت ہے اور ان احادیث ہی سے ثابت کہ عقیدۂ وہابیہ، دیوبندیہ، نیچریہ، قادیانیہ، رافضیہ وغیرھم باطل ہیں کہ مذہب، جماعت کثیر کا نہیں بل کہ اقلیت کا ہے۔

☆ اللہ تعالی امت کو گمراہی پر جمع نہ فرمائے گا۔ جن باتوں کو بدعات سیئہ کہا جا رہا ہے کیا ان پر اجماعِ امت نہ ہو چکا؟ تمام بلاد اسلامیہ میں قدیم سے میلاد نبی صلی

اللہ علیہ وسلم وقیام ﴿ کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام پیش کرنے ﴾ پر امت جمع ہوئی اور علماء واولیاء وصلحاء کا معمول۔

☆ ’’حدیث ﴿ نمبر ﴾ ۲۵‘‘ چونکہ اس زمانے میں فتن ﴿ فتنے ﴾ بہت ہوں گے کہ ایمان پر قیام نہایت مشکل ہوگا۔ اس لیے قیام ایمان کا ثواب زیادہ ہوگا جو باعث نجات ہوجائے گا۔ اور اسی زمانے میں دیکھ لیجئے۔

☆ ’’حدیث ﴿ نمبر ﴾ ۲۸‘‘ ’’جو قوم ہدایت پر تھی پھر گمراہ ہوئی، مگر یہ کہ دیا گیا اس قوم کو عناد‘‘۔ کس سے یہ آیت کریمہ بتا رہی ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے!

اور یہ منافقین ہیں جن کے دل میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عناد و جدال ہے۔

ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں اور اپنے نفس کے دھوکے میں نہ آئیں۔

’’وغرکم باللہ الغرور‘‘۔

(سورہ حدید آیت ۱۴/ پارہ ۲۷/ رکوع ۱۸)

﴿ ترجمہ ﴾ اور دھوکا دیا تم کو (اے منافقین) اللہ کا نام لے کر دھوکہ باز نے۔ یعنی شیطان نے۔ یعنی توحید تم اس کو سمجھے کہ نبی کی توہین کرو۔

☆ آیہ کریمہ جو حدیث میں ہے:

’’وما ضربوہ لك الا جدلا بل ھم قوم خصمون‘‘۔

(سورۂ زخرف آیت ۵۸/ رکوع ۱۲/ پارہ ۲۵)

﴿ترجمہ﴾ آپ کے لئے اے نبی! مثالیں نہ بیان کیں مگر بوجہ عناد کے، بلکہ یہ قوم جھگڑالو ہیں۔

اب ان کی بعض مثالیں سن لو:

﴿۱﴾ ایسا علم ﴿یعنی جیسا رسول کو ہے﴾ تو ہر بچے اور پاگل وغیرہ کو حاصل ہے۔

﴿۲﴾ بڑے بھائی کی طرح ہیں۔

﴿۳﴾ نماز میں ان کا خیال آنا گدھے، بیل کے خیال سے بدتر وغیرہ وغیرہ۔ نعوذ باللہ۔

"انظر کیف ضربوا لك الامثال فضلوا فلا یستطیعون سبیلا"۔

(سورۂ بنی اسرائیل آیت ۴۸/رکوع ۵/پارہ ۵)

﴿ترجمہ﴾ دیکھو تو اے نبی! کیسی تشبیہیں تمہیں دے رہے ہیں؟ تو گمراہ ہوئے اب راستے پر آنے کی استطاعت نہ رکھیں گے۔

منافق اور کافر کا حکم ایک ہی ہے یعنی منافقین کفّار ہیں۔ اس لیے کہا کہ وہ مصداق ہیں اُن آیات کے جو کہ منافقین کے بارے میں آئیں۔

☆ "حدیث ﴿نمبر﴾ ۲۷" میں فرمایا: "گھاٹیوں سے بچو" اور گھاٹی سے مراد نجدیت اور اس کے امثال ہیں۔

آیۂ کریمہ "الم نجعل لہ عینین۔ ولسانا وشفتین۔ وھدینٰہ النجدین۔ فلاا قتحم العقبۃ۔ وما ادرٰیك ما العقبۃ"۔

(سورۂ بلد آیت ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، پارہ ۳۰/رکوع ۱۵)

﴿ترجمہ﴾ کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہ بنائیں اور زبان اور دو لب اور اس کو دو بلندیوں کی طرف رہ نمائی نہ کی۔ پھر بھی بلا تامل گھاٹی میں نہ کودا اور تو کیا جانے وہ گھاٹی کیا ہے؟ دو آنکھیں!

مراد اس سے ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' ہے کہ یہ روحانیت کی دو آنکھیں ہیں۔ زبان اور دو ہونٹ۔

تو زبان ''لا الہ الا اللہ'' پڑھنے کے لیے ہے۔ پڑھ کر دیکھ لو! تجربہ کرو کہ لب اس حالت میں بے عمل رہیں گے صرف زبان کی حرکت سے کلمہ طیبہ کا یہ جزو اول پڑھا جائے گا۔

اب آگے پڑھو! "محمد رسول اللہ"۔ تجربہ کرو تو دیکھو گے اب لب متحرک ہو گئے۔

"نجدین" دو بلندیاں اور مراد اس سے بیت اللہ اور گنبد خضراء ہیں۔ جو بچے کے لئے دو پستانوں کی مانند ہیں کہ ہر دو سے دودھ پیتا ہے۔ یہ اہتمام فرماتا ہے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ﴿فضائل و مناقب﴾ کا مگر پھر بھی بلا تامل، بلا تحقیق، بے غور و فکر، بے سوچے سمجھے، لوگ ہیں کہ گھاٹی میں، کھڈ میں، پستی میں گر رہے ہیں۔

یہاں آیۂ کریمہ میں ''نجد'' بمعنی ''بلندی''، تو کعبہ اور گنبد خضرا کو کہا اور اُس نجد کی طرف گھاٹی سے کنایہ فرمایا۔

" فك رقبة۔ او اطعٰم۔ في يوم ۔ذي مسغبة يتيما ذا مقربة۔ او مسكينا ذا متربة۔ ثم كان من الذين اٰمنوا وتواصوا بالحق وتواصوا بالمرحمة۔ اولٰئك اصحٰب الميمنة"۔

(سورہ بلد، آیت ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸/رکوع ۱۵ پارہ ۳۰/)

﴿ترجمہ﴾ غلام کی گردن چھڑانا۔ بھوکے کو بھوک کے دن کھانا کھلانا۔ یتیم کو جو قرابت دار ہے یا مسکین کو جو خاک والا ہے پھر ہوان سے جو ایمان لائے اور حق و رحم کی وصیت کی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اصحاب یمین ہیں۔

"رقبہ" (گردن) اور آخر میں "اصحاب یمین" کا ذکر، ایک عجیب مناسبت رکھتا ہے۔ غلام کی رقبہ (گردن) پر آقا اپنے یمین (داہنے ہاتھ) سے قبضہ کرتا ہے۔ "گردن پر دہنے ہاتھ سے قبضہ کرنا" یہ اصطلاح ہے کہ قبضہ کرنے والا" آقا" اور وہ "عبد" ہے اور یہ "رقبہ" (گردن) "ملکِ" (مال) "یمین" (دہنے ہاتھ کا) ہے۔ گردن غلام کی ہے اور یمین دہنا ہاتھ آقا کا ہے۔

تو اصحاب "یمین" کے ایک معنی اور بھی واضح ہوئے:

" نحن عباد محمد صلى اللّٰه عليه وسلم"

"گردن" ہماری۔ "ملکِ یمین" ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ یعنی آپ ﴿آقا صلی اللہ علیہ وسلم﴾ کے دہنے ہاتھ کا "مال" اور "مقبوضہ" اور جس کی گردن پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا تو یہ "رحمة للعٰلمين، رؤف الرحيم"

کی ملکیت ہوئی۔تو یہ گردن عذاب کے فرشتوں کی گرفت سے آزاد ہے۔

☆" فك رقبه " ۔''غلام کی گردن چھڑانا'' یہ ہے کہ وہ غلامئ محمدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرے۔

☆ اور پھر اصحاب یمین کے وہ معنی جو صراحتاً قرآن مجید''سورۂ واقعہ'' میں مذکور ہوئے:

''درود وسلام پڑھنے والے''

تو اس محل میں اصحاب یمین کے تذکرے سے صاف واضح کہ یہ آیات رد وہابیت ونجدیت فرما رہی ہیں۔

☆ اور''غلام کی گردن چھڑانا'' بایں معنی بھی محتمل کہ جب بندہ قبر میں گیا اور اپنے سوئے اعمال کی پاداش میں اس کی گردن پکڑی گئی،تو صدقہ وخیرات، کھانا کھلانا غرباء ومساکین کا، کہ معمولِ قدیم اہل ایمان ہے، یہ''فدیہ'' ہو جاتا ہے اور اس کا ثواب مردے کی روح کو پہنچانا، ایسا ہے جیسے بھوکے کو کھانا کھلانا کہ وہ وہاں بھوکا اور حاجت مند ہے،تو''یتیم مسکین'' کا کنایہ اس میت کی طرف بھی ہوتا ہے۔

☆ یتیم ہے اس لحاظ سے کہ اپنے ورثہ سے منقطع ہے۔

☆"ذا مقربة" ۔''قرابت دار'' ۔مسکین اس اعتبار سے کہ دولت ثواب اعمال سے خالی ہاتھ ہے۔ جب ایصال ثواب کیا گیا تو اس کو یہ دولت ملی جس کی اس کو بہت حاجت۔

☆" ذا متربة "۔"صاحب خاک یا صاحب تربت"۔

☆اور یہ" اھل عقبہ"(گھاٹی والے)ان کاموں کوروکتے ہیں اورحیلہ، بدعت کا کرتے ہیں جس سے میت کوخیر وثواب و فائدہ ملتا اور وہ کارخیر ہے،تو غلام کی گردن کونہیں چھڑاتے۔تو یہ" مناع للخير"۔﴿یعنی﴾خیرکو بہت زیادہ روکنے والے ہیں۔

توایسا معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف میں جو۔

"مناع للخير معتد اثيم. عتل بعد ذٰلك زنيم"

(سورۂ قلم آیت ۱۲،۱۳رکوع ۳؍ پارہ ۲۹)

آیا،اس کے مصداق فی زماننا یہی ہیں۔

کتاب فضائل القرآن

﴿تدوین قرآن﴾

﴿حدیث نمبر۲۹۔﴾

وعن زيد بن ثابت قال ارسل الى ابوبكر مقتل اهل اليمامة فاذا عمر بن الخطاب عنده. قال ابو بكر: ان عمر اتانى فقال: ان المقتل قد استحر يوم اليمامة بقراء القرآن و انى اخشى ان استحر القتل بالقراء بالمواطن فيذهب كثير من القرآن و انى ارىٰ ان تامر بجمع القرآن. قلت لعمر: كيف

تفعل شيئا لم يفعله رسول الله ﷺ ؟قال عمر: لهذا۔ و الله۔ خير۔ فلم يزل عمر يراجعنى حتى شرح الله صدرى لذالك ورأيت فى ذالك الذى رأى عمر۔ قال زيد: قال ابو بكر: انك رجل شاب عاقل لا نتهمك و قد كنت تكتب الوحى لرسول الله ﷺ فتتبع القرآن فاجمعه! فو الله لو كلفونى نقل جبل من الجبال ماكان اثقل على مما امرنى به من جمع القرآن۔ قال: قلت: كيف تفعلون شيئا لم يفعله رسول الله ﷺ ؟قال :هو۔ و الله۔ خير۔ فلم يزل ابوبكر يراجعنى حتى شرح الله صدرى للّذى شرح له صدرابى بكر و عمر۔ فتتبعت القرآن اجمعه من العسب و اللخاف وصدور الرجال حتى وجدت اٰخر سورة التوبة مع ابى خزيمة الانصارى لم اجدها مع احد غيره۔ "لقد جاء كم رسول من انفسكم" حتى خاتمة براء ة فكانت الصحف عند ابى بكر حتى توفاه الله ثم عند عمر حيوٰته ثم عند حفصة بنت عمر۔(رواه البخارى)

وعن زيد بن ثابت رضى الله تعالى عنه ۔ کہا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ نے: (اور آپ کاتب وحی ہیں)

مجھے بلوایا زمانۂ قتل اہل یمامہ میں کہ (اہل نجد ہیں) حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی وہاں موجود ہیں۔

فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ:

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آئے اور کہا سخت قتال ہوا یمامہ کی جنگ کے دن قرّ ائے قرآن کا اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر ایسے ہی حفاظ قرآن شہید ہوئے تو بہت سا قرآن جاتا رہے گا اور میں پسند کرتا ہوں کہ آپ حکم دیں قرآن کے جمع کرنے کا۔

میں نے کہا:

اے عمر! کیسے کرو گے تم وہ چیز جو نہیں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یعنی بدعت ہے)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

یہ۔ ''قسم خدا کی''۔ خیر ہے۔

تو اسی طرح میرے اور ان کے درمیان لوٹ پھیر ہوتی رہی یہاں تک کہ شرح صدر (سینہ کھل جانا) کر دیا میرا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اور میں نے بھی پسند کیا جس کو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پسند کیا اور اے زید!

''تم نوجوان، عاقل ہو۔ تمہاری عدالت مسلّم ہے اور تم وحی لکھا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔ پس تم تلاش کرو قرآن کو اور جمع کرو'' (یعنی ایک کتاب میں)

پس قسم ہے اللہ کی اگر وہ مجھے تکلیف دیتے پہاڑ ڈھونے کی تو وہ اس سے زیادہ بھاری نہ ہوتا میرے لیے جس کا مجھے حکم دیا یعنی جمع قرآن کا۔

تو میں نے کہا:

''کیوں کر کریں گے آپ لوگ وہ کام کہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔

کہا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے:

وہ۔ واللہ۔ خیر ہے۔

بس بار بار یہی لوٹ پھیر ہوتی رہی یہاں تک کہ میرا سینہ بھی کھول دیا اللہ تعالی نے اس چیز کے لئے کہ کھولا سینہ ابی بکر و عمر کا اس کے لیے۔

پس تلاش کیا میں نے قرآن کو کہ میں اس کو جمع کرتا ہوں الواح اور تختیوں اور پتھروں کے پتروں اور لوگوں کے سینوں سے یہاں تک کہ میں نے پایا ''سورۂ توبہ'' کی آخری آیات کو ''ابو خزیمہ'' انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس۔ یہ مجھے کہیں اور دستیاب نہ ہوئی وہ آیت یہ ہے:

"لقد جآء کم رسول"۔ الی اٰخرہ۔

(سورۂ توبہ آیت ۱۲۱ رکوع ۵/ پارہ ۱۱)

﴿ترجمہ: تحقیق کہ تمہارے پاس ایک رسول آئے﴾

پھر یہ صحیفہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس رہا یہاں تک کہ

وفات پائی۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس۔ پھر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المومنین کے پاس۔ رواہ البخاری۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن باب اختلافات القراءت وجمع القرآن صفحہ ۱۹۳۔ بخاری جلد ۹ صفحہ ۱۰۔ حدیث نمبر ۴۹۸۶)

سورۂ ملک دافع عذاب قبر

حدیث نمبر ۳۰۔

وعن ابن عباس قال: ضرب بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم خباءہ علی قبر وهو لا يحسب انه قبر فاذا فيه انسان يقرأ "سورة تبارك الذى بيده الملك" حتى ختمها۔ فاتى النبى صلی اللہ علیہ وسلم فاخبره فقال النبى صلی اللہ علیہ وسلم: هى المانعة هى المنجية تنجيه من عذاب الله۔ (رواه الترمذى وقال هذا حديث غريب)

عن ابن عباس رضی الله تعالى عنه ۔ کہا آپ نے:

بعض اصحاب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیمہ لگایا قبر پر اور انہیں نہیں معلوم کہ وہاں قبر ہے۔ پس وہاں یعنی قبر میں انسان ہے جو تلاوت کر رہا ہے۔

"سورۂ تبارك الذى بيده الملك"

(سورۂ ملک آیت ۱ رکوع ۱ پارہ ۲۹)

ترجمہ: بڑی برکت والا ہے وہ جس کے قبضہ میں سارا ملک۔ کنزالایمان

کے اختتام تک ۔تو خبر دی اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔تو فرمایا آپ نے کہ:

''یہ ﴿سورۂ ملک﴾ عذاب قبر کو دفع کرتی ہے اور عذاب الٰہی سے نجات دلانے والی ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن صفحہ ۱۸۷۔ترمذی جلد ۵ حدیث نمبر ۲۸۹۰)

﴿جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۳۱۔﴾

وعن ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من قرأ "سورة الكهف" فی یوم الجمعة اضآء له النور مابین الجمعتین۔
(رواه البیهقی فی الدعوات الكبیر)

و عن ابی سعید رضی الله تعالی عنه ۔فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:
جس نے ''سورۂ کہف'' جمعہ کے دن پڑھی تو روشن کرے گی نور سے دو جمعوں کے درمیان۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن صفحہ ۱۸۹۔بیہقی دعوات کبیر۔حاکم نے حضرت ابو سعید سے مرفوعا یہ حدیث روایت کی۔مستدرک للحاکم جلد ۲ صفحہ ۳۶۸)

﴿سورۂ واقعہ کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۳۲۔﴾

وعن ابن مسعود قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: من قرأ "سورة الواقعة" فی كل ليلة لم تصبه فاقة ابداً وكان ابن مسعود يأمر بناته يقرأن بها فی كل ليلة۔(رواهما البیهقی فی شعب الایمان)

وعن ابن مسعود رضی الله تعالی عنه ۔فرمایارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

جس نے ’’سورۂ واقعہ‘‘ پڑھی ہر رات، اسے فاقہ کبھی نہ ہوگا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ اپنی بیٹیوں کو حکم فرماتے تھے کہ:

ہر رات سورۂ واقعہ پڑھا کریں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن صفحہ ۱۸۹۔شعب الایمان للبیہقی ۔جلد ۲ صفحہ ۴۹۰ حدیث نمبر ۲۴۹۴)

فوائد و تشریح

☆ ’’حدیث ﴿نمبر﴾ ۲۹‘‘، بہت اہم حدیث ہے۔’’وادی بنی حنیفہ‘‘ جہاں ’’جنگ یمامہ‘‘ ہوئی، ’’نجد‘‘ میں ہے۔جب یہ جنگ ختم ہوئی اور مسلمان فتحیاب ہوئے، مسلمانوں نے خوشی سے کہا:

فتنہ ختم ہوا۔

تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ:

’’قیامت تک یہ وادی فتنوں کی وادی رہے گی، ایک فتنہ ختم ہوگا دوسرا اُٹھ کھڑا ہوگا‘‘۔

حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمارہے ہیں:

" اللهم بارك فی یمننا،اللهم بارك فی شامنا"۔

﴿ترجمہ﴾ اے اللہ! تو برکت عطا فرما ہمارے ملک شام میں اور ملکِ یمن میں۔

ایک صحابی نے عرض کیا:

یا رسول الله!" وفی نجدنا "

﴿ترجمہ﴾ یارسول اللہ! اور ہمارے ملک نجد میں۔

حضور نے دوبارہ اسی طرح دعا فرمائی اور نجد کے بارے میں دعا نہ کی۔ صحابی نے عرض کی:

یا رسول الله !"وفی نجدنا "۔

تو حضور نے سہ بارہ فرمایا:

" فيه الزلازل والفتن ومنه يخرج قرن الشيطان "۔

﴿ترجمہ﴾ نجد میں زلزلے اور فتنے ہیں اور یہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

تو یہ دیوبندی، وہابی، ان کے عقائد وہی ''نجدی عقائد'' ہیں۔ مگر خدائے تعالی آنکھ دے اور کان دے کہ ان احادیث وآیات کو سنیں۔ مگر " ختم الله على قلوبهم "

(سورۂ بقرہ آیت ۷ رکوع ۱ پارہ ۱)

﴿ترجمہ﴾ کہ مہر ہوگئی ہے نفاق وکفر کی، نہیں سنتے اور نہیں جانتے۔

☆ پھر اسی حدیث میں جمع قرآن اگرچہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمایا مگر " والله! هو خير " مگر یہ کہ واللہ! وہ خیر ہے۔

تو جو کار خیر ہے کہ ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صلوۃ وسلام وقیام کہ واللہ! وہ خیر ہے، مساکین کو کھانا کھلانا، سوم وچہلم وغیرہ ہیں کہ واللہ! وہ خیر ہے۔ ان کا روکنے والا ''مناع للخير "۔ خیر کا روکنے والا۔ اور یہ سب ''بدعت حسنہ''۔ جیسا ''جمع قرآن'' اور اس کے ''رکوع'' اور ''اعشار'' یہ سب ''بدعت حسنہ'' ہیں۔ تو نجد سے جو بھی آواز آئے اسے روک دو اور تم صدیقی وفاروقی بنو!۔

☆ ''حدیث ﴿نمبر ﴾ ۳۰'' سورۂ ملک ۴۰/ چالیس مرتبہ پڑھنا اور ثواب اس کا میت کو بخشنا، اس کی مغفرت کا ضامن ہے۔ کسی کو عذاب قبر کا حکم ہوگا اور وہ سورۂ ملک پڑھنے والا ہوگا، سورۂ ملک فرشتگانِ عذاب کو روکے گی اور رب عزوجل سے عرض کرے گی:

کیا میں تیرا کلام نہیں؟ مجھے اپنے قرآن سے جدا کردے اگر میں تیرا کلام نہیں ہوں! میں اس کی شفیع ہوں۔ اس کی خطاؤں کو معاف فرما!

حکم ہوگا:

جنت سے اس کے لئے سامان راحت لے جا!

عذاب واپس ہوگا اور سامان راحت سے اس کی قبر بھر جائے گی۔

اس سورہ ﴿سورۂ ملک ﴾ کو اور سورۂ واقعہ کو رات کے وقت ضرور پڑھ لیا کیجئے۔

عمل کیجئے کہ

" فسیری الله عملکم ورسوله"

(سورۂ توبہ آیت ۱۰۵ ارکوع ۲/ پارہ ۱۱)

﴿ترجمہ ﴾ عنقریب تمہارے عمل اللہ و رسول ملاحظہ فرمائیں گے۔

اس آیت کریمہ کو بھی وہابی قرآن مجید سے نکلوادیں اگر ان کا بس چلے۔

☆ ''حدیث ﴿نمبر ﴾ ۳۰''۔ ''سورۂ ملک قبر میں مدفون صاحب تلاوت فرما رہے ہیں اور صحابی سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں''۔

تو یہ اگر ''مرکر مٹی میں مل گئے ہوتے'' تو یہ پڑھ کون رہا ہے؟

پھر ایسے دائمی حیات پانے والے نفوس کی قبور کریمہ کی اہانت کرنا اور وہاں

غلاظت وبدبوونا پاکی ڈالنا مناسب ہوگا یا پھول اور خوشبو کا اہتمام کرنا؟

دنیا کی اسی ادنیٰ زندگی میں اپنے رہنے کی جگہ کو صاف ستھرا اورمزین بنا کر رہتے ہو یا وہی سب کچھ بول وبراز وغلاظت وناپاکی ہوتی ہے؟

پھر جہاں قرآن مجید کی تلاوت ہو وہاں بخور ﴿خوشبو﴾ و پاکی کا اہتمام کرتے ہیں اور وہ اپنے قبور میں درود وسلام و ذکر پاک فرمارہے ہیں تو وہاں تو اور بھی اہتمام زینت وعطروگل کا کرنا مناسب!

"ویثبت الله الذین اٰمنوا بالقول الثابت في الحیٰوۃ الدنیا"۔

(سورۂ ابراہیم آیت ۲۷/رکوع ۱۶/ پارہ ۱۳)

﴿ترجمہ﴾ اور ثابت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ مومنوں کو قول ثابت پر دنیا وآخرت میں۔

اور آخرت سے مراد قبر وحشر ہے۔

کتاب الدعوات باب جامع الدعاء

﴿حدیث نمبر۳۳۔﴾

عن عثمان بن حنیف قال: ان رجلا ضریر البصر اتی النبی ﷺ فقال: ادع الله ان یعافینی! فقال: ان شئت دعوت وان شئت صبرت فهو خیر لك۔ قال: فادعه! قال: فأمره ان یتوضأ فیحسن الوضوء و یدعو بهذا الدعآء :

"اللهم انی اسألك واتوجه اليك بنبيك محمد نبی الرحمة انی توجهت بك الی ربی ليقضی لی فی حاجتی هذه۔ اللهم! فشفعه فّی"۔(رواه الترمذی) وقال هذا حديث حسن صحيح غريب)

عن عثمان بن حنیف۔ کہا آپ ﴿حضرت عثمان بن حنیف﴾ نے کہ:

ایک شخص نابینا حاضر دربارنبوت ہوئے تو عرض کی:

دعا فرمایئے! اللہ تعالی مجھے عافیت دے۔

آپ نے فرمایا:

اگر تو چاہے دعا کرے اور اگر چاہے صبر کرے اور یہ تیرے لیے بہتر ہے۔

عرض کی:

دعا کا طالب ہوں۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وضو کرو اچھا وضو اور یہ دعا مانگو:

" اللّٰهم اني اَسألك واَتوجه اِليك بنبيك محمد نبي الرحمة۔

يا محمد! اني اتوجه بك الى ربي ليقضي لي حاجتي هذه۔ اللّٰهم فشفعه فيّ"۔

﴿ترجمہ﴾ اے میرے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا

ہوں ’’بوسیلہ‘‘ تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے‘‘ جو نبی ہیں رحمت کے (یعنی مہربان ہیں) یارسول اللہ! میں متوجہ ہوتا ہوں ’’آپ کے وسیلہ سے‘‘ اپنے رب کی طرف تاکہ میری یہ حاجت پوری فرمائی جائے۔ اے میرے اللہ! انہیں ﴿آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو﴾ میرا شفیع بنا (ترمذی شریف)

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الدعوات، باب جامع الدعا صفحہ ۲۹۱۔ سنن ابن ماجہ جلد ۱ صفحہ ۴۴۱۔ حدیث نمبر ۴۵ ۱۳، باب صلوٰۃ الحاجۃ۔ مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۱۳۸۔ مستدرک للحاکم جلد ۱ صفحہ ۵۲۶۔ نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۱۰۶ / مطبوعہ قسطنطنیہ ۱۳۱۱ھ۔ معجم صغیر للطبرانی۔ صفحہ ۱۰۴ / مطبع انصاری دہلی ۱۳۱۱ھ۔ وفاء الوفا جلد ۲ / صفحہ ۴۲۰)

نوٹ:۔ یہ دعا بہت ہی مقبول دعا ہے۔ حصول مراد میں پر تاثیر۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ، نے زمانۂ خلیفہ سوم میں یہ دعا ایک صاحب کو تعلیم کی اور ان کی مراد پوری ہوئی اور وہ نابینا جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی بینا ہو گئے۔

فائدہ

☆ اس حدیث شریف سے ’’وسیلہ‘‘، ’’شفاعت‘‘ اور ’’ندا یا رسول اللہ‘‘ کا ثبوت ہے اور وہابیت کا رد بلیغ۔

﴿کتب احادیث میں وہابیہ ودیابنہ کی خیانتیں اور تحریفیں﴾

☆ اب ان منافقوں کی خیانت دیکھئے اور تحریف! کہ ان کے مطابع ﴿چھاپہ خانوں﴾ میں جو کتب احادیث طبع ہو رہی ہیں تو یہ کیسی خیانتیں اور تحریفیں کر رہے

ہیں؟ چنانچہ جس کی ایک مثال یہ موجود ہے کہ:

''مشکوۃ شریف، مطبوعہ ''مطبع مجیدی'' کانپور باہتمام ''محمد شفیع'' میں اس حدیث میں یہ دانستہ تحریف کی کہ ''یا محمد'' حذف کردیا''۔

بجائے اس کے کہ ایمان لائیں، مانیں، یہ تحریفات کررہے ہیں۔ اور یہ خیانتیں کھلا ثبوت ہیں ان کے عقیدہ کے بطلان کا۔ اب کاتب یا مدیر یا مصحح جو کوئی ان میں اس عقیدہ کا تھا اس نے یہ خیانت کی۔ اب چونکہ اسی طرح طباعتیں ہو رہی ہیں۔ ''اخبار'' ان کے، ''مطابع'' ان کے ''مدرسے'' ان کے تو یہی محرف و غلط صحیح سمجھا جائے گا اور حقیقت بالکل ہی مخفی ہو جائے گی۔ نعوذباللہ۔

﴿اپیل﴾

علمائے کرام و طلبہ تصحیح کا اہتمام کریں اب جہاں یہ رسالہ ﴿چہل حدیث﴾ پہونچے، ''ترمذی شریف'' کو دیکھیں اور ''مشکوۃ شریف'' کو دیکھیں! اگر اسی طرح محرف ہو، اصلاح کر کے نوٹ لکھ دیں۔

''یحرفون الکلم عن مواضعہ''

(سورۂ مائدہ آیت ۱۳/ پارہ ۶/ رکوع ۷)

﴿اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدلتے ہیں۔ کنزالایمان﴾

''ویبخلون بمآ اٰتٰھم اللہ من فضلہ''

(سورۂ آل عمران آیت ۱۸۰/ پارہ ۴/ رکوع ۹)

﴿اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی﴾
تو یہ قوم تحریف وتبدیل اور کتمان نعمت میں یہود کے مانند ہے۔

" فبما نقضهم ميثاقهم لعنّهم "۔

(سورۂ مائدہ آیت ۱۳/ پارہ ۶/ رکوع ۷)

﴿ترجمہ﴾ پس بوجہ میثاق توڑ دینے کے میں نے ان پر لعنت فرمائی۔

میثاق کیا ہے؟

آیت میثاق۔" واذ اخذ الله ميثاق النبيين"

(سورۂ آل عمران آیت ۸۱/ پارہ ۳ رکوع ۱۷)

﴿اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا﴾

سے صاف ظاہر کہ ''میثاق'' اصطلاح ہے، ''ایمان لانے سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر'' اور درود وتعظیم وغیرہ سب اسی میں داخل۔

لعنت کیا ہے؟

صاحب جلالین نے تحریر کیا:

" لعنّهم اى ابعدناهم من رحمتنا"

(تفسیر جلالین صفحہ ۹۶ تحت آیت: فبما نقضهم ميثاقهم الآية۔ مطبوعہ مجلس برکات مبارکپور)

یعنی ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا۔

اور رحمت: " رحمة للعٰلمين " ہیں۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمت ہیں، ان سے میں نے ان کو دور کر دیا اور یہی ''لعنت'' ہے۔ تو میثاق توڑنے میں بھی یہ یہود کی مانند اور لعنت میں برابر کے شریک۔

کتاب الدعوات

دشمن اولیاء سے اعلانِ جنگ

حدیث نمبر ۳۴۔

وعن ابی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: ان الله تعالیٰ قال من عاد لی وليا فقد اٰذنته بالحرب و ما تقرب الی عبدی بشئی احب الی مما افترضت عليه وما يزال عبدی يتقرب الی بالنوافل حتی احببته فاذا احببته فكنت سمعه الذی يسمع به وبصره الذی يبصربه ويده التی يبطش بها ورجله التی يمشی بها و ان سألنی لأعطينه ولئن استعاذنی لأعيذنه وما ترددت عن شی انا فاعله ترددی عن نفس المؤمن يكره الموت و انا اكره مساء ته ولا بدله منه۔(رواه البخاری)

وعن ابی هريرة رضی الله تعالی عنه۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے:

بے شک اللہ تعالی فرماتا ہے:

☆ جو میرے ولی سے دشمنی رکھے میں اسے جنگ کا چیلنج دیتا ہوں۔

☆ اور جو میرے بندے کی طرف تقرب ﴿قرب حاصل﴾ کرے کسی چیز کے

ساتھ تو یہ محبوب تر ہے مجھے اس چیز سے جو میں نے اس پر فرض کی ہے۔

☆ اور جو بندہ ہمیشہ میری طرف تقرب کرتا ہے نوافل سے یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں۔ پس جب وہ میرا محبوب ہو جاتا ہے تو میں اس کی ''سمع'' ﴿کان﴾ ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی ''بصر'' ﴿آنکھ﴾ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کا ''ہاتھ'' ﴿بن جاتا ہوں﴾ جس سے وہ گرفت ﴿پکڑ﴾ کرتا ہے اور میں اس کا ''پیر'' ﴿بن جاتا ہوں﴾ جس سے وہ چلتا ہے۔

☆ اور اگر سوال کرے مجھ سے تو ضرور عطا فرماؤں۔

☆ اور اگر پناہ چاہے تو ضرور پناہ دوں۔

☆ اور میں جو کچھ کرنے والا ہوں اسے کسی سے نہیں پھیرتا مگر نفس مومن سے جو مکروہ رکھتا ہے موت کو اور میں ناپسند کرتا ہوں اس کی ایذا اور میں اسے ضرور اس کا بدل دوں گا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الدعوات، باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ/صفحہ ۱۹۶۔ صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق، باب التواضع)

﴿حدیث نمبر ۳۵۔﴾

وعنہ (عن ابی ہریرۃ) قال: قال رسول اللہ ﷺ: ان للہ ملٰٓئِکۃ یطوفون فی الطرق یلتمسون اھل الذکر فاذا وجدوا قوما یذکرون اللہ تنادوا: ھلموا الی حاجتکم! قال فیحفونھم

بـاجنحتهم الى السماء الدنيا قال فيسالهم ربهم وهو اعلم بهم۔ مـايـقـال عبـادى؟ قـال: يـقـولون: يسبحونك و يكبرونك و يـحـمـدونك و يـمـجـدونك۔ قــال: فيقول: هل رأونى؟ قـال: فيـقـولـون: لا۔ والـله۔ مارأوك۔ قال: فيقول: كيف لورأونى؟ قـال: فيـقـولـون: كـانـواأشـدلك عبـادة و اشدلك تمجيدا و اكثـرلك تسبيـحا۔ قال: فيقول: فما يسالون؟ قالوا: يسألونك الـجـنة۔ قال: يقول: و هل رأوها؟ فيقولون: لا۔ و الله۔ يارب! مـارأوهـا۔ قال :يقول: فكيف لورأوها؟ قال: يقولون: لوانهم رأوهـا كـانـوا اشـد عليها حرصا و اشدلها طلبا و اعظم فيها رغبة۔ قـال: فـمـم يتـعـوذون؟ قـال: يقولون: من النار۔ قال: يــقــول: فهـل رأوهـا؟ قـال: يـقـولـون: لا۔ والـلــه۔ يـا رب! مــارأوهــا؟قــال: يـقـول: فكيف لو رأوهـا؟ قـال: يقولون: لـورأوها كانوا اشد منها فراراً و اشد لها مخافة۔قال: فيقول: فـاشهـد كـم انـى قـد غفرت لهم۔ قال: يقول ملك من الملائكة: فيهـم فـلان ليـس مـنهم، انما جآء لحاجة۔ قال: هم الجلسآء لا يشقى جليسهم ۔(رواه البخارى)

وعــنــه ﴿عن ابى هريرة رضى الله تعالیٰ عنه﴾ فرمایارسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے:

بے شک اللہ کے کچھ فرشتے ہیں۔گھومتے ہیں راستوں میں کہ تلاش کرتے ہیں اہل ذکر کو۔ (ذکر کرو اور پوری مجلس ''لا الہ الا اللہ'' جتنا ہو سکے پڑھے) جب پاتے ہیں کسی قوم کو ذکر الٰہی کرتے تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں:

''یہاں ہے تمہارا مطلوب و مقصود''!

پھر ان کو ڈھانپ لیتے ہیں اپنے پروں سے آسمان دنیا تک۔

پھر سوال فرماتا ہے رب تعالیٰ:

کیا کہہ رہے ہیں میرے بندے؟ حالانکہ وہ خوب جانتا ہے۔

فرشتے عرض کریں گے:

وہ تیری تسبیح و تکبیر و تہلیل میں مصروف ہیں (اس موقع پر سنانے والا اور مجلس" سبحان الله والحمدلله لااله الاالله والله اكبر" پڑھیں جتنا ہو سکے)

پھر فرمائے گا:

کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے؟

عرض کریں گے:

نہیں۔

پھر فرمائے گا:

اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو؟

عرض کریں گے:

توزیادہ تیری عبادت وذکروتسبیح کرتے۔

(اب پہلے سے بھی زیادہ پڑھاجائے"سبحان اللہ والحمدللہ لاالہ الااللہ واللہ اکبر)

پھرپوچھے گا:

اورکیامانگ رہے ہیں؟

عرض کریں گے:

جنت۔

(مانگو" اللھم انانسألك الجنة"اے اللہ! تجھ سے جنت مانگ رہے ہیں)

سوال فرمائے گا:

کیاانہوں نے اس ﴿جنت﴾ کودیکھاہے؟

عرض کریں گے:

نہیں۔

فرمائے گا:

اگروہ اس کودیکھ لیتے؟

عرض کریں گے:

تواس کی طلب وحرص ان کوزیادہ ہوتی۔

(اللھم انا نسالك الجنة)

پھر فرمائے گا:

کس چیز سے پناہ چاہ رہے ہیں؟

عرض کریں گے:

نار سے۔

فرمائے گا:

کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے؟

عرض کریں گے:

نہیں۔

فرمائے گا:

اگر اس کو دیکھ لیتے؟

عرض کریں گے:

تو اس سے زیادہ بھاگتے اور زیادہ ڈرتے۔

(پناہ مانگئے، اور پڑھئے۔اللّٰھم نعوذ بك من النار)

پھر فرمائے گا:

اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے بے شک ان کو بخش دیا اور ان کی مغفرت فرمادی۔

ایک فرشتہ عرض کرے گا:

ان میں فلاں شخص بھی ہے جو ان میں سے نہیں۔ کسی غرض سے آیا ہے۔

فرمائے گا:

یہ وہ قوم ہے کہ ان کی برکت سے ان کا ہم نشیں بھی بدبخت نہ ہوگا۔

﴿اللہ ذکر کرنے والے کے ساتھ ہے﴾

﴿حدیث نمبر۳۶۔﴾

وعن ابی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ :ان الله تعالىٰ يقول: انا مع عبدى اذا ذكرنى و تحركت بى شفتاه۔ (رواه البخاری)

و عن ابی هريرة رضى الله تعالى عنه ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے''

(ذکر کرو'' لااله الاالله '' جتنا ہوسکے)

''اور جب متحرک ہوں اس کے لب میرے ساتھ'' (رواہ البخاری)

(متحرک کرو لب۔ ''محمد رسول اللہ'')

فوائد و تشریح

☆ ''حدیث ﴿نمبر۳۴﴾'' میں ''ولی کے دشمن کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے لڑائی کا چیلنج ہے'' اور اولیائے کرام کے دشمن وہی ہیں جن کی زبانوں سے، اطوار سے ہر طرح دشمنی و عداوت ظاہر ہورہی ہے۔

یہی رافضی کہ صدیق وفاروق وعثمان رضی اللہ عنھم واصحاب کی عداوت میں گرفتار اور خارجی عداوت اہل بیت میں۔ وہابی عداوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم وعداوت اولیائے کرام میں۔

☆ اور اس حدیث سے یہ بھی مستفاد کہ مسلمان باہمی عداوت نہ کریں۔ فرق مراتب ہرجگہ ہے۔ اگر اس کا مرتبہ تم سے زائد ہے تو اللہ تعالی کی حمایت اس کے ساتھ ہے اور تجربہ سے معلوم ہوا کہ ولی کی عداوت سے یا دولت دنیا یا اولاد یا صحت یا عافیت یا ایمان کا زوال ہوجائے گا۔

☆ اور جس کے دشمن زیادہ ہوں وہ زیادہ اللہ کو یاد کرے، زیادہ عبادت کرے۔

☆ جو زیادہ اطاعت الٰہی کرے گا وہی کامیاب ہوگا۔

☆ اور نزاع نہ کرے اور ہمیشہ حق پر ثابت قدم رہے۔

"الله ربي لا شريك له"۔ (۸۷۴بار)

"حسبنا الله و نعم الوكيل"۔(۴۵بار)

"اللہ رب محمد صلی علیہ و سلم"

"نحن عباد محمد صلی علیہ و سلم"

جتنا ہو سکے ورد کرے۔نوافل پڑھے اور استقلال سے پڑھتا رہے۔

"سیھزم الجمع ویولون الدبر"۔

(سورۂ قمر آیت ۴۵ رکوع ۱۰ پارہ ۲۷)

﴿ترجمہ: اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت اور پیٹھیں پھیر دیں گے۔کنزالایمان﴾

بھی پڑھنا دشمن کے دفع کے لئے اثر عظیم رکھتا ہے۔

حدیث شریف میں تو یہ ذکر، ولی کے دشمنوں کا فرمایا۔اب ولی کے دوستوں اور خادموں کا تذکرہ فرماتا ہے۔

"جو میرے بندہ کی طرف تقرب کرے، نزدیکی حاصل کرے کسی چیز کے ساتھ" تو اس "بندہ" سے مراد "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" ہیں اور وہ "چیز" جس کا تذکرہ فرمایا، وہ "درود شریف" ہے۔

☆ اور اولیائے کرام نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔تو "تقرب" ان سے "کسی چیز کے ساتھ" کنایہ ان کی خدمت و تعظیم و ہدایا ہیں اور بعد وصال کے کنایہ ہے "ایصال ثواب" سے۔

☆ تو یہ گیارہویں شریف حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف ہدیہ ہے، ایصال ثواب ہے کہ اسی طرح سے تقرب ہوتا ہے اللہ کے بندے اولیائے کرام

کی طرف۔

☆اور اسکے بندے عوام مسلمین بھی کہ ان کی طرف تقرب ہوتا ہے ہدایا، دعوتوں، تواضع، مزاج پرسی، عیادت، صلہ رحم، غرباء ومساکین کو کھانا کھلانا اور ایک دوسرے کی حاجت روائی کے ساتھ۔ مگر خاص مضمون تو ولی کے متعلق ہے۔اور ولی مخفی ہیں اور ظاہر بھی اور ہر مسلمان بقدر اپنے مرتبہ کے اس کی ولایت سے حصہ رکھتا ہے۔تو سب کے ساتھ ہی تواضع کے ساتھ برتاؤ کرے۔جن کے درجات ظاہر ہیں ان کے ساتھ مراتب کے لحاظ سے معاملہ کرے۔

تو فرماتا ہے:

''یہ چیز یعنی''محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف''اور ولی کی تعظیم وخدمت مجھے محبوب تر ہے اس چیز سے جو میں نے اس پر فرض کی ہے۔اور جب بندہ تقرب نوافل سے کرتا ہے اور محبوب الٰہی ہو جاتا ہے تو" فنا فی الله "ہو جاتا ہے۔اب اس کو بشریت کے معیار سے نہ جانچو۔اب اس سے وہ ظہور میں آتا ہے کہ طاقت بشری اس سے عاجز ہے بلکہ اس کا فہم بھی اس کو مشکل۔ایسے کی دعا مقبول جو مانگے ضرور دوں''۔

☆اسی لیے ان سے دعا کراتے ہیں اور ان کے مزارات پر حاضری دیتے ہیں کہ:

" نبی اللّٰہ حی یرزق "۔حدیث۔

﴿ترجمہ﴾ اللہ کے نبی زندہ ہیں، روزی دیے جاتے ہیں۔

☆شہدائے کرام زندہ ہیں۔

"ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا"۔

(سورۂ آل عمران آیت ۱۶۹؍رکوع ۸؍ پارہ ۴)

﴿ترجمہ: جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے تم انہیں مردہ نہ سمجھو﴾

☆اولیائے کرام زندہ ہیں حیات ابدی کے ساتھ۔ جیسا حدیث کا آخری حصہ فرماتا ہے کہ:

''میں کسی سے اپنی تقدیر جسے میں کرنے والا ہوں نہیں پھیرتا مگر نفس مومن سے جو مکروہ رکھتا ہے موت کو اور میں ناپسند کرتا ہوں اس کا رنجیدہ کرنا''۔ تو مرتے ہیں مگر آن کے لیے۔ "كل نفس ذائقة الموت"۔

☆''حدیث﴿نمبر﴾۳۵''﴿میں﴾ ذکر کی ترغیب ہے اور یہی ولایت ہے مگر تقوی ضروری ہے کہ گناہوں سے بچے اور توبہ واستغفار کرے اور حدیث کا یہ حصہ " لا يشقى بهم جليسهم "۔﴿ترجمہ﴾ ان کا ہمنشیں ان کی وجہ سے شقی، بدبخت نہیں، تو یہ " بهم "، ان کی برکت وکرامت وفیض کا اظہار ہے۔ تو انہیں کے ساتھ بیٹھے کہ۔

صحبت صالح ترا صالح کند۔ صحبت طالح ترا طالح کند

دیدن عالم عبادت ایں بود۔ فتح ابواب سعادت ایں بود

نیم ساعت صحبت با اولیا۔ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

﴿ترجمہ: (۱) نیک آدمی کا ساتھ تجھے نیک اور برے کا ساتھ تجھے برا بنا دے

گا (۲) عالم کا دیکھنا عبادت اور سعادت و نیک بختی کے دروازے کھلنے کا سبب ہے (۳) نصف ساعت اولیائے کرام کے ساتھ رہنا یہ بناریا کاری والی سو سالہ طاعت وفرمانبرداری سے بہتر ہے ﴾

اور صحبت بد مذہب سے ایسا بھاگے جیسا سانپ سے بھاگتا ہے۔

"فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظٰلمین"۔

(سورۂ انعام آیت ۶۸ رکوع ۱۴ / پارہ ۷)

﴿ترجمہ: تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ ﴾

☆ "حدیث ﴿نمبر﴾ ۳۶" میں "تحرک شفتین" دونوں ہونٹوں کے ہلنے سے مراد "محمد رسول اللہ" کہنا اور "درود شریف" پڑھنا ہے۔ کہ "لاالہ الااللہ" کہنے میں زبان ہلتی ہے مگر ہونٹ ساکن رہتے ہیں۔

"اور میں اس کے ساتھ ہوں جب اس کے لب ہلتے ہیں میرے ساتھ" یہاں ﴿حدیث شریف میں﴾ "میرے ساتھ" سے کنایہ ہے کہ "میں بھی درود بھیج رہا ہوں" ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی۔الاٰیۃ۔

(سورۂ احزاب آیت ۵۶ / پارہ ۲۲ / رکوع ۴)

﴿ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر۔ کنزالایمان ﴾

کتاب الصلوٰۃ علی النبی

﴿حدیث نمبر ۳۷۔﴾

عن ابی الدردآء قال: قال رسول اللہ ﷺ: اکثروا الصلٰوۃ علی یوم الجمعۃ۔فانہ مشھود یشھدہ و الملٰئکۃ۔ و ان احدلم یصل علی الا عرضت علی صلٰوتہ حتی یفرغ منھا۔ قال: قلت: و بعد الموت؟ قال: ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیآء۔ فنبی اللہ حی یرزق۔(رواہ ابن ماجۃ)

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

زیادہ کرو درود بھیجنا مجھ پر جمعہ کے دن کہ اس میں حاضر ہوتے ہیں فرشتے اور تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں کہ جو میرے اوپر درود بھیجتا ہے ﴿مگر﴾ وہ پیش کر دیا جاتا ہے میرے حضور میں ۔ یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو۔

کہا:

یارسول اللہ! آپ کے انتقال فرما چکنے کے بعد بھی؟

آپ نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالی نے حرام فرما دیا ہے زمین پر نبی کے جسم کا کھانا تو اللہ کا نبی زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ صفحہ ۱۲۱۔سنن ابن ماجہ جلد ا صفحہ ۵۲۴ حدیث نمبر ۱۶۳۷)

﴿آقا پر درود بھیجنے کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر۳۸۔﴾

وعن ابی مسعود قال: قال رسول الله ﷺ :اولی الناس بی یوم القیامة اکثرهم علی صلوٰة۔(رواه الترمذی)

وعن ابن مسعود رضی الله تعالی عنه ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے:

لوگوں میں مجھ سے قریب تر روز قیامت وہ شخص ہے جو مجھ پر زیادہ درود وسلام بھیجتا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ صفحہ ۸۶۔ سنن ترمذی جلد ا صفحہ ۳۵۴ حدیث نمبر ۴۸۴)

﴿ذکر رسول پر درود نہ بھیجنے والا بخیل﴾

﴿حدیث نمبر۳۹۔﴾

وعن علی رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: البخیل الذی من ذکرت عنده فلم یصل علی۔(رواه الترمذی و رواه احمد عن الحسین بن علی وقال الترمذی: هذا حدیث حسن صحیح غریب)

وعن علی رضی الله تعالی عنه۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

بخیل وہ شخص ہے کہ میں ذکر کیا گیا اس کے نزدیک تو مجھ پر درود نہ بھیجے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ صفحہ ۸۷۔ سنن ترمذی جلد ۵ صفحہ ۵۱۵ حدیث نمبر ۳۵۴۶۔ مسند احمد جلد ا صفحہ ۲۰۱)

﴿ کثرت سے درود بھیجنے کی فضیلت ﴾

﴿ حدیث نمبر ۴۰۔ ﴾

وعن ابی بن کعب قال: قلت: یا رسول الله! انی اکثر الصلوٰۃ علیك فکم اجعل لك من صلوٰتی؟ فقال: ما شئت۔ قلت: الربع؟ قال: ما شئت فان زدت فهو خیر لك۔ قلت: النصف؟ قال: ما شئت فان زدت فهو خیر لك۔ قلت: فالثلثین؟ قال: ماشئت فان زدت فهو خیر لك۔ قلت: اجعل لك صلوٰتی کلها۔ قال: اذا یکفی همك ویکفر لك ذنبك۔

(رواه الترمذی)

و عن ابی ابن کعب رضی الله تعالی عنه۔ میں ﴿ابن کعب﴾ نے عرض کی:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ پر بکثرت درود وسلام بھیجتا ہوں تو کتنا بھیجوں؟

تو آپ نے فرمایا:

تو جتنا چاہے۔

میں نے عرض کی:

چہارم؟ (کل وظائف کا)

آپ نے فرمایا:

جتنا تو چاہے اور جتنا زیادہ کرے تیرے لئے خیر ہے۔

میں نے عرض کی:

نصف؟

آپ نے فرمایا:

جتنا تو چاہے اور جتنا زیادہ کرے خیر ہے۔

میں نے عرض کی:

دو تہائی؟

فرمایا:

جتنا چاہے اور جتنا زیادہ کرے بہتر ہے۔

میں نے عرض کی:

اب میں کُل درود ہی پڑھوں گا۔

آپ نے فرمایا:

یہ تیرے ہر غم والم کے لئے کافی ہے اور تیرے گناہوں کو میٹ دے گا''۔

فوائد و تشریح

☆ حدیث ابی الدرداء میں ''وہ پیش کر دیا جاتا ہے میرے حضور، یہاں تک کہ فارغ ہو''، اس ﴿ارشاد﴾ سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ:

''درود پڑھنے والا حاضرِ دربار ہوتا ہے جب تک وہ درود پڑھتا رہتا ہے''۔

تو درود کی پیشی بایں طور ہو کہ یہ حضور کے ''مسمع و مبصر'' میں ہو۔اور فرشتے بھی پیش کرتے ہیں۔

یہ جیسے قبور میں نکیرین سوال کرتے ہیں " ما تقول فی ھذا الرجل " ﴿ترجمہ﴾ کیا کہتے ہو تم ان صاحب کے بارے میں؟ یعنی حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان کی قبور میں تشریف فرما ہوتے ہیں یا روضۂ مبارکہ تک کشادہ ہو جاتا ہے۔

☆ اس حدیث مبارکہ میں حیات مبارکہ کا واضح ثبوت ہے پھر بھی ﴿معاند انکار کرتا ہے حالانکہ﴾ جب حیات شہداء قرآن شریف سے ثابت اور وہ ﴿شہید﴾ درجے میں انبیائے کرام سے کہتر وادنیٰ تو جو ادنی کے لئے ثابت وہ اعلیٰ کے لئے بدرجۂ اعلی ثابت۔

☆ ''حدیث ﴿نمبر﴾ ۳۹'' میں ''بخیل وہ ہے جو درود نہ پڑھے'' اور یہ صفت منافق کی ہے اور " منفق " ﴿خرچ کرنے والا﴾ بمعنی ''سخی'' یہ صفت مومن کی ہے۔

تو ''سخاوت'' قرآن شریف میں کنایہ ہوا ''درود پڑھنے'' سے اور مومن ومنافق میں ''مابہ الامتیاز'' درود وسلام ہی ہے کہ نماز وہ بھی پڑھتا ہے۔تو یہ ''شعار

ایمان'' ہوا۔

☆ ان احادیث سے درود شریف کی فضیلت ثابت ہے اور یہ عمل اللہ تعالی کو محبوب تر ہے۔

☆ تجربہ شاہد ہے کہ دین و دنیا کی برکات درود شریف سے حاصل ہوتی ہیں اور ﴿درود پاک﴾ ''غم وہم'' کا دافع ہے۔

☆ تجربہ شاہد ہے کہ ہزار ہا مقدمات میں اس سے کامیابی ہوئی۔

☆ گناہگار کی بخشش کا سہل وسیلہ ہے۔

☆ فوائد بے شمار ہیں۔

مریض کو شفا ہوگی۔

مقروض کا قرض ادا ہوگا۔

دولت و مال میں برکت ہوگی۔

ہر حاجت و مراد پوری ہوگی۔

گھر میں لکھ کر لگانا خیر و برکت و حفاظت کا باعث۔

والصلوٰۃ والسلام علی محمد سید المرسلین و آلہ و صحبہ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین۔

مرکز اہل سنت بریلی شریف کی چند خصوصیات

از: محمد سلیم بریلوی

بریلی شریف کی مرکزی حیثیت:۔

امام اہل سنت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی، مذہبی، مسلکی، علمی اور روحانی خدمات کی بنیاد پر بریلی شریف کو عالم سنیت میں مرکز اہل سنت کی حیثیت سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ یوں تو اعلیٰ حضرت کے گھرانے میں رشد و ہدایت، بیعت وارشاد اور فتویٰ نویسی کا سلسلہ آپ کے جد امجد سیدنا مفتی محمد رضا علی خاں علیہ الرحمہ ہی کے زمانے (۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) سے باقاعدگی کے ساتھ جاری وساری تھا جس کو اعلیٰ حضرت کے والد ماجد امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی نقی علی خاں علیہ الرحمہ نے مزید استحکام بخشا مگر امام اہل سنت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو نشان امتیاز عطا فرمایا۔ آپ کے دور میں آپ کے علم وفضل کی شہرت کی وجہ سے پوری دنیائے سنیت کے خطے خطے سے علماء، مشائخ اور عوام وخواص آپ کی طرف پروانہ وار کشاں کشاں آنے لگے حتیٰ کہ ایک زمانہ وہ بھی آیا کہ جب علمائے اہل سنت کی مقتدر اور عبقری شخصیتوں نے آپ کو مجدد تسلیم کیا اور بریلی شریف کو اپنا مرکز مانا۔

ذات اعلیٰ حضرت سنیت کا نشانِ امتیاز:۔

سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں قدس سرہ نے اپنی مخلصانہ، دینی و مذہبی، مسلکی ومشربی اور علمی وروحانی خدمات کے ذریعہ بریلی شریف اور خانوادۂ رضویہ کونشان امتیاز بخشا اوراس طرح بخشا کہ ان کی ذات ہی خوش عقیدگی اور ٹھوس سنیت کی کسوٹی اور معیار بن گئی۔اہل سنت نے امام اہل سنت کی بے مثال دینی خدمات کی وجہ سے بریلی شریف کو مرکز اہل سنت تسلیم کیا۔اس دار فانی سے امام اہل سنت کے کوچ کر جانے کے بعداُن کے دونوں شہزادگان حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں اور تاجدار اہل سنت سیدی سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مرکز اہل سنت بریلی شریف کی مرکزیت کو ہر جہت سے مضبوط و مستحکم کرنے کا زریں کارنامہ انجام دیا۔حضور مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمہ بھی شب وروز مرکز ومسلک کے استحکام میں مصروف رہے۔سرکار مفتی اعظم ہنداور حضرت جیلانی میاں کے وصال کے بعد ریحان ملت حضرت علامہ مفتی محمد ریحان رضا خاں علیہ الرحمہ نے خاندان اعلیٰ حضرت اور مرکز اہلسنت کی آن بان شان کو برقرار رکھا، ملک و بیرون ملک کے بیشمار دورے کر کے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کو فروغ بخشا۔جن ملکوں میں خانوادۂ رضویہ بزرگوں میں سے کوئی نہ پہنچا وہاں حضرت ریحان ملت ہی سب سے پہلے تشریف لے گئے ۔خاندان اعلیٰ

حضرت کے بزرگوں میں سے بیرون ملک کے اسفار سب سے پہلے حضرت ریحان ملت ہی نے شروع کیۓ۔قدرت کی طرف سے اگر چہ انہیں بہت کم عمر نصیب ہوئی تھی مگراس مختصر سی مدت میں انہوں نے مذہب ومسلک اورمرکز اہل سنت کی بے شمار خدمات انجام دیں۔مرکز اہل سنت کوخوب سے خوب ترتقویت بھی پہنچائی اور اسے استحکام بھی بخشا۔ہندوستان کے علاوہ پاکستان، نیپال، موریشس،افریقہ،ہالینڈ،امریکہ،سرینام جیسے بہت سے مما لک کا انہوں نے سفر کیا۔ان خطوں اورملکوں میں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترسیل وتبلیغ کے ساتھ سلسلۂ قادریہ،برکاتیہ،رضویہ کوبھی خوب فروغ بخشا۔خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت،یادگار اعلیٰ حضرت جامعہ رضویہ منظراسلام میں بہت سارے تعمیری اور ترقیاتی کام کرائے۔

عہداعلیٰ حضرت میں بریلی شریف کی مرکزیت:۔

اللہ تعالیٰ کا یہ خاص کرم ہے کہ اس نے شہر بریلی شریف میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ کو پیدا فرما کر ہمارے اس شہرکومرکز اہل سنت بنا دیا۔ویسے تو اعلیٰ حضرت کے آباواجداد بھی اپنے اپنے دور میں روحانی پیشوااور دینی مقتدا تسلیم کیۓ گیۓ۔اس لئے آپ کے جد امجد حضرت علامہ رضاعلی خاں علیہ الرحمہ کو’’قطب بریلی‘‘کے نام سے یاد کیا گیا لیکن بریلی شریف کو دنیاۓ سنیت کا مرکز ہونے کا شرف امام اہل سنت کی بےلوث دینی ومسلکی خدمات کی

بنیاد پر حاصل ہوا۔

عہدِ حجۃ الاسلام میں مرکز اہلسنت کا استحکام:۔

اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد محبین و معتقدین تو پُر امید تھے مگر حاسدین اور معاندین زیرلب تبسم ریز تھے کہ اب بریلی کی مرکزیت ختم ہو جائے گی کیونکہ اب ان کے مشن کو آگے بڑھانے والا اُن جیسا کوئی نہیں۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ مشیت خداوندی نے شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام، حضرت علامہ حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کو دین متین کی خدمت کے لیے منتخب فرمالیا جنہوں نے اپنی فکر و دانش، علم و عمل اور جد و جہد سے یہ ثابت کر دیا کہ بیٹا اپنے والد بزرگوار کی طرح تقدیس الوہیت اور تعظیم رسالت کا پرچم بحسن و خوبی بلند رکھنے کا اہل بھی ہے اور صالح بھی۔ چنانچہ انہوں نے اپنی دینی خدمات کے ذریعہ اسلام و سنیت کا بخوبی تحفظ بھی فرمایا اور اسلاف کرام خصوصاً اعلیٰ حضرت کے افکار و نظریات حقہ کو عام بھی کیا۔ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کو بھی فروغ دیا اور بدمذہبوں کا بھی ہر محاذ پر مقابلہ کیا اور ردّ بلیغ بھی فرمایا۔

عہد مفتیِ اعظم ہند میں مرکز اہلسنت کی بہاریں:۔

ان کے وصال کے بعد پھر مخالفین و معاندین کے دلوں میں یہ فتور جاں گزیں ہوا کہ اب بریلی کی مرکزیت ختم ہو جائے گی کہ حجۃ الاسلام جیسا اب اس خاندان میں کوئی نہیں۔ اب کون یہاں سے بریلی کی مرکزیت کو استحکام بخشے گا؟ مگر اللہ

رب العزت نے انہیں کے دور میں اُن کے چھوٹے بھائی اور اعلیٰ حضرت کے چھوٹے شہزادے تاجدار اہل سنت سرکار مفتی اعظم ہند کو اس عظیم دینی خدمت اور عشق رسول کے پیغام کو عام کرنے کے لیے منتخب فرما دیا۔آپ اہل سنت و جماعت کے مقتدا تسلیم کئے گئے۔آپ نے بھی خوب سے خوب تر مسلمانان اہل سنت کی ہر محاذ پر پیشوائی فرمائی۔

عہد مفسر اعظم ہند میں مرکز اہلسنت کی ارتقائی حیثیت:۔

حجۃ الاسلام کے بڑے شہزادے سرکار مفسر اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ نے بھی اپنے چچا جان اور خسر محترم سرکار مفتی اعظم ہند کا دست و بازو بن کر ہر میدان میں اہل سنت کے پرچم کو بلند فرمایا، مرکز اہلسنت کو تقویت بخشی۔اعلیٰ حضرت کی علمی یادگار منظر اسلام کو خوب سے خوب تر ترقیاتی راہ پر گامزن کیا، منظر اسلام کے تابناک ماضی کو اپنے عہد میں اپنا سب کچھ نچھاور کر کے نہ صرف یہ کہ برقرار رکھا بلکہ اس میں مزید سدھار ونکھار بھی پیدا فرمایا۔خانقاہ رضویہ کے اوقاف کی بھی حفاظت فرمائی اور مرکز اہلسنت میں بے شمار علمی اور تعمیری کام بھی کرائے۔اعلیٰ حضرت کی کتابوں کو طبع کرا کر دنیا کے خطے خطے میں پھیلانے کا بھی کارنامہ انجام دیا اور ''لسان رضا'' کی عملی تصویر بن کر ملک کے خطہ خطہ تک اعلیٰ حضرت اور اپنے مشائخ کرام کے پیغام کو عام کر کے جماعت اہلسنت کی مضبوط قیادت بھی فرمائی اور ان کے عقائد و معمولات کی

حفاظت و پاسبانی کے لئے حتی الامکان کوششیں بھی فرمائیں۔

عہد ریحان ملت میں مرکز اہلسنت کی شان:۔

ان دونوں بزرگوں کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد پھر حاسدین کی باچھیں کھل گئیں اور دشمنان اہل سنت بغلیں بجانے لگے کہ اب بریلی شریف میں کوئی نہیں رہا جو اہل سنت کی پیشوائی کرے اور عقائد اہل سنت کی ترویج و اشاعت کا کارنامہ انجام دے۔مگر قدرت نے ایک بار پھر ان کے ارادوں کو اور ان کی باطل تمناؤں کو خاک میں ملا دیا کہ جب بریلی شریف کی مسند سجادگی پر ریحان ملت حضرت علامہ ریحان رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان متمکن ہوئے۔انہوں نے نہ صرف ہندوستان بلکہ عالمی سطح پر مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم بلند فرمایا۔مرکز کی آن بان شان کے لئے حضرت ریحان ملت کے جو کارنامے ہیں وہ بلا شبہ آبِ زر سے لکھ کر دنیا والوں کے سامنے لائے جانے کے لائق ہیں۔ ان شاء اللہ بہت جلد دنیا ان کی خدمات کو سینہ قرطاس پر دیکھے گی۔

عہد حاضر میں مرکز اہلسنت کی حیثیت:۔

حضرت ریحان ملت کے وصال کے بعد جہاں خانقاہ عالیہ رضویہ اور درگاہ اعلیٰ حضرت کے تعمیری اور ترقیاتی کاموں، بروقت اعراس کے انتظامات، ملک و بیرون ملک سے مرکز اہل سنت میں حاضر ہونے والے مہمانوں کی بیشمار ضروریات کے اہتمام و انصرام اور اندرونی معاملات کی بحسن وخوبی انجام دہی

کے لیے ریحان ملت کے شہزادے حضرت صاحب سجادہ حضور سبحانی میاں صاحب منتخب ہوئے۔ وہیں عالمی سطح پر مرکز اہل سنت کی مرکزیت، فقہ وفتاویٰ کے میدان میں اس کی خصوصیات، بدمذہبوں کے رد وابطال میں اس کی مثالی خوبیوں اوراس کے علمی امتیازات کے تحفظ و پاسبانی کے لیے اللہ رب العزت نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ اور بزرگان دین کے طفیل تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں علیہ الرحمہ کومنتخب فرما دیا۔جنھوں نے ہر میدان میں اپنے بزرگوں اوراسلاف امت کے عقائدونظریات کومبرہن اور مدلل کرنے کے ساتھ خوب سے خوب تراس کی ترویج و اشاعت کی۔سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کوایسافروغ بخشا کہ اتنافروغ آج تک کسی کے ذریعہ سے نہ ہوا۔

اللہ کا بے پناہ احسان، رسول اکرم ﷺ کا عظیم صدقہ اور بزرگانِ دین کا بے انتہافیضان کہ خانوادۂ رضویہ کے افرادکواللہ تبارک وتعالیٰ نے دین وسنیت کی خدمات کا خوب سے خوب تر جذبہ عطا فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے موجودہ شاہزادگان میں سے ہر ایک اپنے اپنے طور پر مرکز ومسلک کی خدمات انجام دینے کے لئے ہر وقت کمر بستہ ہے۔اللہ تعالیٰ خانوادۂ رضویہ کی عظمت ورفعت کو قیامت تک باقی رکھے۔

خانقاہ رضویہ کے خانقاہی اختصاصات:۔

یوں توخاندان اعلیٰ حضرت کی پہچان یہاں کے بزرگوں کی بے مثال

دینی ومذہبی اور علمی خدمات کی بنیاد پر ہوئی ہے۔فقہ وفتاویٰ کے میدان اور عشق رسول کی حفاظت و پاسبانی کے سلسلہ میں اس خاندان کی خدمات نا قابل فراموش ہیں۔ان خدمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں رشد وہدایت اور بیعت وارشاد کے میدان میں بھی بے مثال امتیازات و اختصاصات سے نوازا ہے۔ اس خاندان میں بیعت وارشاد اور خانقاہی رسوم کی ادائیگی شریعت وطریقت اور معرفت وروحانیت کی مکمل پاسداری کے ساتھ کی جاتی ہے۔اس خاندان سے سلسلہ قادریہ اور صوفیانہ رسم ورواج کو جس قدر فروغ حاصل ہوا وہ بلا شبہ تاریخ تصوف کا ایک اہم اور روشن وتابناک باب ہے۔

رشد وہدایت ، بیعت وارشاد اور خانقاہی رسوم کی ادائیگی کا سلسلہ اعلیٰ حضرت کے جد امجد سیدنا مفتی محمد رضا علی خاں علیہ الرحمہ ہی کے زمانے (۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء) سے باقاعدگی کے ساتھ جاری وساری تھا مگر سرکار اعلیٰ حضرت کے دینی ومذہبی بے مثال کارناموں کی وجہ سے پوری دنیائے سنیت کے خطہ خطہ سے علما، مشائخ اور عوام وخواص آپ کی طرف پروانہ وار کشاں کشاں آنے لگے،جس کی وجہ سے اس خانقاہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کو بے پناہ فروغ حاصل ہوااور پھر دیکھتے ہی دیکھتے متحدہ ہندوستان میں سلسلہ قادریہ کو بے حد عروج وارتقا حاصل ہونے لگا۔

خانقاہ رضویہ کا ایک جامع تعارف کراتے ہوئے استاذ گرامی وقار حضرت علامہ

مفتی ڈاکٹر ارشاد احمد رضوی ساحلؔ شہسرامی تحریر فرماتے ہیں کہ:

مرکز اہل سنت بریلی شریف کا خانوادۂ رضویہ دو سو سال سے امت مسلمہ کی قیادت اور سیادت کا فریضہ انجام دیتا آرہا ہے۔اس خانوادۂ عالیہ میں سات پشتوں سے ولایت وکرامت کا تسلسل برقرار ہے،لیکن اسے عالمگیر شہرت اور مقبولیت،امام اہل سنت،مجدد دین وملت، عارف باللہ، قطب الارشاد، عاشق رسول، شیخ الاسلام والمسلمین،اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ [۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء-۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء] کی ذات ستودہ صفات کی بدولت نصیب ہوئی۔پھر سلسلۂ قیادت وسیادت اور شہرت ومقبولیت کو آپ کے شہزادگان حجۃ الاسلام،مرشد الانام حضرت علامہ شاہ محمد حامد رضا قادری [م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء]،مفتی اعظم قطب عالم شاہ مصطفیٰ رضا قادری [م ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء]،مفسر اعظم ہند حضرت ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں،مفکر اعظم ریحان ملت حضرت علامہ مفتی ریحان رضا خاں اور نبیرۂ اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ سراج الطریقہ قطب زماں قاضی القضاۃ فخر ازہر علامہ شاہ اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم القدسیہ (علیہ الرحمہ) اور موجودہ صاحب سجادہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت،محسن قوم وملت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں ودیگر خانوادۂ اعلیٰ حضرت نے اپنی بے لوث دینی،علمی،روحانی،ملی خدمات کے ذریعہ تسلسل کے ساتھ باقی رکھا اور اس سلسلے کو عالمی سطح پر مزید وسعت بخشی۔

خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ برصغیر میں سلسلۂ قادریہ کو فروغ دینے والی ایک عظیم خانقاہ ہے۔جس تناسب سے سلسلۂ قادریہ کا فروغ اس خانقاہ عالیہ کے ذریعہ ہوا

اور ہو رہا ہے، وہ اپنے آپ میں بے نظیر ہے۔ براہ راست خانوادۂ رضویہ کے مشائخ طریقت کے ذریعہ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ سے وابستہ ہونے والے افراد کی تعداد بارہ سے پندرہ کروڑ تک پہنچتی ہے اور آئے دن اس میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور خاص بات یہ ہے کہ سلسلۂ قادریہ رضویہ کی یہ وسعت صرف ایک صدی کی دین ہے۔ بعض دیگر خانقاہوں کی طرح اپنے خلفا کے مریدین کو خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ اپنے خانے میں ڈالنے کی قائل نہیں، ورنہ رضوی قادریوں کی تعداد میں کئی کروڑ کا مزید اضافہ ہو جائے۔

خانقاہ قادریہ رضویہ، بریلی شریف کی چند خصوصیات حسب ذیل ہیں:

- علم و فضل اور تصنیف و تالیف کی خوبیاں بہت سی خانقاہوں اور خانوادوں میں ملتی ہیں، لیکن جیسی وسعت، ہمہ گیری اور مقبولیت خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ کے مشائخ کی تصانیف عالیہ کو نصیب ہوئی، وہ اپنے آپ میں بے نظیر ہے۔ یہ خانقاہ تقریباً دو صدی کی مدت میں ڈیڑھ ہزار سے زائد نہایت قیمتی تصانیف امت مسلمہ کو نذر کر چکی ہے جن کی گراں قدری، ہمہ گیری، حوالہ جاتی حیثیت اور اشاعت کا پھیلاؤ اس قدر عظیم ہے کہ یہ بحر و بر کی وسعتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ چکی ہیں اور کروڑوں کی تعداد میں چھپ کر یورپ، ایشیا، مشرق وسطیٰ، عالم عرب، آسٹریلیا اور افریقہ کے براعظم میں پھیل چکی ہیں۔ صرف اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی مطبوعہ تصانیف تین سو سے زائد ہیں، کئی سو مخطوطات کی صورت میں ہیں اور نہ جانے کتنی گردش زمانہ کی نذر ہو گئیں۔ حضرت حجۃ الاسلام کی بھی کئی تصانیف مبارکہ ہیں۔ حضرت مفتی اعظم قطب

عالم قدس سرہٗ کی تصانیف کی تعداد تقریباً پچاس ہے۔حضرت مفسر اعظم ہند کی تصانیف بھی ایک درجن سے زائد ہیں۔حضرت تاج الشریعہ کی تصانیف مبارکہ ستّر سے تجاوز کر چکی ہیں جو عربی، انگریزی اور دیگر زبانوں میں ترجمہ اور شائع ہو کر عالم عرب اور یوروپی ممالک میں پھیل چکی ہیں۔ یہ تصانیف عالیہ ملت اسلامیہ کے ایمانی تحفظ، علمی افادے اور روحانی بالیدگی میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں اور ہر جگہ اہل سنت کے لئے حوالہ اور ماخذ کا کام دیتی ہیں۔اسی بنیاد پر بریلی شریف کو اہل سنت کی مرکزیت نصیب ہے۔

نعت ومناقب کے مجموعے دیگر عالی خانقاہوں کے بزرگوں نے بھی پیش کرنے کی سعادت حاصل فرمائی ہے جن میں سے بعض مجموعے اور کلام عوام اہل سنت میں خاصے مقبول اور رائج ہیں لیکن خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ کے مشائخ کے تحریر فرمودہ مجموعہ ہائے نعت ومناقب کو جیسا قبول عام اور رواج دوام حاصل ہے، وہ اپنے آپ میں بے مثل و بے مثال ہے۔ یہ ان بزرگوں کی اللہ اور اس کے مقدس رسول ﷺ کی بارگاہ میں قرب خاص اور مقبولیت کی روشن دلیل ہے۔اعلیٰ حضرت ،استاذ زمن ، حضرت حجۃ الاسلام، سرکار مفتی اعظم ،حضور ریحان ملت اور حضرت تاج الشریعہ کے کلام کو اہل سنت کے درمیان لا فانی مقبولیت حاصل ہے۔صرف حدائق بخشش کے لاکھوں نسخے ہر سال شائع ہو کر محبان رسول کے ہاتھوں میں پہنچتے ہیں۔کلام رضا اور سلام رضا کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ یہ ساری دنیا میں پورے ذوق وشوق کے ساتھ پڑھا اور سنا جاتا ہے،حتیٰ کہ جہاں اردو زبان جاننے والے عام طور سے نہیں ملتے ، وہاں بھی یہ سلام روزانہ بعد نماز فجر اور میلاد شریف کی محفلوں میں پڑھا جاتا ہے۔ایک

صاحب نے بتایا کہ میں ایک ایسے ملک میں پہنچا جہاں زمین کی سرحدیں ختم ہوجاتی ہیں اورصرف سمندر رہ جاتا ہے، اور وہاں کے لوگ اردو زبان سے بھی واقف نہیں، وہاں بھی میں نے فجر کی نماز کے بعد سلام رضا کا نغمہ اپنے کانوں سے سنا۔ بقول علامہ کوثر نیازی ''اذان کے بعد فضاؤں میں سب سے زیادہ گونجنے والا کلام اور نغمہ سلام رضا ہے۔'' جس سے ایمان کو بالیدگی نصیب ہوتی ہے۔ ذٰلك فضل الله يوتيه من يشاء۔

عملیات کی دنیا میں بہت سے بزرگوں کی کتابیں موجود اور رائج ہیں لیکن جیسی مقبولیت ''شمع شبستان رضا'' اور ''مجموعۂ اعمال رضا'' کو ملی، وہ بے مثل ہے۔ بلا مبالغہ شمع شبستان رضا کی ہزارہا ہزار جلدیں ہر سال فروخت ہوتی ہیں اور درجنوں طباعتی ادارے اسے شائع کرتے ہیں۔ ایک حاسد خانقاہ نے اس کے بالمقابل اپنی شبستان کی شمع روشن کی لیکن وہ شمع شبستان رضا کے بالمقابل بالکل پھیکی اور ماند رہی۔

سرکار اعلیٰ حضرت اور سرکار مفتی اعظم قطب عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مستخرجہ نقوش وتعویذات بھی پوری دنیا میں مقبول ومعروف ہیں اور آج بھی خلق خدا کی حاجت روائی اور دستگیری کرتے ہیں، بالخصوص اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا چراغ قادری اور سرکار مفتی اعظم قطب عالم قدس سرہٗ کا تحفۂ نوری، امت مسلمہ کے لئے لازوال تحفہ اور آسیب، سحر اور شر دشمناں کو دفع کرنے میں بعونہ تعالیٰ اکسیر ہے۔ بریلی شریف کے تعویذات ونقوش اور تعویذات پر مشتمل انگشتریاں افادیت، مقبولیت اور شہرت میں

بے نظیر ہیں۔ یہ بھی اس خانقاہ عالیہ کی ایک عظیم ملی، دینی اور سماجی خدمت ہے۔

شریعت کی پابندی اور علم دین کا فروغ خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ اور اس سے وابستگان کی خاص پہچان ہے۔اسی لئے یہ خانقاہ اور اس کے منتسبین ،متوسلین اور اس کی نیازمند خانقاہیں غیر شرعی رسوم وخرافات سے بالکل پاک اور جادۂ شریعت مصطفویہ پر پوری استقامت کے ساتھ جمی رہتی ہیں۔عقیدے کا تصلب اور شریعت کا اہتمام اس خانقاہ عالیہ کی شناخت ہے۔میرے ایک چشتی دوست نے دوران گفتگو مجھ سے بیان کیا کہ ''میں نے حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے جتنے مرید بھی دیکھے،سب میں عقیدے کی پختگی کے ساتھ خشیت الٰہی کا عنصر خاص طور سے پایا۔'' یہ خانقاہ عالیہ رضویہ کے مشائخ کی بارگاہ خدا ورسول ﷺ میں مقبولیت کی دلیل ہے کہ ان سے وابستہ ہونے والا بھی اللہ والا ہو جاتا ہے۔

خانقاہیت اور بیعت وارشاد کا ہمہ گیر اور وسیع ترین خداداد سلسلہ، خانوادۂ رضویہ پر عنایات ربانی کا صرف ایک گوشہ ہے۔اس خانوادۂ کریمہ کا اصل طرۂ امتیاز یہ ہے کہ اس نے دوصدی کے دوران ہر زمانے میں تحفظ ایمان وسنیت کا مشن جاری رکھا ،عشق مصطفےٰ کی شمع فروزاں رکھی ،اس کی لو کبھی مدھم نہ ہونے دی ،ناموس مصطفےٰ کی حفاظت کے لئے ہمیشہ سینہ سپر رہا۔اسلام پر غیروں یا اپنا کہلانے والوں نے جب بھی نگاہ ترچھی کی ،اساطین خاندان رضویہ نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اپنی مساعی جمیلہ سے اسلامی قدریں اس قدر محفوظ اور مستحکم رکھیں کہ ہلائے نہ ہلیں۔اسلام وسنیت اور شریعت کے خلاف جس کے قدم بھی اٹھے،اس خانوادۂ کریمہ نے پاسبانئ اسلام کے فرائض پوری تندہی اور ذمہ داری سے ادا کئے۔اللہ کی رضا کے حصول کے لئے کسی بھی

دنیاوی مصلحت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تحریک قادیانیت ،وہابیت ،نیچریت ،دیوبندیت،رافضیت ، بہائیت،شمع نیازی ،جاہل مستصوفین کی ہر بے راہ روی کا تعاقب یہاں سے کیا گیا،انہیں دعوت اصلاح وتوبہ دی گئی۔جنہوں نے بے راہ روی سے توبہ کر لی ،انہیں سینے سے لگالیا گیا ،ورنہ اہل سنت کوشرعی حکم کے مطابق ان سے رابطہ ختم کر لینے کی تلقین کی گئی۔دین وشریعت کے معاملے میں اس خانوادے کا معیار اکھرااور بےلوث ہے۔یہاں دین اور خانقاہیت کے نام پرکوئی سیاست نہیں ہوتی۔جو کچھ ہوتا ہے،اس سے مقصود رضائے الٰہی کے حصول کے لئے دین وشریعت،اسلام و سنیت اوراکابرین تصوف کی روحانی قدروں کا تحفظ ہوتا ہےاوراس میں اپنے اور بے گانے کی کوئی تمیزنہیں ہوتی۔

(ماہنامہ اعلیٰ حضرت شمارہ ستمبر۲۰۱۵ء)

مرتب کی زندگی کے چند مشاہداتی پہلو

زینت مسند خطابت حضرت علامہ سید ارشد اقبال صاحب رضوی دامت برکاتہم العالیہ
خطیب وامام مسجد انوار خالد شاہ، بنونی۔ ساؤتھ افریقہ

حامدا و مصلیاً و مسلما!

میرے عزیز دوست اور میرے ہم پیالہ و ہم نوالہ حضرت علامہ مفتی محمد سلیم صاحب برکاتی بریلوی۔ زید علمہ و فضلہ۔ کی قلمی کاوش ''نجوم ہدایت'' کی طرح ان کی تخریج، تقدیم اور ترتیب جدید کے ساتھ حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کی مایۂ ناز ''اربعین'' بنام ''چہل حدیث'' بھی بلاشبہ جہاں ''علم حدیث'' کا ایک بہترین شاہکار ہے وہیں اس بات کی بھی روشن دلیل ہے کہ موصوف تدریسی صلاحیتوں کے ساتھ تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی فنی مہارت رکھتے ہیں۔ دیگر علوم وفنون میں درک رکھنے کے ساتھ علم حدیث اور اس کے ذیلی فنون پر بھی کافی گہری نظر رکھتے ہیں۔ اگرچہ علم حدیث کے تعلق سے ان کے یہ فنی جواہر پارے اب منظر عام پر آ رہے ہیں مگر وہ زمانۂ طالب علمی ہی سے اس فن میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ انہوں نے ''فن جرح وتعدیل میں امام احمد رضا کی مہارت'' اور ''نقد رجال میں امام احمد رضا کی فنی مہارت'' جیسے مضامین اپنے طالب علمی کے زمانے میں اس وقت تحریر فرمائے تھے جبکہ عام طور پر طلبہ اس فن میں درک رکھنا تو کجا اس کے مبادیات تک سے واقفیت نہیں رکھتے۔ آپ ۱۹۹۴ء سے اشرفیہ میں زیر تعلیم رہے۔ اعدادیہ سے درجۂ تخصص تک مکمل تعلیم اشرفیہ میں ہی حاصل کی۔ ابتداء ہی سے میرے ان کے ساتھ گہرے مراسم رہے۔

مفتی صاحب کا بچپن اور ان کا پورا زمانہ تعلیم میری نگاہوں میں آج بھی محفوظ ہے۔ موصوف سے جامعہ اشرفیہ کے زمانۂ تعلیم ہی سے کافی گہری دوستی رہی ہے۔ موصوف ایام تعلیم ہی سے کافی ذہین وفطین اور محنتی و جفاکش واقع ہوئے ہیں۔ اشرفیہ میں اپنے شاندار اور امتیازی تعلیمی ریکارڈ، اپنی ذہانت و فطانت، اپنی خوش اخلاقی، ملن ساری، اساتذہ اور سینئر طلبہ کے ساتھ مؤدبانہ سلوک، ہر خطہ کے طلبہ کے ساتھ اپنے جذبۂ ہمدردی اور اپنے جذبۂ خیر خواہی کی بنیاد پر طلبہ اور اساتذہ دونوں میں یکساں طور پر مقبول اور ہر دلعزیز رہے ہیں۔ موصوف درسی کتابوں کے پڑھنے، مطالعہ کرنے اور ان میں محنت کرنے کے ساتھ جامعہ اشرفیہ کے طلبہ کی دیگر علمی، ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ عصبیت سے دور رہ کر وہ ہر صوبہ اور ہر خطہ کے طلبہ سے گہرے مراسم رکھتے تھے۔ طلبہ کی تعلیمی اور درسی مدد کرنے کے ساتھ وہ کمزور اور ضرورت مند طلبہ کی اکثر و بیشتر مالی مدد بھی کرتے۔ اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو اس کے علاج کے لئے خود بھی مالی مدد کرتے اور دیگر طلبہ سے چندہ اکٹھا کرنے میں بھی تگ و دو کرتے۔ اپنی درسی کتابوں کو حل کرنے کے ساتھ وہ تعلیم میں کمزور طلبہ کو پڑھانے، انہیں نوٹ بنا کر دینے اور امتحان میں ان کی تیاری کے سلسلہ میں بھی خوب مدد کرتے۔ کبھی نچلی جماعت کے طلبہ کو پڑھاتے۔ کبھی مشکل کتابوں کے نوٹ بنا کر انہیں دیتے۔ پڑھنے میں کمزور طلبہ کو امتحان کے وقت چند مخصوص سوالات کا انتخاب کر کے انتہائی آسان اور سلیس انداز میں انہیں تیاری کے لئے جوابات لکھ کر دیتے۔

وہ ہر سال اپنی جماعت کے نتیجۂ امتحان میں اول نمبر پوزیشن تو حاصل کرتے ہی تھے اس کے علاوہ کئی مرتبہ انہوں نے نتیجۂ امتحان میں پورا جامعہ بھی ٹاپ کیا تھا۔ جامعہ اشرفیہ میں عموماً ایک دو نمبر پر رہنے والے طلبہ دیگر معاملات سے الگ رہ کر کتابوں کو حل کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ ایسے طلبہ دیگر طلبہ سے بہت کم تعلقات رکھتے ہیں اور بہت کم طلبہ کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں۔ لیکن موصوف کی یہ خوبی تھی کہ وہ اپنا شاندار تعلیمی ریکارڈ رکھنے کے باوجود تمام طلبہ سے گہرے مراسم رکھتے۔ دوستانہ محفلوں کی جان، شان بنتے۔ طلبہ حیرت زدہ رہتے کہ آخر یہ کس وقت اپنے امتحان کی تیاری کرتے ہیں۔

عام طور پر طلبہ ورزش کی غرض سے بعد نماز عصر یا جمعہ کے دن یا کسی اور تعطیل کے دن کھیل کود میں مصروف رہتے ہیں مگر موصوف کو ہم نے کبھی بھی کسی کھیل میں حصہ لیتے نہ دیکھا۔ جمعرات کو لائبریری نہیں کھلتی تھی تو وہ کبھی کبھی کھیل کے میدان میں آجاتے مگر یہاں بھی وہ اپنی ''عربی کمینٹری'' سے کرکٹ کھیلنے والی ٹیم اور کھیل دیکھنے والوں کو ہنسنے پر مجبور کر دیتے۔ وہ جامعہ کی ''عربی لائبریری'' کے انچارج بھی تھے۔ جو بعد نماز عصر کھلتی تھی۔ اس لئے وہ اپنا یہ وقت اسی لائبریری میں گزارتے۔ حضرت مولانا غلام حسین صاحب اشرفیہ کی ''مرکزی لائبریری'' کے لائبریرین تھے۔ ان کے فرزند مولانا احمد رضا اعظمی صاحب جو اس وقت دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا میں مدرس ہیں وہ ہمارے ہم درس تھے۔ موصوف کی ان سے بہت گہری دوستی تھی۔ وہ موصوف ہی کے ساتھ رات میں امتحان کی تیاری کیا کرتے تھے۔ وہ اپنے والد

صاحب سے لائبریری کی چابی لے آتے تو موصوف رات رات بھر اسی لائبریری کی کتابوں کے مطالعہ میں منہمک رہتے۔امتحان کے دنوں میں وہ سنسان جگہوں اور جنگل میں لیمپ جلا کر پڑھتے۔سردی ہو کہ گرمی وہ ایسی ہی کھلی جگہ پر رات رات بھر کتابوں میں منہمک رہتے ۔ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ سردیوں کا زمانہ شباب پر تھا، کہرے کی دبیز چادر پوری فضا کو اپنی آغوش میں سمیٹے ہوئے تھی۔رات کے تقریبا تین بج رہے تھے۔اشرفیہ کے پورے کیمپس میں ھو کا عالم اور سناٹے کا راج تھا۔مفتی صاحب حافظ ملت علیہ الرحمہ کے مزار مبارک کے مغربی احاطے میں لیمپ جلائے تنہا بیٹھے کتابوں میں منہمک تھے۔پورے وجود کو کمبل میں لپیٹے اور سر سے گرم چادر منڈھے وہ پڑھنے میں اس طرح مصروف تھے کہ آس پاس سے بالکل بیگانہ تھے۔اسی درمیان الحاج رفیق احمد پردیسی برکاتی جو پاکستان کے رہنے والے ہیں وہ جامعہ اشرفیہ کے ناظم الحاج سرفراز صاحب اور دو تین اساتذہ کے ساتھ مزار مبارک پر حاضری دینے آئے۔وہ رات کے اسی حصہ میں سفر پر روانہ ہو رہے تھے۔لیمپ جلتے ہوئے دیکھا تو اس احاطے کی طرف چلے آئے۔خاموشی سے سب لوگ یہ منظر دیکھتے رہے مگر ہمارے دوست تھے کہ جنہیں یہ خبر ہی نہ تھی کہ کئی نگاہوں کا وہ اس وقت مرکز توجہ بنے ہوئے ہیں۔صبح کو استاذ گرامی حضرت مفتی نسیم صاحب مدظلہ نے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ رات مزار حافظ ملت کے قریب ایک ''جِـــنّ'' کو دیکھا جو لیمپ کی روشنی میں کتابوں کا سفر کر رہا تھا۔

انہیں نایاب اور متداول کتابیں پڑھنے کا بھی بہت شوق تھا۔کافیہ پڑھنے کے

زمانے میں وہ شرح جامی، اصول الشاسی پڑھنے کے زمانے میں نور الانوار اور قدوری پڑھنے کے زمانے میں ہدایہ کو زیر مطالعہ رکھتے تھے۔ ان کی عربی زبان ابتداء ہی سے بہت اچھی تھی۔ سمجھنے کا مادہ عمدہ تھا اس لئے نیچے کی کتابیں وہ اوپری کتابوں کی مدد سے حل کرتے تھے۔ اسی طرح شرح ہدایۃ الحکمت کو میبذی، ملا جلال اور حاشیہ عین القضاۃ وغیرہ کی مدد سے حل کرتے۔ شرح ہدایۃ الحکمت میں ایک جگہ علامہ عبدالحق خیرآبادی نے ''الجواہر الغالیہ'' کا حوالہ دیا ہے۔ یہ کتاب اشرفیہ کی لائبریری میں نہ تھی تو موصوف رام پور رضا لائبریری سے اس کی فوٹو کاپی لے کر آئے اور اس کا مکمل مطالعہ کیا۔ شرح عقائد پڑھنے کے وقت وہ خیالی، شرح مواقف، شرح فقہ اکبر اور المعتقد مع المعتمد المستند کو زیر مطالعہ رکھتے اسی طرح ملا حسن پڑھنے کے وقت وہ قاضی مبارک، ملا مبین اور حاشیہ میر زاہد وغیرہ ساتھ میں رکھتے۔ ملا حسن، ہدایۃ الحکمت، شرح ہدایۃ الحکمت، ہدیہ سعیدیہ، حمد اللہ، قطبی میر قطبی، مدارک التنزیل اور مناظرۂ رشیدیہ کے ان کے بنائے ہوئے نوٹس طلبہ میں بہت مقبول تھے۔

تعلیم سے وہ جنون کی حد تک لگاؤ رکھتے۔ مختلف و متعدد امتحانات دینے کا بہت شوق تھا۔ اپنی ذاتی دلچسپی سے اشرفیہ ہی کے زمانہ تعلیم میں انہوں نے یوپی بورڈ سے پرائیویٹ ''انٹرمیڈیٹ'' کرلیا تھا۔ فراغت کے بعد تدریسی ذمہ داریوں کے باوجود وہ ابھی تک یونیورسٹی سطح کے پرائیویٹ امتحان دیتے رہتے ہیں۔ سال گزشتہ انہوں نے روہیلکھنڈ یونیورسٹی بریلی سے فارسی میں ایم۔اے۔ پاس کیا۔ صرف پاس ہی نہیں بلکہ پوری یورنیورسٹی میں ٹاپ کیا جس کی وجہ سے مؤرخہ ۶ / اکتوبر ۲۰۱۷ء بروز

جمعہ اتر پردیش کے گورنر جناب رام نائک صاحب اور ودھان سبھا کے صدر جناب ہردے نرائن دکچھت کے ہاتھوں روہیلکھنڈ یونیورسٹی میں منعقد تقسیم اسناد کے جلسہ میں انہیں ''گولڈ میڈل'' اور توصیفی سند واعزاز سے سرفراز کیا گیا۔

اساتذہ ان کو بہت قدر ومحبت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ''مجلس برکات'' کا جب قیام عمل میں آیا تو موصوف کی مصروفیات بہت زیادہ بڑھ گئیں۔ پڑھنے کے ساتھ وہ مجلس برکات سے شائع ہونے والی کتابوں کی بھی پروف ریڈنگ کرتے۔ ''شرح عقائد'' جو حضرت علامہ صدر الوریٰ صاحب قادری رضوی کے حاشیہ کے ساتھ مجلس برکات نے شائع کی ہے، اس کی مکمل پروف ریڈنگ، پیرابندی اور اس پر سرخیاں لگانے کا کام موصوف ہی نے کیا ہے۔ عربی زبان میں محشی کا تعارف بھی آپ ہی کا لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح ''مناظرۂ رشیدیہ'' اور ''علم الصیغہ'' کی تصحیح، پروف ریڈنگ اور پیرابندی بھی آپ ہی کی کی ہوئی ہے۔

ان کی شخصیت کے کئی پہلو نہایت خوشنما اور پرکشش ہیں۔ ''یوم مفتئ اعظم ہند'' کے موقع پر وہ تحریری اور تقریری انعامی مقابلے میں پابندی کے ساتھ ہر سال حصہ لیتے۔ اردو زبان میں کبھی تقریر نہ کرتے بلکہ عربی زبان ہی میں تقریر کرتے۔ تحریری اور تقریری دونوں انعامی مقابلوں میں ہمیشہ اول انعام حاصل کرتے۔ جامعہ اشرفیہ میں ہر سال جو یوم مفتئ اعظم ہوتا ہے، اس کے انعقاد کی ساری ذمہ داریاں ''جماعت سابعہ'' کے سپرد ہوتی ہیں۔ وہاں عام طور پر یہ ریت چلی آرہی تھی کہ اس انعامی مقابلے کے انعقاد کی ذمہ داریاں جماعت سابعہ میں ایک نمبر سے لے کر دس نمبر تک

امتحان میں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ ہی کو تفویض کی جاتیں۔اس کے لئے باقاعدہ ایک کمیٹی بنتی۔مگر عموماً عہدوں کی تقسیم میں کافی ''شکررنجی'' ہوجاتی تھی۔ بلکہ صوبہ بہار، صوبہ بنگال اور صوبہ یوپی کے طلبہ آپس میں گروپ بندی کرلیتے۔ بہار کے طلبہ کی خواہش ہوتی کہ صدر وسکریٹری اور خزانچی کے منصب بہار سے تعلق رکھنے والے طلبہ کے حصہ میں آئیں۔اسی طرح یوپی اور بنگال کے طلبہ یہ چاہتے کہ یہ منصب ان کے صوبوں کے حصہ میں آئیں۔ہم لوگ جب جماعت سابعہ میں آئے تو یوم مفتیٔ اعظم ہند کے انعقاد کے لئے کمیٹی تشکیل کرنے کی غرض سے ''سینٹرل بلڈنگ'' کی چھت پر جب طلبہ کی میٹنگ ہوئی تو متعلقہ صوبوں کے طلبہ یہی ذہن بنا کر حاضر ہوئے۔صدر کا عہدہ تو متعین تھا کہ وہ موصوف ہی کے ذمہ آئے گا۔اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہ تھا۔مگر میٹنگ کی ابتداء ہی میں موصوف نے کھڑے ہوکر اپنی تقریر میں جب یہ اعلان کیا کہ مذکورہ عہدوں میں سے وہ خود کوئی عہدہ قبول نہ کریں گے۔مزید انہوں نے کہا کہ یہ ریت ہی غلط ہے کہ نتیجۂ امتحان کے اعتبار سے عہدوں کی تقسیم ہو۔اس کا تعلق انتظامی امور سے ہے لہذا معیار نتیجۂ امتحان کو نہیں، انتظامی صلاحیت اور تجربہ کاری کو بنانا چاہئے۔ یہ ضروری تو نہیں کہ جو پڑھنے میں اچھا ہو وہ انتظامی امور میں بھی مہارت رکھتا ہو۔اس کے بعد آپ نے مولانا شفیع الزماں صاحب کو صدر، راقم کو سکریٹری اور مولانا رئیس صاحب بہرائچی کو ''نگران امور عامہ'' بنائے جانے کا اعلان فرمایا۔ان سے ہم دوستوں نے نجی مجلس میں جب پوچھا کہ یہ ''نگران امور عامہ'' کا نیا عہدہ کہاں سے اختراع کرلیا اور اس کا مطلب واہمیت کیا

ہے؟ تو مسکراتے ہوئے جواب دیا: ''جیسے ہندوستان کے صدر جمہوریہ کا عہدہ ہے ویسے ہی یہ بھی ہے''۔ بہرحال موصوف کا یہ فیصلہ سن کر سارے لوگ حیرت میں پڑ گئے اور جو کچھ وہ سوچ کر آئے تھے سب کو انہوں نے موصوف کی یہ قربانی دیکھ کر اپنے ذہنوں سے نکال دیا اور پھر متحدہ طور پر پوری جماعت نے مل کر موصوف ہی کی رہنمائی میں ''یوم مفتی اعظم ہند'' کا شاندار اور تاریخ ساز انعقاد کیا۔

باتیں بہت ہیں۔ ان کی کون سی کون سی خوبیاں بیان کی جائیں۔ سارے وصفوں پر ان کا جو غالب وصف تھا وہ یہ کہ موصوف ''مسلک و مرکز'' کے وفادار تھے۔ مسلکی معاملات اور مرکز کے فتووں کے سلسلہ میں وہ کوئی سمجھوتا نہ کرتے۔ اشرفیہ میں انہوں نے تقریباً گیارہ سال گزارے مگر اس طویل مدت میں ان کا کسی سے جھگڑا نہ ہوا۔ لیکن چین کے مسئلہ اور لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے مسئلہ میں کئی بار وہ کچھ طلبہ سے الجھ جاتے۔ بعد میں یہ کہہ کر بات ختم کر دیتے کہ مجھے صرف اور صرف مرکز اہل سنت بریلی شریف کے فتوے ہی کو ماننا ہے۔ آپ اپنے ذمہ دار ہیں۔ جس کا چاہیں فتویٰ مانیں۔

بہرحال خوشی کی بات یہ ہے کہ ان کا قلم اس وقت رواں دواں ہے۔ ہم سب دوستوں کی یہ خواہش ہے کہ اب وہ اپنی دیگر مصروفیات کم کر کے تصنیف و تالیف کی طرف اپنا ذہن مکمل طور پر متوجہ کریں۔ یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ وہ ''سیرت نبی''، خصائل نبی، شمائل نبی اور آقا ﷺ کے عادات و اطوار پر لکھی گئی امام بیہقی علیہ الرحمہ کی مشہور و مستند کتاب ''دلائل النبوۃ'' جو کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اس کتاب، صحابہ

کرام کے حالات وتذکروں پر مشتمل علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کی معروف کتاب" الاصابة فی تمییز الصحابة" اورحضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے مثال تفسیر قرآن بنام ''تفسیر جیلانی'' جیسی کتابوں کی اردو زبان میں تلخیص اوران کا اردو زبان میں ترجمہ کررہے ہیں۔اللہ تعالیٰ موصوف کو مرکز ومسلک کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے،تصنیف وتالیف کے میدان میں انہیں قلمی لغزشوں سے محفوظ فرمائے اور حاسدین کے حسد سے ان کی حفاظت فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

دعاگو

سید محمد اقبال ارشد رضوی

خادم مسجد انوار خالد شاہ بنونی۔ساؤتھ افریقہ

پیغام

مؤرخہ ۲۵؍صفر المظفر ۱۴۴۰ھ/ ۵؍نومبر ۲۰۱۸ء میں جد امجد، مجدد دین وملت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے وصال کو پورے ۱۰۰؍سال ہو رہے ہیں۔ دنیائے سنیت کے ہر خطہ میں اعلیٰ حضرت سے محبت وعقیدت رکھنے والے حضرات ''صد سالہ عرس رضوی'' کے حوالے سے مختلف انداز میں تقریبات، محافل، اجلاس اور کانفرنسوں کا انعقاد کر رہے ہیں۔ تصنیف وتالیف سے دلچسپی رکھنے والے اہل قلم اعلیٰ حضرت کے حوالے سے اپنی تحقیقات ونگارشات منظر عام پر لا رہے ہیں۔ رسائل و جرائد خصوصی شمارے نکال رہے ہیں۔ سنی مکتبے اور اشاعتی ادارے اعلیٰ حضرت کی تصنیفات وتالیفات کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے کثیر تعداد میں شائع کر رہے ہیں۔ ہم ان تمام حضرات کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ ان تمام حضرات کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

۱۰۰؍سال گزر جانے کے باوجود ابھی بھی اعلیٰ حضرت کی حیات و خدمات اور ان کی تصنیفات وتالیفات کے حوالے سے بہت سا کام کرنے کو باقی ہے۔ یہ کام ہم سب کو ہی مل جل کر کرنا ہے۔ ہمارے مخلص اکابر علماء یکے

بعد دیگرے اس دارفانی سے کوچ کرتے جارہے ہیں۔اعلیٰ حضرت کی ایک اہم خوبی یہ بھی تھی کہ وہ ''افراد سازی'' اور ''شخصیت سازی'' کا فن جانتے تھے۔انہوں نے مذہب ومسلک کا کام کرنے والے بے شمار افراد اہل سنت وجماعت کو عطا فرمائے۔ہم اہل علم سے اپیل کرتے ہیں کہ آپ حضرات کام کرنے والے مخلص افراد تیار کریں۔مذہب ومسلک کی ترویج واشاعت کے ساتھ اپنے اکابر خاص کر اعلیٰ حضرت کی دینی وعلمی خدمات کے حوالے سے کام کرنے کے لئے نو خیز علماء کو ترغیب دلائیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص کے ساتھ مذہب ومسلک کا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبه الکریم ۔علیه افضل الصلوٰۃ و التسلیم ۔

فقیر قادری محمد سبحان رضا خاں سبحانی غفرلہ

خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ بریلی شریف

قدیم نسخۂ چہل حدیث کے پہلے صفحہ کا عکس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان جعلنا بمحض
رحمتہ وکرمہ فی عباد محمد صلی اللہ علیہ وسلم والصلوٰۃ والسلام
علیٰ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آل محمد واصحاب محمد واولیاء
محمد وابدال محمد وعلماء ملت محمد وعباد محمد صلی اللہ علیہ وسلم
امابعد یہ مختصر فقیر نے تالیف کیا مشکوٰۃ المصابیح سے یہ اظہار اس لیے
کہ اس کا انکار نہ کر سکیں۔ اور فقیر نے اس مختصر میں ان احادیث کا ذکر کیا
جو عقائد حقہ اہل سنت وجماعت کی تائید وتوثیق کرتی ہیں۔ اور
فضائل اعمال کی احادیث کی طرف زیادہ توجہ نہ کی کہ جبتک عقیدہ درست نہ ہو
اعمال بے حقیقت ہیں۔ پھر میں نے ذکر وشکر کا اہتمام کیا اور جہاں تک
ہو سکا مضمون کو طول دینے سے اجتناب کیا ہے اور مناسب موقع و
محل بعض نکات قرآنی جو اس کے الفاظ سے محتمل ہیں درجۂ تاویل میں
فقیر نے ذکر کئے۔ اور یہ میرے سینہ میں جوش زن تھے۔ اور میں مسرور
ہوں کہ میرے رب نے توفیق عطا فرمائی طباعت واشاعت کی کہ وہ نکات واسرار
شائع نہ ہوتی اور میں انتقال کرتا تو مجھ کو خوف تھا کہ یہ میرے لئے باعث

قدیم نسخۂ چہل حدیث کے درمیانی صفحہ کا عکس

ہلاکت ہوتا۔ اور یہ اُمت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے باعث مسرت ہوگا
کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کے نئے نئے جواہر پارے ان کو
دستیاب ہوئی۔ یہ منہج منہما اللولؤ والمرجان یہ بحر بن قرآن و حدیث
کے گہر و لعل و جواہر زواہر جسے غواص حبشی نے پیش کئے ہیں اُسے اُمید
ہے کہ محبان رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں مقبول ہوں گی اور ان کی چمک
دمک سے اس کا سیاہ رنگ اور تیرہ بختی اور قبر کی تاریکی کافور ہوگی۔

اور یہ ایک نمونہ ہیں اور بہت کچھ ابھی باقی ہے اور میں دعا کرتا
ہوں کہ یہ برکات اولیائے کرام یہ امانت میں ان کو پہونچا دوں جو اس کے
اہل ہیں تاکہ ان کے قلوب، قبور و دین و دنیا روشن ہوں، اور یہ فقیر
ان کی خیر خواہی کا حق ادا کر سکے۔ اور جو نا اہل ہیں ان کے چہرہ اور تار[یک]
ہوں۔ یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ۔

مولیٰ تعالیٰ محبت نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہم سب کے قلوب میں
جاگزیں فرمائے۔ آمین

اور لکھا میں نے اس کو کلکتہ میں ۵ صفر المظفر ۱۳۷۳ھ اور ۶ صفر
میں دوانگالیکہ میرے پاس شروح وغیرہ نہ تھیں اور نہ کوئی اور کتاب۔
اور جب آپ مطلع ہوں میری خطا پر تو میرے لئے استغفار کریں
اور اطلاع دیں۔ اور جب آپ متعجب و متحیر ہوں اور کوئی چیز آپ پر اثر
ڈالے اور آپ کو خوش کرے تو میرے لئے دعا فرمائیں اور دوسروں
تک پہونچائیں۔ تعاونوا علی البر والتقوی۔

اور جو ان احادیث کو یاد کرے اور دوسروں کو سنائے یا لکھ کر
دے یا کتاب دوسروں کو پہونچائے تو بے شک اس نے دین کی خدمت
کی اور علم کو پھیلایا۔ اور روز قیامت یہ شخص زمرہ علما میں محشور ہوگا۔ اور
ثواب عظیم حاصل کرے گا۔ اور اموات کو ایصال ثواب کے لئے ایسی
کتابوں کا جیسی یہ ہے طبع کرانا تقسیم کرانا کار عظیم ہے۔ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْنَا
فِیْ خِدْمَةِ الْعِلْمِ وَالْعُلَمَاءِ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلٰوةً
تَکُوْنُ لَكَ رِضَاءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَّلَنَا مَغْفِرَةً وَّعَطَاءً وَّ
لِلصُّدُوْرِ شِفَاءً وَّدَوَاءً وَّلِلْعُیُوْنِ ضِیَاءً وَّلِلْجَنَّةِ بَهَاءً وَّلِلنَّارِ طِفَاءً۔

بَابُ الْعِلْمِ

۱۔ وعن ابی الدرداءؓ کہا کہ فرمایا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے جب آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا ہے حد علم کی جب اس کو
پہونچے تو اس کو فقیہ کہا جائے۔ تو ارشاد فرمایا جو حفظ کرے میری

قدیم نسخۂ چہل حدیث کے درمیانی صفحہ کا عکس

حدیث موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں دونا اجر و ثواب ہے
اُس عبد کیلئے جو اپنے آقاؤں کی بھی خدمت کرے اور انکا حق ادا کرے
اور اللہ تعالیٰ کا بھی حق ادا کرے کہ اسکی عبادت کرے۔ عبد جس طرح
دنیاوی ہوتا ہے کہ دولت مند اس کو خرید لیتا ہے اور عبد کا کفیل وہ آقا ہوتا
ہے اور یہ شرک نہیں۔ اسی طرح عبد باعتبار روحانیت بھی ہوتا ہے
جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بر سر منبر فرمایا کنت مع رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم وکنت عبدہٗ وخادمہٗ میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا رفیق اور ان کا عبد و خادم تھا۔ اور حضرت بلال رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو خرید کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمت مبارک
میں پیش فرماتے اور عرض کرتے ہیں مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ
گفت ما دو بندگان کوئے تو کردمش آزاد ہم بر روئے تو
تو اس حدیث میں کنایہ ہے کہ وہ عبد جو حق اللہ اور حق اپنے آقاؤں کا
ادا کرے یعنی نماز و فرائض خداوندی ادا کرے اور اپنے آقا و مولیٰ محمد مصطفےٰ
صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور اپنے بزرگوں اولیاء کرام کے لئے ایصال
ثواب کرے۔ دعائے خیر کرے اور حدیث عبادہؓ بن صامت میں بیعت
کا تذکرہ ہے اور بیعت کے معنی ہیں فروخت کرنا اور یہ بیع ہے اپنے نفس
کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر یعنی حضورؐ کی غلامی

اختیار کرنا اور قرآن شاہد کہ جو آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ اللہ ہی
سے بیعت کر رہے ہیں۔ یعنی حضورؐ کی غلامی و بندگی اللہ تعالیٰ کا غلام
و بندہ ہونا ہے من اطاع الرسول فقد اطاع اللہ سکھئے اور تجدید
ایمان کرتے رہئے نحن عباد محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔
حدیث وہب بن منبہ میں جنت کی کنجی لا الہ الا اللہ ہے مگر وہ
جو دندانہ دار ہو، اور دندانہ والے سے اشارہ محمد رسول اللہ کیطرف ہے
کہ اس کنجی کے دندانہ یہ ہیں۔ حضورؐ کے نام پاک کا م۔ ح، مفتاح کا
حرف اول و حرف آخر ہے۔ اور نام پاک کا م۔ د۔ مقلاد (کنجی) کا حرف
اول و آخر ہے اور م د بالکل بشکل
کنجی کے ہے، جیسا اس نقشہ سے
ظاہر ہے۔ اللہ رب محمد صلے علیہ وسلم

محمد

بابُ الکبائر والنفاق

۱۰۔ وعن عبد اللہ بن عمرو کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبائر یہ ہیں
اللہ کیساتھ شریک کرنا۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔ قتل کرنا اور یمین غموس۔
رواہ البخاری۔ وعن ابی ھریرۃ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بچو سات
ہلاک کرنے والی چیزوں سے، عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا ہیں حضور

قدیم نسخہ چہل حدیث کے آخری صفحہ کا عکس

اور فرشتہ بھی پیش کرتے ہیں۔ یہ جیسے قبور میں نکیرین سوال کرتے
ہیں ماتقول فی ھذا الرجل کیا کہتے ہو تم ان صاحب کے بارہ میں یعنی
حضور صلے اللہ علیہ وسلم ان کے قبور میں تشریف فرما ہوتے ہیں، یا روضۂ
مبارک کی کھڑکی کشادہ ہو جاتا ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں حیات مبارکہ کا
واضح ثبوت ہے۔ پھر بھی معلوم [illegible] ہیں جب حیاۃ شہداء قرآن شریف
سے ثابت اور وہ درجہ میں انبیاء کرام سے بہت ادنیٰ تو جو ادنیٰ کے لئے
ثابت وہ اعلیٰ کے لئے بدرجۂ اعلیٰ ثابت۔

حدیث ۳۹ میں بخیل وہ ہے جو درود نہ پڑھے اور یہ صفت منافق کی ہے اور
منفق یعنی سخی یہ صفت مومن کی ہے تو سخاوت قرآن شریف میں کنایہ ہوا
درود پڑھنے سے اور مومن و منافق میں مابہ الامتیاز درود وسلام ہی ہے
کہ نماز وہ بھی پڑھتا ہے تو یہ شعار ایمان ہوا ان احادیث سے درود
شریف کی فضیلت ثابت ہے اور یہ عمل اللہ تعالٰی کو محبوب تر ہے۔ تجربہ
شاہد ہے کہ دین و دنیا کی برکات درود شریف سے حاصل ہوتی ہیں اور
غم وہم کا دافع ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ ہزارہا مقدمات میں اس سے
کامیابی ہوئی۔ گناہگار کی بخشش کا سہل وسیلہ ہے۔ فوائد بے شمار ہیں
مریض کو شفا ہوگی۔ مقروض کا قرض ادا ہوگا۔ دولت و مال میں برکت
ہوگی۔ ہر حاجت و مراد پوری ہوگی۔ گھر میں لکھ کر لگانا خیر و برکت و حفاظت
کا باعث۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد سید المرسلین وآلہٖ
وصحبہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین